قد جعل اللہ لکل شیء قدرا
درین آوان میمنت اقتران تحفۂ فصاحت عنوان بلاغت بایان اعنی
سنہ ۱۳۰۸
کلیات قدر
۱۸۹۱ء
مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم
در مطبع مفید عام آگرہ بزیور طبع پوشید

قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بایان اعنی

کلیات

سنہ ۱۳۰۸ھ

سنہ ۱۸۹۱ء

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسنین ابن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الاخرہ سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین پیدا ہوئے
مسقط الراس محلہ سلہڑہ شرقی بلگرام من مضافات لکھنو ہے محرر سطور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد یعنی
اُنکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے **غلام حسنین** ۱۲۴۹ھ تاریخی نام رکھا پہلے پہل سید محمد صاحب
الدعوۃ الصغریٰ جد القبیلہ واسطہ عرب سے جہان کا قلم مشہور ہے بلگرام مین آکر متوطن ہوئے تھے نسب کا سلسلہ
عیسیٰ موتم الاشبال بن حضرت زید شہید بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام سے ملتا ہے اُنکے مذہب کا حال اس شعر سے آئینہ ہے

خدا معلوم کیسا گو مگو ہے قدر کا مذہب	۵	کہ شیعہ ہے نہ سُنی ہے مسلمان ہے نہ ہندو ہے

العاقل تکفیہ الاشارہ بعد اخذ حیثیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت
واجد علی بادشاہ اودہ کے عہد مین آپ بلگرام سے لکھنو گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر گھر چرچا
تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر مائل ہوئی اولاً
شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے **قدر** تخلص ملا ثانیاً میرزا محمد رضا برق المخاطب بہ فتح الدولہ
بہادر سے عروض و قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکھنو سی شہر مین شعرا انکی تحقیقات کو
مسلم الثبوت خیال کرنے لگے اور ابتدا مین انکی غزلیات سحر و برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی بیگم
مخاطب بہ نواب سرفراز محل ع کی سرکار مین منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب مشق سخن بڑہی اور کلام
مین رنگینی اور طبیعت مین مضامین آفرینی پیدا ہوئی تو سحر و برق نے اس دار فانی سے کوچ کیا ناچار شیخ
امداد علی بحر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت بحر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے
تھے انقلاب طیل و نہار سے سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۶ء کے بہار لکھنو پر خزان آئی انتزاع سلطنت ہوا

پھر دفعۃً ۱۸۵۷ء عیسوی مین فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلی لٹی لکھنو بیچراغ ہوا والقصۃ بطولہا
آپ بھی لکھنو سے بلگرام چلے آئے ۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھانجے مرزا عباس بیگ دہلوی
اور نواب غلام حسین خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادربخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموری
وغیرہم مصائب غدر اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو مغتنم جانکر تا ایام غدر یہین
رہے اسیوقت اُنہون نے بلگرام کے کبیشرون سے بھاشا مین مہارت پیدا کی تھی بعد غدر و تسلط سرکار
انگلشیہ آپ بتلاش معاش پنجاب کو چلے گئے اور چندے فوج سرکاری مین منشی رہے بھلا پنجابی زبان
انکو کیونکر پسند آتی مستعفی ہوکر دہلی مین آئے وہان نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
کی شاگردی نظم و نثر مین اختیار کی جب تک میان سحر اور غالب زندہ رہے دونون سے شعر و سخن مین مشورہ رہا
چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنو کی ادا آپ کے کلام سے مترشح ہے میر صاحب نے ایک رباعی مین چارون استادونکا
اقرار کیا ہے **رباعی**

سیکھے سحر و برق سے بندش کی بند	پھر غالب و سحر نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے مین نہوگا اے قدر	بدنام کنندۂ نکونامی چند

پھر جب دہلی سے وطن مین پہونچے اور صوبہ اودہ کی ضلعبندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہردوئی ضلع ٹھہرا
اور جا بجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ دہلوی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع ہردوئی نے انکی سفارش
صاحب ضلع سے کی اور انکو ہائی اسکول ہردوئی کا مدرس فارسی کردیا لیکن انکی شاعری نے اکثر
تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کردیا اور خود تو ماشاء اللہ ہمہ تن اسیمین مصروف تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے
دیکھکر آپکو مصلحۃً کئی بار فہمایش کی مگر شاعرانہ وارستگی سے یہ کسیکی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی
رپورٹ صدر مین اس بنا پر کردی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہین اسپر حسب الحکم صاحب ڈائرکٹر بہادر
سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنو کے نارمل اسکول مین جانا لابد ہوا وہان رہکر فنون ریاضی مین بسقدر

واقفیت پیدا کی بعد ازان مہونا تحصیلی اسکول ضلع لکھنو کے افسر مدرس ہو گئے وہان سے ۱۸۵۵ء عیسوی مین کالن براونگ صاحب ڈائرکٹر اودہ نے ازراہ قدردانی آپکو پہر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا ع

آب رفتہ دگر بجو آمد - اس رباعی مین اسی خدمت کا اشعار ہی

رباعی

درجے مین بڑہا ہوا ہی جس تس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہردوئی کا
دونا ہوا رتبہ یہ کہو کس سے قدر
پھر اوسپہ ہی ہمعدد مدرس سے قدر
۳۰۴ ۳۰۴

قدر تخلص مدرسی سے پہلے رکھا تھا عہدہ بھی پایا تو تخلص کے ہمعدد سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب اونکو ٹوکا جواب دندان شکن پایا افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب معرکے یاد نہین ورنہ یہان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہوتا بہرکیف بقول مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض سوال و جواب حوالۂ قلم ہین -

(۱) **قدر** ع دل شرر بنا سوزش غم سے اوچھلکر رہگیا ✤ مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہگیا ✤ نواب غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیواسطے بیٹھنا نہین آیا اوٹھنا البتہ مسموع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع سند اًپڑھ دیا ع شمع کیطرح سے چپ بیٹھے ہین آسن مارے ✤ گرہلاتے ہین زبان جاتے ہین گردن مارے ✤

(۲) **قدر** ع قاصد یہ کہنا پا کے میرے یار کا مزاج ✤ پوچھا ہی اک غریب نے سرکار کا مزاج ✤ سر مشاعرہ خواجہ وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سرکار کہنا کہارون کی بولی ہی قدر نے کہا تو یہ کیجیئے دیکھیئے آپکے اُستاد کیا کہتے ہین - **وزیر** ع باغ کو جائیگا ابر سیہ مست اوٹھا ✤ پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج ✤ اور میان معروف دہلوی بھی فرماتے ہین ع اُن دنون سرکار پر معروف تے کھائے تھے گل ✤ جن دنون صاحب لیے پھرتے تھے بلبل ہاتھ پر ✤ معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا -

(۳) **قدر** ع کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت ✤ ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے ✤ کالکا پرشاد مہر جد لکھنوی بولے کہ جگ خود بمعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال ا ور جگ ملکر ایک اسم ترکیبی ہو کر

علم ہوگیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہی جسطرح ناسخ فرماتے ہین ؎ تین تربینی ہین دو آنکھین
مری * اب الہ آباد بھی پنجاب ہی * تربینی یعنی تین بہنی گنگا جمنا سرسوتی ہین پس ادخال لفظ ۔ تین ۔ لفظ ۔ تر ۔ پر ایسا ہی
ہی جیسا لفظ ۔ زمانہ ۔ جگ ۔ پر موجد نہایت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ شاعری وہ کرے جو تمہارے مثل شائین یادر کھے

(۴) مثنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجر نے یون کہی ہی ؎ یہ سنہ مثنوی قدر ہی * مثنوی قدر مہ قدر ہی *
ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ مہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکرر ہوتا ہی اور اگر بجاے ماہ
شب قدر ہی تو لفظ شب اسمین نہین قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجاے شب قدر آیا ہی سعدی ؎ دہل زدگان

دو نوبت دہ لبشارت * کہ دوشم قدر بود امروز نوروز ۔

(۵) ایکدن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع مین ایسا پایچ کھایا ہے
کہ معاذ اللہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * قدر نے کہا کہ ہان ایک جگہ
ردی ساکن ہی اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہین مگر ہیان میرے ذہن مین ایک بات گزرتی ہی کہ جب شاعر کوئی
عیب کر کے اوس پر اعلام کردے تو وہ اوس سے بری الذمہ ہوجاتا ہی اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ مین مبین ہی حافظ نے
اس شعر مین دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور مین خراب کہان دوسرے کجا سے کجا
تک راہ مین فرق پڑ گیا ہی یعنی ردی متحرک ہوگئی ہی عارف یہ سنکر پھڑک اوٹھا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطعہ مین نظم
کیا ۔ **قطعہ** نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین (لقب حافظ) * بدین فروغ گہر بار دار سحاب کجا * صلاح کار کجا و من خراب کجا *
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * فتاد عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را * ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا * کہ یک روی
متحرک گر روی ساکن * خطاست بہر خطا حکم ارتکاب کجا * غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را * ترا ست بار پی این ہمہ
احتساب کجا * مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن * نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا * نخست گفت کہ اے صاحبان
دانش و داد * صلاح کار کجا و من خراب کجا * پس از نفس خطا تازہ کرد عذر خطا * ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف * اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا * مباش یاوہ زعو غا سے مدعی اے قدر *

سخن یکی است جواب ترا جواب کجا ؛ دراز نفسی معاف آمدم بر سر مطلب بعد ایک سال کے اورینٹل ڈپارٹمنٹ کے مدرس فارسی منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کیننگ کالج نے انتقال کیا اسوقت مرزا عباس بیگ دہلوی پنشن پاکر لکھنو مین کالج مزبور کے ممبر ہوگئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہہ تجویز کی اور ہردوئی سے بلایا اور منظوری صاحب کمشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہان کہ سات برس چھہ مہینے تک وہ اپنے عہدیکا کام بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ بکمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی دلسوزی اور توجہ کی کہ اورینٹل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلی درجے کی لیاقت حاصل کر کے امتحانون مین کامیاب ہوتے رہے اسی زمانے مین آپنے پنگل یعنی ہندی کا عروض پنڈت جٹا شنکر پانڈے بھٹاچارج بنارسی سے جو کہ اورینٹل ڈپارٹمنٹ مین سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور رمارمہرہ اور قواعد العروض مین ترجمہ کر کے نئی بات عروضیون کو بتائی - افسوس کہ اون مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک مبسوط کتاب فن قافیہ مین بھی لکھین - ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؛ دسمبر ۱۸۸۳ع تک یہ کالج مین کام کرتے رہے من بعد جنوری ۱۸۸۴ع مین بنسبہ مرزا غالب نواب آغا مرزا بیگ خان بہادر سرور جنگ استاد حضور پرنور کی تحریک سے بتقریب مسند نشینی اقدس و اعلی میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ والی دکن اثنائے سفر کلکتہ مین بمقام بنارس شرف یاب حضوری اعلیحضرت ہوکر قصیدۂ تہنیت نظر انور سے گزرانا جسکے صلہ مین ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار ملازمت ہوکر ہمرکاب بندگان عالی کلکتہ جاکر بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین تشریف لائے اور چار سو روپیہ ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کسقدر انسان کو معزز کر دیتا ہی زمانے کے ہاتھون شاعری کا رنگ اوڑ گیا ہی حد ہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہی میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رسمی تھی مگر شاعری مین چونکہ عمر بسر کردی تھی اور استادون کا فیض صحبت پایا تھا کہان سے کہان پونہچ گئے -

ع ہنوز آن ابر رحمت درفشان است ؛ خم و خمخانہ با مہر و نشان است ؛ قدر مرحوم نہایت ضعیف الجثہ تھے اسپر مرض ضیق النفس معہ ضعف معدہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آب ہوا سے اور بھی مستولی

ہوگیا آخر کار بسبب شدت ضعف و بیماری حیدر آباد سے بغرض معالجہ لکھنو کو راہی ہوئے لیکن وہان بھی کوئی تدبیر سودمند ہوئی اور باون برس کی عمر مین بست و سوم ماہ ذی القعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری مطابق چہاردہم ماہ ستمبر ۱۸۸۴ء بروز یکشنبہ شہر لکھنو مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہین میر خدا بخش کی کربلا مین مدفون ہوئے —
انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلامذہ تھے اونکا لڑکا اونکے سامنے مرچکا تھا لیکن اپنا عقب اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا اونکا مفصلات دیوان غزلیات و قصائد دو جلد مثنوی قضا و قدر جسکے آخر مین ایک واسوخت بھی چھپ گیا ہی عطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جسپر سرکار انگلشیہ سے صلہ پایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم عرفی شرح قصائد عرفی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض سنگل من المعروف بہ مار مہرہ مصطلحات اردو ناتمام متفرقات - اس مقام پر ہمارے ہمعصر تذکرہ نویس ناخوش ہونگے کہ دیوان کا انتخاب کیون یہان ثبت نکیا کہ تذکرون مین اوسکا نقل کرنا آسان ہوتا مگر راقم کو اسکی فرصت نہ ملی طالب اپنی طبیعت کے موافق اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے - تواریخ وفات اونکے شاگردون اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہین لیکن یہان زیادہ گنجایش نہین صرف منشی محمد محمود حمد اور شیخ غلام حیدر آرشد کی چند تاریخین لکھکر ان سطور کو تمام کرتا ہون

نتیجۂ فکر آسمان پیوند منشی محمد محمود حمد خلف رفیق الدولہ دبیر الانشا محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی

آوخ و دژمان کہ گاہ کرد نہ جز دژخمی — زین فلک دژبراز نیست امید وفا
قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم — رخت بہ بست از جہان شد سوی ملک بقا
رفت خود اندر بشاسب آب بہر دیدہ زد — از رہ عبرت نگر دیدۂ ما کردہ وا
جملہ ارا وندوی شد بضمیر اندرون — حیف کہ فرصت نیافت قدر ز دست قضا
مرگ توانا بزور قدر بد ژواخ زار — این شدہ چون بر نگاہ آن شدہ چون کہربا
رفت خود آوخ مرا آب بر آتش زریخت — ماند بسوز غمش این دل من ژیوہ سا

ماند

حل لغات
آوخ آہ و افسوس
دژمان بالکسر و زنی
جست - وژخمی
پدخوی این لفظ مرکب است
از دژ بمعنی بد و خم بمعنی
خوی طبیعت یاے
مصدری در آخر
دژبراز - زشت و نازیبا
وخشم آلود و خام طبع و عیب جو
با تیغ و کفن زیر علم
رفتن - تن بر سر دادن
بوزن بضم اول و سکون ثانی
یعنی استن خ بشاسب
خواب - آب بر دیدہ
زدن - بیدار و ہوشیار
ساختن و وا کردن
شادن - ارا و ندہ
جست وارزدہ و ژواخ
بالفتح نقاہت برگاہ
ب سرگاہ

کرد چنین موبیہ ہا کآب گزشت از سرم	ہان گو بسبقت ربوده دیده ام از اژگیا
این دل بشخوده ام شد بتنش ژندژند	وین سر شوریده ام شد به الم آشنا
غلغلہ پارسیش چون بزبان او فتاد	رو ہمہ ہا ساختند اہل عجم مرحبا
جملہ کلامش بود درخور بشر و نتن	بر سخن نغز او بوسہ شکستن روا
بر حسن سخنش صیت مدیحش دلیل	ذرہ ہمہ جامہ ہاش بر صفت او گوا
بین کہ بدیر سپنج کیست اثیر چنین	گو کہ بسجاق اندرش بود نظیرش کجا
یللی آورده ام آب ز آتش برون	سال رحیلش زہے حمد نوشتم دوتا
مصرع اولائے او در سنہ ہجری است	مصرع اخرائے او سال مسیحی نما
آه کہ شد رنگ و بو از چمن شاعری	موبیہ کہ استاد قدر رفتہ زد ار فنا
سنہ ۱۳۰۱ ہجری	سنہ ۱۸۸۴ ع

(interlinear glosses: مخفف گواه؛ زاید فصیح)

ولہ این تاریخ برلوح مزار شریف کندہ شد

روز یکشنبہ بُد و بست و سوم ذیقعده را	بردو پہر روز ساعت چو نازیبا بشد
آوخ از واژونی چرخ دژآہنگ نژند	کان علم از دہر یعنی اوستادِ ما بشد
زور قم سال وفاتش حمد صوری معنوی	در ہزار و سہ صد و یک قدر از دنیا بشد
	سنہ ۱۳۰۱ ھ

ریختہ کلک گہر سلک شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قدر

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف	بلگرامش وطن و سید ذی رتبہ و جاه
روز یکشنبہ و بست و سوم ذی القعده	فوت کرد آن شہ اقلیم سخن واویلاه
شیئہ رحلت او ارشد مغموم نوشت	شد روان قدر بسوے ارم انا للہ
	سنہ ۱۳۰۱ ع

	ولہ	
اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل		نکتہ پرداز و سخندان و سخن آگاه قدر
ہجری و ہم عیسوی ارشد بگو مصرع سال		در ہزار و سہ صد و یک رفت زین دہر آه قدر
		سنہ ۱۳۰۱ ھ و سنہ ۱۸۸۴ ع

تمت

موبیہ گریہ با نوحہ و نالہ و زاری
ہان - ورمحل [illegible] تاکید
درکارے بکار برند - اژگیا جوی
آب - بشخوده ام مفعول از
مصدر بشخودن بمعنی خراشیدن
ژندژند یعنی پارہ پارہ بزبان
افتادن شہرت یافتن -
رو ساختن شرمنده شدن
درخور بفتح ثانات و سکون واو
معدول لائق و سزاوار - نیم و نیتق
پرستش - نغز خوب نیک -
بوسہ شکستن کنایہ از بوسیدن
[illegible]
فصیح است - صیت آوازه
ذره [illegible]
جامہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
آب از آتش برون آوردن
[illegible] ۱۲

قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا
درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بابیان اعنی
۱۳۰۸ھ
کلیات قدر
۱۸۹۱ء
مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم
در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

علی بند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در منقبت جناب امام المتقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام

علی کا بندۂ یکتا علی بن ابیطالب
وصیِ مصطفےٰ احقا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر زہرا علی بن ابیطالب
پدر شبیر و شبر کا علی بن ابیطالب
شجاع لافتیٰ الا علی بن ابیطالب

شفیع روزِ میزان پردۂ بازار رسوائی
نسب دارِ علیؑ بابہا و کنت مولائی
وصی و مہر دار مصطفےٰ معیارِ یکتائی
امینِ سرِ حق گنجینہ دارِ علت غائی
کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

بہار انفس مطلب بلکہ نفس مصطفےٰ ہی وہ
خدا کا بندہ ہی لیکن نصیری کا خدا ہی وہ
و اتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہی وہ
کہ اکملت لکم ہی تاجدار انما ہی وہ

سر پر آراے تطہیر اعلی بن ابیطالب

گئے معراج کو جبرئیل کے ہمراہ پیغمبر
وہان پونہچے فرشتونکی بھی پر جلتی تھیں جہان جاکر
مگر پردے سے آتی تھی ید اللہ کی صدا باہر
غطاے عصمت و عظمت مین سر کو کشف ہو کیونکر

لہاز دوست یقینا تھا علی بن ابیطالب

ہی سورہ نور کا یا رب کہ اوسکی نور کی صورت
مدا ابروے مبارک آنکھ ہی قرآن کی آیت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہی قامت
حدیثون سے بھی ثابت ہی کتاب اللہ والعترت

کتاب عالم بالا علی بن ابیطالب

نبی کا گوشت سارا خون سب حیدر کا ہی ذاتی
دلالت کرتی ہی اسپر حدیث لحمک لحمی
پہر اوسپر نفسک نفسی جو دم مارا ہوئی خاطی
اگر مجھسے کوئی پوچھے تو ہین بیشک یہی معنی

علی احمد نبی گویا علی بن ابیطالب

امیر المومنین حیدر امام المتقین حیدر
ہی سر فوق اید یہم سر عرش برین حیدر
امام الانس والجنہ بناز یر زمین حیدر
فروغ شرع و دین حید ظہور ما وطین حیدر

ظہیر آدم و حوا علی بن ابیطالب

ہوئی دنیا مین جب فی ات جناب مصطفے پیدا
سنا ہی طاق کسری شق ہوا یہ عجب چھایا تہا
خدا کے گھر مین حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا
یہان دیوار کعبہ شق ہوئی یہ عجب تھا اوسکا

ہوا کعبے مین جب پیدا علی بن ابیطالب

دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی ذاتکا
خدا کی بیت مین باندھگیا مضمون قیامتکا
اذان سے کردیا ہی یا خدا نے وصل ذاتکا
نبوت کے شجر مین یا ہوا پیوند امامتکا

چڑھا دوش نبی پر کیا علی بن ابیطالب

وہ قفلِ ہفت و زخ ہی کلید ہشت جنت ہے ... امامِ مالکِ رضوان شریکِ نج و راحت ہے
فلک رفعت قمر طلعت خدا کا ابر رحمت ہے ... بشر صورت ملک سیرت ہے خود صانع کی قدرت ہے

خدا کے نور کا مجتبا علی بن ابیطالب

درِ گلزارِ جنت نردبانِ نُہ فلک حیدر ... لکھے ہین سب ہنر لوحِ محفوظ اوسکے ناخن پر
خطِ پیشانیِ حور و قصور و کرسی و محشر ... سحابِ آبروے نہرِ تسنیم و لبن کوثر

بہارِ سدرۂ و طوبے علی بن ابیطالب

وہ قطبِ آسمان و آسمانِ ہفت اختر ہے ... ضیاے آفتاب و آفتابِ ہفت کشور ہے
سحابِ ہفت قلزم قلزمِ تسنیم و کوثر ہے ... رکینِ رکن و رکنِ مسجد و محراب و منبر ہے

خدا کا برزخِ کبری علی بن ابیطالب

دیا جو شبکو پایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ ... غریبونکو لٹایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ
یتیمونکو کھلایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ ... اسیرونکو دلایا صبح کو پھر رکھہ لیا روزہ

سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب

چھڑایا دیو و دد سے کیا سلیمان اور سلمان کو ... خلیل و نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو
خسوفِ چاہ سے بخشی خلاصی ماہِ کنعان کو ... بچایا یونس و ایوب کو جرجیس بیجان کو

غرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب

پڑہا سورج کے عامل نے جو اسمِ شہرتِ حضرت ... حصار ہالہ کھینچا پر یہ اوسکی ہو گئی نوبت
کرن تارِ گریبان بنگئی اللہ ری وحشت ... جلالی اسم تھا جب تو ہوئی خورشید کو رجعت

خدا کا اسمِ اعظم تھا علی بن ابیطالب

یکسے ہی جنگ کا یارا مرے پر مرّہ کو مارا ... کنوئین ہین جب وہ للکارا گروہِ جنیان ہارا

ہوا جب اوس سے صف آرا وہ لشکر وہ ہوا سارا
بنی ہاشم کا مہ پارا نبی کو دل سی تھا پیارا

خدا کے عرش کا تارا علی بن ابیطالب

جہادون سے نبی کو کسقدر خوشنود کرتا تھا
عجب انصاف لڑنے مین وہ بحر جود کرتا تھا
جو اوسکا سامنا آکر کوئی مردود کرتا تھا
سراپا کو برابر نیست و نابود کرتا تھا

بنا دیتا تھا شکل لا علی بن ابیطالب

درِ خیبر کی بھی کچھ اصل تھی جو اک اشارا ہو
اشارہ ہوتے ہی بھونچال آئی حشر برپا ہو
قیامت ہو تلے اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو
زمین و آسمان چکر مین آکر اک ہنڈولا ہو

اگر کر دے تہ و بالا علی بن ابیطالب

علی کے نام پر ہی عین دیکھو صنعت داور
عدد ہین کن کے ستر اور حرف عین کے ستر
ہوئی ہی کن کے کہتے کائنات اکبار تا سر
مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر

وہ اپنے سر پہ رکھ لایا علی بن ابیطالب

غلام و اسپ و تیغ و زن وفادار ہین یکسان
غلام ایسا کہ جو سرتاج خان و قیصر و خاقان
وہ اسپ و تیغ جن سے تھے مہ و مریخ سر گردان
زن ایسی زن کہ جسکا مالک و وارث شہ مردان

وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب

خدا کی راہ مین سر دینے والا تھا مرا مولا
نکالا تیر سجدہ مین اوسے صدمہ نہ کچھ پہنچا
نمازِ عاشقان ترکِ وجود ست اوسکو زیبا تھا
حضورِ قلب الاعمال بالنیّۃ کا دیا جا

مرادِ ربی الاعلیٰ علی بن ابیطالب

سرِ مسجد بن ملجم نے کعبہ دین کا ڈھایا
خدا کے گھر مین جا کر میرا مولا سرخرو آیا
تہِ محراب تیغ انعام و اسجد واقترب پایا
زمین لرزی علی سجدہ مین تڑپے عرش تھرایا

فوا مولا و وا ویلا علی بن ابیطالب

علی نے جام شربت ایسا بھیجا ابن ملجم کو
وہ کیوں پیتا کہ پینا آب نیزان تھا اوس اظلم کو
کہ اوسکا ایک قطرہ سرد کر دیتا جہنم کو
جو یہ ہی تو لب کوثر بھلا سہو لیگا کیوں ہم کو

سخا و فیض کا دریا علی بن ابیطالب

علی نفس نبی تھا اوس سے کیا بہتر کوئی ہوتا
نبوت گھر میں تھی آخر امامت پر کوئی ہوتا
یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا

اگر ہوتا تو پھر ہوتا علی بن ابیطالب

علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام دین میرا
معاذ اللہ جو وہ چھوٹے کہ ناہی کہیں میرا
ہر اک ساعت ہر اک لحظہ ہر اک دم ہی معین میرا
پڑے ہون بکر و زید و عمر و پر کوئی نہین میرا

مرا مولا مرا آقا علی بن ابیطالب

تولاے علی کی ولولے ہین جوش مستانہ
رگین نل ہنگئین جو دل ہی قرابہ آنکھ پیمانہ
نفس کی دم کشی جرعے ہین نقد جان ہی بیعانہ
مرا سینہ خُم مے ہے غدیر خم ہی میخانہ

وہان پیر مغان میرا علی بن ابیطالب

سلام اے قبلۂ دین السلام اے کعبۂ عالم
سلام ای وارث نوح السلام ای وارث آدم
سلام اے نور اسود السلام ای چشمۂ زمزم
سلام اے حجۃ اللہ السلام اے آیت اعظم

سلام اے مصحف گویا علی بن ابیطالب

سفینہ نوح کا ہین اہلبیت سرور طاہا
وہ ناجی ہوگیا جسنے تہ دل سی تمہین چاہا
مگر نوح اوس سفینے پر تمہاری ذات سے ہنا ہا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب

خمارِ نشاۂ دنیا سے مولا حال ہی ابتر
نہ چھپ سکتا ہی درد دل نہ اوٹھہ سکتا ہی درد سر

قیامت مین ہی کہتا ہوا پہنچون لب کوثر
الا یا ایہا الساقی کو تر دم ہی ہونٹھون پر

ادرِ کاسا گدنا ولہا علی بن ابیطالب

زمانہ پھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا
غمِ دنیا و دین نے شیر بن کر مجھے گھیرا

یہان بھی آسرا تیرا وہان بھی آسرا تیرا
سوا تیرے نہین کوئی کہین فریاد رس میرا

اغثنی انت مولانا علی بن ابیطالب

بسر اچھی ہوئی ابتک ترے اقبال سے مولا
مگر بندہ ترا آفت مین ہی دو سال سے مولا

چھٹرا مجھکو خدا کیواسطے جنجال سے مولا
چہ غم مین چلا ہشیار میرے حال سے مولا

سنبھال اے عروۃ الوثقی علی بن ابیطالب

مرے دلکو سرور آنکھونکو نور اے نور ایمان دے
در مقصود دے دنیا مین موج ای بحر عرفان دے

رہائی پنجۂ ادبار سے ای شیر یزدان دے
خلاصی مجھکو قید فقر سے ای شاہ مردان دے

اسیر شام کا صدقا علی بن ابیطالب

علمبردار شاہ بیکس و مظلوم کا صدقہ
علی قاسم کا صدقہ عابد مغموم کا صدقہ

سکینہ شہر بانو زینب و کلثوم کا صدقہ
علی اکبر کا صدقہ اصغر معصوم کا صدقہ

مجھے ادنی سے کر اعلی علی بن ابیطالب

حسن کا واسطہ تجھکو مجھے سرسبز کر مولا
حسین پاک کا صدقہ رہون مین سرخرو ہر جا

پئے سجاد چمکا دے مری تقدیر کا لکھا
ابھی ہو خط پیشانی کا میری کچھہ سے کچھہ نقشا

جو پھر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب

تصدق باقر و صادق کا صدق القول ہو حاصل
پئے کاظم مجھے کر کاظمین الغیظ مین شامل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل ہے مائل
تقی کا واسطہ تجھکو جو تو چاہے تو کیا مشکل

نہ ٹوٹے اب مرا تقوی علی ابن ابیطالب

تصدق مین نقی کی خاک سے مین پاک ہو جاؤن
متقی گر گناہون سے نجف کی خاک ہو جاؤن

نہ فوج غم مین گھر کے ہند مین غمناک ہو جاؤن
نہ پامال سپاہ گردش افلاک ہو جاؤن

تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب

ثرا سے تا ثریا آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے
فلاکت نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے

غم افلاس نے دجال بنکر مجھکو گھیرا ہے
بحب قائم آل عبا یہ حال میرا ہے

مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب

بٹھایا پنج کے کہسار نے تیری دہائی ہے
ستایا چرخ کجرفتار نے تیری دہائی ہے

رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہے
دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہے

مرے خیبر شکن آقا علی بن ابیطالب

مرا بخت سیہ مار سیہ ہے سر پر مولا
یہ لاگن سانپ پیچھے پڑ گیا آٹھون پہر مولا

امان دے الامان والحفیظ والحذر مولا
کہ گہوارے مین اژدر تو نے پھینکا چیر کر مولا

دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب

غضب ہے گردش ایام یہ بھی لکھا میرا ہے
ستم کا سامنا ہے آسمان ٹوٹا بلا کا ہے

مرے مولا مرے حق مین ترا کافی اشارا ہے
ہوئی ہے رجعت خورشید سورج تو نے پھیرا ہے

مرے دن پھیر دینا کیا علی بن ابیطالب

تمہین مشکلکشا ہو اب دم مشکلکشائی ہے
تمہین نے جان سلمان شیر سے مولا بچائی ہے

مدد کو دوڑیے للہ میری باری آئی ہے
اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا ہے دہائی ہے

مرے شیرِ خدا مولا علی بن ابیطالب

پئے قرآن مجھے بھی علم سے ہو بہرہ اندوزی
جہادونکا تصدق ہو عدو پر مجھکو فیروزی
پئے آلِ نبی اولاد سے ہو خانہ افروزی
برائے فاقۂ آلِ عبا ہو وسعتِ روزی

مجھے دے میرا منھہ مانگا علی بن ابیطالب

ہوا ہی **قدر** بیقدر آج کل مداحِ حضرت کا
علی بند اسم رکھا باندھکر گلدستہ مدحت کا
یہ برگِ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا
یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشمِ اجابت کا

تم اسپر صاد کر دینا علی بن ابیطالب

تمّت

در مدح بندگان عالی حضور پُر نور آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ

باغ پر آج گھٹا ٹوپ اُٹھا ہے بادل
خسروِ بادِ بہاری کا کھنچا دل بادل

ابر خیمہ ہے تو بوندین ہین طناب خیمہ
چوب خیمہ ہے دھنک سبزہ ہی فرش مخمل

جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برسات کی رات
سبکو ہر پھیر کے دکھاجاتی ہی بجلی مشعل

باغ مین چارو نطرف آگ لگائی گل نے
سبز جھاڑون پہ گلستانمین چڑہی لال کنول

شجرِ الاخضرِ نار اُگا تماشا دیکھا
لن ترانی کی نہ لے قدرت صنّاع ازل

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک ہی کار اند
دستِ صنّاعِ ازل مین ہی بجا رانکی کل

کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ
گہ فرنگی کا عمل ہی کبھی زنگی کا عمل

تحت و فوق ایسی بہاری نی لگائی ہی آگ
کہ گلِ لالۂ پر داغ سے تا اوج زحل

ق

ابکی سال اُٹھے ہین اسدرجہ بخارات سیاہ
کہ تمام ابر کا کالا ہوا اُجلا کنبل

آتشِ نالۂ طاوس سے اوٹھا جو دھوان ۔ ہو کے یکجا وہ بخارات گھر آیا بادل

یہ وہ اثر در ہین کہ جیوانکو نگل جاتے ہین ۔ ابھی اوٹھین جو گھٹائین تو گھری برج حمل

دردِ سر اوسکے ہوا سنکے صدای طاوس ۔ برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل

اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہین دونون ۔ ہی دمن برق دمان ابر سیہ راجا نل

آگئی ابر مین پانی سے غضب کی پھسلن ۔ برق کا پاؤن ہر اک مرتبہ جاتا ہی پھسل

جا بجا لالہ و صد برگ ہین یہ عکس فگن ۔ لال پیلے نظر آتے ہین فلک پر بادل

کانٹے پتون کی زبانون مین پڑے تھے شاید ۔ لیچلے ابر جو بھر بھر کے پکھالین چھاگل

وہ اوٹھین کالی گھٹائین کہ خدا خیر کرے ۔ ق ۔ انمین شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک پل

بیچ مین پڑ کے ہوا نے اونھین سنکایا ہی ۔ ایک استاد ہی ڈالا ہے غضب کلے ہل چل

اینڈوا ہالۂ مہتاب بنا لاتا ہے ۔ ڈنڈ پر خاک چڑھا دیتی ہی آندہی اوّل

ورزشین کرنے لگین نہر چمن کی موجین ۔ انکو شمشاد کے طرے کی بڑھانے پہ ہی بل

بد دیا ہے چمنستان مین اکھاڑا کب سے ۔ دونون جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل

گل کے ماتھے ہی بہاریکا پیالہ اس فصل ۔ سرو کے سر سے جوانان چمن کا دنگل

رعد چلّا کے یہ ہر ایک سے کہہ جاتا ہے ۔ ہان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل

قہقہہ مار کے گل کہتے ہین سبحان اللہ ۔ بارک اللہ ہے پتون کی زبان پر ہر پل

یون شرابور ہین باران بہاری سے سرو ۔ جیسے چوٹی کے شوالے مین چڑہی گنگا جل

ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح ۔ جسطرح سینۂ معشوق پر آڑی ہیکل

مطلع

یون اوڑائے لئے جاتی ہین ہوائین بادل ۔ جسطرح کا نور تھی لیکے چلین گنگا جل

پھولے ہین باد بہاری پہ جوانان چمن — شاخین ملتی ہین کہ شادی سی رچاتے ہین نخل

گری پڑتی ہے درختون پہ صبا مستانہ — غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ سنبھل دیکھ سنبھل

مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنسا پڑتا ہے — غنچۂ گل مین دم صبح سی ہوتی ہے چہل

کوئی گل پھولیگا خوشہ کوئی پیدا ہوگا — رات سے حاملۂ غنچہ ہے بہت سے گل

لہلہاتا ہے وہ سبزہ کہ ٹھہرتی نہین آنکھ — مخمل سبز پہ جسطرح ہو خواب مخمل

زخم گل باغ مین یک لخت ہرے ہو جائین — چمن تیغ ہوا سے جو چمن ہو مقتل

کیا یہ نوبادۂ گلشن ہین مرد کی درخت — ہری کونپل ہری شاخین ہرے پتے ہری چھل

کچھ نظر کام نہین کرتی ہے ہریالی مین — پاس سے بھی نظر آتے نہین توتے ہریل

کیا گرا خاک پہ یارب فلک مینائی — سبز دامن سے ہی چوٹی تلک ایک ایک جبل

ڈالیان ہین دم طاؤس گھنے پتون سے — ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو پھوٹے کونپل

منھ کو دھو دھا کے وہ رومی نے اوٹھایا پردہ — ق — چاند شفاف ہوا اور کھلا جب بادل

ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی — ہو گیا آئینۂ آب رواں پر صیقل

گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط حصار — ق — ماہِ شب خیز نے چلنے مین پڑھا کوئی عمل

قاف سے اوڑتی چلی آتی ہین پریان یعنی — وہ بخار اوٹھے پہاڑون سے وہ آئے بادل

یون گھرا ابر کہ سورج نظر آتا ہی نہین — ایک سونیکا ورق ہو گیا کیوڑے مین حل

مہر یون ابر کے لکّو مین چھپا رہتا ہے — جیسے اکثر گھنے پتون مین چھپے پکا پھل

ابر مین ڈوب گیا مہر تعجب ہے کمال — کہ دیے روئی کے گالے مین یہ جلتی مشعل

قرص خورشید تہ ابر نظر آتا ہے — جیسے ندی مین بھنور یا کسی پانی مین کنول

چرخ اول ہی ستارون سے زمین گلشن — ہی زمین سبزۂ نوخیز سے چرخ اول

گولیان نالۂ بلبل کی چلین سوے فلک — خوف ہے ٹوٹ نجائے کہین شیشۂ محل

چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر — حوض تالاب لبالب ہین جو ہر مین جل تھل

شور سرخاب سے درد اوسکے اوٹھا تھا سر مین — مل دیا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل

باغ رنگین پہ جو ہر وقت جھکا رہتا ہے — کہین گلدستۂ شیشۂ چرخ اول

کھولے ہین باغ نے اپنے ورق رنگارنگ — اوس پہ سینے کی بنائی ہی دھنک نے جدول

قابل سجدۂ شکرانہ ہے گلشن کی زمین — جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کے بل

سرو نے انگلی اوٹھائی ہی شہادت کے لئے — بید ہے ساجد درگاہ خدا عز و جل

یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا — نقش ثانی کو پہونچتا نہین نقش اول

گل کی شاخون پہ عنادل کا چہکنا دیکھو — روضہ خوانی کے لیے بیٹھے ہین منبر پہ مغل

زر پہ گل پھولی ہین بلبل کی فغان ناحق ہے — کسی نادار کی سنتے ہین کہین اہل دول

سرو نے نالۂ قمری کا اثر دیکھ لیا — جو ستاتا ہے کسیکو وہ نہین پاتا پھل

کیمیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید — آتش گل سے جو گلزار بنا ہے منقل

ہی یہی آتش گل تیز تو اکدن سننا — نخل مومین کیطرح جائیگا ہر نخل پگھل

ناف آہوی زمین ہین گل خودرو شاید — مشک کی بو سے مہک اوٹھا ہی سارا جنگل

عارض گل ہین وہ شفاف کہ لگتا نہین داغ — ہاتھہ تو ہاتھہ نظر جاتی ہے گلچین کی پھسل

گل وہ پھولی ہین کہ چھپ جائین عنادل اونمین — جیسے بھونریکو چھپا لیتا ہی پانی مین کنول

ق

گل سوسن کو جو توڑو تو مرا بخت سیاہ — سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مرا طول امل

سونگھو لالے کو تو یک لخت مرا خون جگر — دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل

کیا ہی شاداب ہین گل رنگ چوا پڑتا ہی — شاخ گل کہتی ہی بلبل سے کہ دی مہندی مل

شہد چھکتے تو معطر ہو دماغ لذت	بیٹھہ جائے جو کسی پھول پہ زنبور عسل

مطلع

شاہد فصل بہاری ہی غضب کی چنچل	کبھی پھولون سے ہنسی ہی کبھی غنچون سے چہل
پتیون نے لب غنچہ پہ ملی ہے مسّی	چشم نرگس مین شقائق نے لگایا کاجل
شاخین جھک جھک پڑین یا شاہد فصل گل نے	ناز سے ڈال لیا سر پہ اولٹکر آنچل
سوسنون سے رخ لیلی کا بھی مبہم ہی رنگ	زلف لیلی ہی سوا ہے کہین سنبل کا بل
شیشیان عطر کی کھولی ہین گل شبو نے	تا دماغ گل زنبق سے نکلجائے خلل
سرو کے سامنے آنکھین نہین کرتی ہی ہما	جسطرح سامنے دولہا کی دولھن پہلی پہل
خسرو گل کو کمی کیا گہر شبنم کی	راجا گھر موتیون کا کال نہین ہی وہ مثل
ایسی برسات کے پانی ہی لبالب ہین چمن	پھول جو اوس ہی اوبھرتے ہین وہ ہوتی ہین کنول
چوب چینی ہی گل سرخ نے کہائی شاید	نرگسون کے لیئے طیار ہوا اطریفل
ہی جو خدمت مین جوانان چمن کی سرگرم	باغبان تجھکو ملیگا تری خدمت کا پہل
قابل دید ہی گلشن مین ریاضی کی بہار	ہی عجب ہندسۂ قدرت مرتاض ازل
سطح گلشن پہ ہین بیحد چمنون کی شکلین	گول ہین کوئی تکونی ہین کوئی ہشت پہل
روشین قاعدی ہین سرو چمن اون پہ عمود	آبشارون کے محیطون نے کیا اپنا عمل
قائمہ زاویہ ہی کنج گلستان ہر ایک	دیکھہ لی مہندیکی ٹٹی نے بنا کر جدول
بیلچہ ہاتھہ مین پرگار ہے تختہ گلزار	باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلین حل
کیا ہی موقع سے لگائین ہین گل لالہ و سرو	جس جگہہ جسکا قرینہ ہے جہان جسکا محل
کیا ملائے ہین درختون نے قدم گلشن مین	گل شبو بھی لگائے ہی کھڑے اوٹھہ سی بگل

ق

لال کرتی کی پٹالن ہی شقایق کا ہجوم	سروکپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل

مطلع

قوتِ نامیّہ ہی اوٹھتی جوانی ہر پل		کہ جوانانِ چمن آج ہین کچھ اور ہین کل
کیا عجب سرو یہ ہیچو یہ گردون ٹلجاے		کیا عجب گردشِ افلاک مین آجائی خلل
کیا عجب لوگ ہتھیلی پہ جمالین سرسون		کیا عجب ہاتھہ کے تل سی کوئی پھوٹے کوپل
کیا عجب پیکرِ عشاق بنین خاک چمن		کیا عجب دانے جو پڑ جائین نکل آئین پھل
کیا عجب رشتۂ زنار سے بیلین پھیلین		کیا عجب دانۂ سبحہ سے اوگے نخل امل
کیا عجب روح شہیدان بھی پیے دید بہار		خاک سے بیر بہوٹی کیطرح آئے نکل
کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبزۂ تر		کیجئے ڈالکے پانی مین جو زنگار کھرل
کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بہی پھوٹے جو زبان		باتین کرنے لگے توتے کیطرح ہر بوتل
باغ مین جائین جو گلرو نئے جوبن ابھرین		شجرِ قد مین قدم رکھتے ہی پھوٹی کوپل
لخلخہ سونگھہ کے معشوق تماشا ہونگے		مانگ کے بدلے نکل آئیگی شاخ صندل
قلبہ رانی مین کسنا ور زیہ چلاتے ہین		شاخ مین گاو زمین کے وہ لگا ہل کا پھل
شاخ در شاخ ہوئے گاو زمین ثور فلک		قوتِ نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ہلچل
کھچکے سنبل یہ ثریا کا ہکشان ہی اولجھا		واہ وا زور نمو کیا ہی نکالا ہے بل
صورتِ گلشن شداد نہ اوٹھجاے کہین		نامیہ سے بڑے زور دن یہ ہی سارا جنگل
گھانس ہی گھانس ہے اللہ غنی فیض نمو	ق	چھیلتے چھیلتے مالی ہوے جاتے ہین شل
شام تک خاک بھی چھیلجاتی ہی دو دو بالشت		صبح تک سبزہ ابھر آتا ہے دو دو انگل
باغبان چمنستان کا ہی گردون پہ دماغ		مجھکو ڈر ہے کہین رضوان سے نہو رد و بدل

سبزۂ شمشاد سے شمشاد ہی طوبیٰ سے بلند ۔۔ دیا ہے طوبیٰ نہ کہین ہنس کر اوس بار کل

ق

جو یونہین پھولتی پھلتی رہی گلشن مین بہار ۔۔ جو یونہین نامیہ کرتا رہا ہر حقۂ دل

کیا تعجب ہے جو گولر مین نکل آئے پہول ۔۔ کیا تعجب ہے اگر سرو مین آجائے پہل

کیا تعجب ہے کہ تہر مین ہو پیدا بو ۔۔ خاک سے چرخ کی بابت کو چلا پنبہ چھپا پہل

ق

دامن نیلگی اوٹھکے ہو چرخ نیلی ۔۔ اسقدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ و جبل

ہندوالونکو نظر آنے لگے ملک دکن ۔۔ پر یہ ہی شرط کہ آنکھونمین نہو کوئی خلل

کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے موسی ندی ۔۔ وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ چرخ اول

مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور ۔۔ چار مینار ہین یا عرش کی ساقونکی پہل

حیدرآباد ہے اونچا فلکِ چارم سے ۔۔ حبذا قدرت و صنّاعیِ صنّاعِ ازل

ہی وہ خورشید علم اس فلک چارم پہ ۔۔ جسکا ہر خاک پہ ہی دہوپ کے مانند عمل

مہر گستر فلک ملک کا شاہِ خاور ۔۔ ذرہ پرور کرم و مہر مین اک ضرب مثل

شاہ **محبوب علی** بادشہِ ملک دکن ۔۔ خود اولی الامر جہان ظل خدا عز و جل

عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردون ۔۔ عقل وہ جس سے عقودِ فلکِ پیر ہون حل

سر سرتاج جہان وہ کہ دبے قبۂ عرش ۔۔ زلف ایسی شبِ معراج ہو جسمین اوجہل

چہرہ وہ ماہ شب چاردہم جس سے خجل ۔۔ جلوہ وہ جسکے شبِ ماہ رہے زیر بغل

وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے ۔۔ وہ بہوین جس سے کہلے عقدۂ مالا ینحل

آنکھہ وہ جسمین مروت ہے بھری مثل نگاہ ۔۔ مردمک وہ کہ کہبے مردمی اسمین ہر پل

وہ زبان نقطۂ موہوم مفصل جس سے ۔۔ وہ دہن نقطۂ موہوم کبھی جس سے مجمل

لب وہ جان بخش کہ امرت رہی پانی پانی ۔۔ وہ ذقن جسکی لطافت پہ گھلے امرت پہل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کبھی یادِ خدا — دل وہ دل جسمین سمائے نہ کبھی طولِ امل

ہاتہہ وہ ہاتہہ کہ دل خلق کی لین ہاتہون ہاتہہ — پاؤن وہ پاؤن کہ ثابت قدمی پر ہو عمل

ہاتہہ آنکہون سے لگائی دل و جان ہاتہہ بڑہا — پاؤن کو چوم کے اے طبع رواں آگے چل

ساری دنیا کو سنبھالے ہوئے ہین دونون قدم — انہین قدمونکے نشان ہے یہ معما ہو حل

ایک تو قطب جنوبی ہی کہ قایم ہے جہان — دوسرا قطب شمالی ہی کہ عالم ہے اچل

یا الٰہی مین بنون خطِ کفِ پاے حضور — انہین قدمون سے رہون تا کہ لگا ہر اک پل

نہ کہین نقش قدم مجھکو بنانا یا رب — کہ جدا ہو کے کہین مجھسے قدم ہاتہہ کو مل

ہاتہہ ملتا رہون رہوار کی تیزی سے بڑا — نہ یہ مشکل کہین کافور ہو یہ چل وہ چل

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہوا کی ہے کل — بے سراپا بھی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل

کنٹھا کرنے مین بنے شاخِ خمیدہ گردن — تھوتنی غنچۂ سوسن سبدِ گل ہون کفل

یہ اگر ابلقِ ایام کو ٹاپین مارے — شب شود نیمرخ و روز شود مستقبل

چار نعل اسکے ہین یا چار ہلالِ گردون — راہ یکسالہ یہ ہے تین طرارون مین عمل

کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب کو — چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغِ کفل

تیر جسطرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا — اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل

کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ — قدم اوٹھنے مین نظر آتے ہین اوٹھتی کوپل

ق

اک اشارہ جو کرین اسکو حضورِ پرنور — شیر گردون سے لڑے چھاند کے گردونکا محل

اوسکے سورج کو وہ یون ٹاپ سے ٹھکرا کے کبھی — کہ ڈہلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل

دیکھ لے تا کہ خلائق کہ قیامت کی ہی چال — اسمین ہے ابلقِ ایام سے بڑہکر چھل بل

واہ کیا میرے سلیمان کی سواری کی ہی دھوم | سب یہ پریون کا چھلاوا ہی کہ گھوڑی کوتل
آگے ان پریون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ | سب یہ ہاتھی ہین کہ ہتھیا کا اوٹھا ہی بادل

مطلع

ہی یہ گھنگھور گھٹا ہاتھیون کا دل کا دل | کجلی بن دھوم سے جنگل مین منائے منگل
پاؤن سی گاڑ زمین کو یہ ابھی مل ڈالین | فیلبان بیٹھ کے مستک پہ جو کہدین مل مل
دیکھئے دور سے انکس ہی کہ نکلا ہی ہلال | دیکھئے پاس سے ہاتھی ہی کہ ہی چرخ اول
منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا | یہ سیہ رنگ پھرے آنکھون مین بنکر کاجل
کالے بادل جو دبے پاؤن چلے جاتی ہین | بے صدا پاؤن یہ دہرتا ہی زمین پر ہر پل
کہین بادل کی گرج سی بھی زمین ہلتی ہی | اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہی فلک کو ہلچل
بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکر لی ہی | سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کی زحل
طور پر ہی شب معراج کہ اس قد پہ یہ رنگ | دانت ہین وادی موسی کی دہکتی مشعل
پہلے ہم عرش کی زنجیر سنا کرتے تھے | دیکھ کر سونڈ مین زنجیر وہ عقدہ ہوا حل
لیکے یہ سونڈ مین پانی کو اوڑائے جو بہا | سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل
کالے بادل مین نظر آنے لگے لال دہنک | یہ رنگی سونڈ سے دکھلاے جو کالی ہیکل
ہین عماری مین مرے قبلۂ عالم جو سوار | پوشش کعبہ سیہ ہے نہین ہاتھی کا محل
تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور پرنور | کالے بادل مین چمک جاتی ہی بجلی ہر پل

مطلع

ہی سراپا جو لوا فتح کا تلوار کا پھل | بے سراپا بھی لوا ہی یہ میان مقتل
جیب سے جوہر نے دکھائی ملک الموت کو آنکھ | پھر کبھی سوت سے اس کے نہ ہوئی رد و بدل

اُف رے جوہر ترے دیدے کی صفائی دیکھو
یہ ہزارون مین نکلتی ہی بڑی ہی چنچل

کھنچکے چلنے ہی لگے تیغ ہی یا موج شراب
کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل

نیچے پہ سبز ہے پر خون مین بہرا جاتا ہے
لال بھبولو نین لدی جاتی ہے اُٹھتی کونپل

اسکے جوہر کو عدو دو ہی نظر آتا ہے
جسطرح ایک کو دو دیکھے ہے چشم احول

کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ
جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بھل

چشم معشوق مین ڈورے ہین کہ ابروے بتان
مین کہون قہر کی نا بین کہ ستم کا کس بل

اب تک خشک ہی کیا قہر ہے تلوار کی آنچ
آنچ اک برق ہی کیا ابر مین ڈوبا ہی پھل

لوگ سچ کہتے ہین صحبت کا اثر ہوتا ہی
کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل

چرخ پر چڑھ گئے جو اوتری تو بنی عید کا چاند
عید قربان کا کیا کام میان مقتل

چرخ خالی جو ہوا توپ نے لی اسکی جگہہ
توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے ہلچل

مطلع

اژدہا توپ ہے دم اسکا ہی وہ ضرب مثل
ساتون افلاک کو گولی کی طرح جا نگل

مور کھا جاتی ہی پر بار اوگل دیتی ہے
خوب بارود سے ہوتا ہی دہوان دہار عمل

اسکی رنجک جو اوڑی اوڑتی ہی بجلی چمکی
توپ جسوقت دغی دغتے ہی گرجے بادل

چرخ پر توپ ہے یا کاہکشان چرخ پہ ہے
اسکی مہتاب ہے یا ماہ سپہر اول

اسکا پھٹر دیکھکے ہے خم فلاطون آب آب
پھٹر کی کیلین ہین کہ سب عقدۂ مالاینحل

پھٹر کے پہیے ہین کہ قطبین ہین جو دونون جانب
گرہ نارہ ہے یا توپ کی ساری ہی کل

توپ وہ توپ کہ دب جای حصار گردون
گولا وہ گولا کہ قلعون کو کرے مستاصل

یہ پیالے کے فتیلے سے ہوئی ہی کالی
سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئے اژدہا جابل

مین یہ سمجھون کسی چیونٹی نے گھسیٹا اژدر — ریل وُسے پیل دمان اسکو اگر سر کچھل

گھڑ چڑہی تو بین ہین سرکار کی کیا ٹوپی دار — تو یون گر پیوڑے ہین پہ گہوڑون پہ تو پونکا محل

یہ دغا کرتی نہین اور دغا کرتی ہین — اپنی گھوڑون سے بہی یہ تیز چلین وقت جدل

گولہ انداز بہی مشتاق ہین سبحان اللہ — شب کو یون جوڑ کے نقطے کو اوڑائین دو پل

صبح کو جو رہنے عدل کا جامہ پہنے — پہر تو سونا ز سے دربار کو دوڑے پیدل

مطلع

شیر بکری ہین قرین پہر بہی ہین کوئی خلل — دیکھو ہین ایک ہی پنگہٹے ہین اسد اور حمل

سب کو اک عام اجازت ہے غنی ہو کہ دنی — ایک ابنوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل

اوسکی خلوت کو جو پوچھو تو یہ از جلوت ہے — فوج کی فوج سما جاے وہ ہی گوشہ محل

پہر شجاعت مین جو دیکھو تو وہ بے مثل و نظیر — اوس سے آنکھین جو ملائے کوئی میدان میں پل

نہ رہے تن مین روان خون برنگ لالہ — متحرک نہ رگ گل کی طرح ہو اکحل

سامنے آتے ہی رستم کا بہی قالب ہو تہی — رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی ہیکل

گیو و رستم سے بہی ہی بڑھکے سپاہی اوسکا — ق — نیزہ و گرز سے لے کام اگر وقت جدل

دیکے نیزے کو تکان جنگ مین پیدل ہون سوار — گرز مارے تو سوارونکو بنائے پیدل

سب عرب کہتے ہین تیزی میں قمر کی تاثیر — حبشی اوسکے ہین دشمن کے مٹانے کو زحل

اوسکی نیسان سخاوت کا نہ پوچھو ندکور — سیپین گوہر سے بھری بیٹھی ہین اپنی اوجل

سونے چاندی کی یہ اینٹین ہین کہ ہین شمس و قمر — بہر دیا اوسنے زر و سیم سے گردونکا محل

کر دیا کشتی درویش کو زر کی کشتی — سامنا ہوتے ہی سیلی ہے گلے کی ہیکل

قوت زر سے ہوئے زال بہی سب نازال زنہ — کہ جوانی سے بڑہاپے کو دیا اوسنے بدل

ملک اوسکا ہے خدایا کہ کوئی جنت ہے
جس جگہہ دیکھیے سب عیش مین کٹتی ہین چہل

مطلع

ہان مے ساقی بدست سجا اپنی بغل
دیکھ دکھن سے برستا ہوا آیا بادل

دیکھنا آج وہ ہُن برسیگا انشاء اللہ
غربا ہند کے سونے کے اوٹھا ئینگے محل

بیٹھے ہین تخت سخاوت پہ حضور پُر نور
قلعہ افلاس کا کیون جڑ سے نہو ستاصل

شاہ جمجاہ جو کھولے گا خزانہ اپنا
زر امید سے بھر جائینگے سب کے آنچل

ہم تو مداح حضوری ہین کہی کیا ہی ہمین
نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے خلل

کئی پشتون سے نمکخوار ہین اس گدی کے
شکر ہے سابق الایمان ہین ہمین ہین پہل

پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہین ہم
باپ دادا بھی ہوئے دفن میان تہِ ل

صاف باطن تہی کہ سرکار پہ کی جان فدا
یہ صفائی تہی کہ آئی اونہین نہ ہل مین اجل

اک نظر اپنے قدیمون پہ بہی اے ابر سخا
سب کہین سوکھے ہوئے کھیت پہ برسا بادل

لاکھہ امیدون کی امید یہی ہے اپنی
اب جاؤن کہین مین چھوڑ کے یہ رنگ محل

دوسرے سے نہ کہین جا کے صلہ مانگی قدر
بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہی مجمل

جو یہ پوچہین مانگنے کی اوسکو پڑہی ہو عادت
اپنے سرکار کی مانگنے وہ دعا ہر اک پل

تخت طاؤسی کرسی رہے جب تک قائم
جب تک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول

یا خدا عرش پہ پہونچے تری کرسی جلال
پایۂ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل

زر فشان تاج ہی خورشید کے سر پر جب تک
جب تلک تیغ ہلالی ہی گلے مین ہیکل

یا خدا ملک کا سرتاج رہے تیرا تاج
تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا مین عمل

ماہ خورشید ہی جب تک کہ کرے کسب ضیا
جب تلک ضو سے ہو یہ علم فلک کی مشعل

یا خدا اشاد رہے تیرا وزیر لایق   خوش رہین اوسکی لیاقت سے سب اعلی اسفل
فوجین ہین ثابت وسیار کی جب تک قایم   جب تک اس نظم سے آتا نہین دنیا مین خلل
یا خدا خلق مین سب نظم ونسق تیرا ہو   ساری دنیا مین بندہی فوج حضوری کا دل
حوت جب تک رہے افلاک مین برج آخر   رہے جبتک کہ حمل چرخ کا برج اول
یا خدا زیر سمک سے ترا قبضہ پھیلے   شاخ درشاخ رہے تیرا عمل تا بہ حمل
کہکشان رات کو جب تک ہے فلک پر قایم   دن کو جبتک ہے کرن پاہی فلک کی جھاگل
یا خدا عرش پہ گڑ جاے حضوری جھنڈا   تیری نصرت کے لوا مین کبھی آئے نہ خلل
مشتری سات ستارون مین ہی جب تک نامی   سبع سیارہ مین جب تک کہ ہی بدنام زحل
یا خدا تیرے محبون کا چمک جائے نام   تیرے دشمن رہین دنیا کے ذلیلونمین اذل
کرین گردن کشیان تیغ وہین گردن کٹجاے   سر اوٹھائین تو گرین خاک پہ وہ سر کے بہل
ہفت قلزم ہین زمانے مین جہانتک جاری   برف جسوقت تلک مہر سے جاتا ہی پکھل
یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تہل بیڑا   دست وپا اونکے گلین پیری مین ہوکر شل
کچھہ جو اوبھرین تو گرے برق غضب گردون سے   کچھہ جو ڈوبین تو اونہین تہاہ مین آجاہی اجل
قدر ہان ہان کہین غصّہ نہ تمہین آجاے   آستینین نہ چڑاؤ کہ ہو سب مین ہلچل
ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت   مرے کو مارنے سے تمکو ملیگا کیا پھل
فاتحہ روح علی پر تمہین پڑہنا ہے ضرور   کہ دکن مین وہی شاعر ہوا سب سے افضل
گو کہ اس بات پہ دونون کی سخن مین شاہد   نقش ثانی ہوے تم اور وہ نقش اول
پر اوسے ہند کا تحفہ یہ قصیدہ لیجاؤ   کہ ہر اک شعر ہے اک عقدۂ مالا ینحل
گو رسے اوٹھکے کہے صل علی صل علی   مردے جی اوٹھے دکن مین ہوہی ضرب مثل

اس قصیدہ کا جو آئینۂ محبوب ہے نام | نذر دیدہ وہی سرکار کو تم پہلے پہل

شعر گنے ہون جو منظور تو کیا مشکل ہے
حیدرآباد کے اعداد گنین اہلِ جمل
٢٣٠

قصیدۂ مہر منیر در مدح نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک میر لایق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

نہ رہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر | ہے برانڈی کہین شیری کہین بوتل ہین بیر
کہین زاہد ہی کہین شیخ کہین واعظ مست | خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر
پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی | مے لنڈھی ایسے چھلکتے ہین سبو و ساغر
درِ میخانہ سے میلا ہے درِ باغ تلک | پھول سے پھول کی بو کھاتی ہی باہم ٹکّر
کہین ٹھٹرونکی سبیلین ہین کہین پھولونکی | دورۂ شام مین ہے کہین تا وقتِ سحر
کان اوڑتے ہین کٹورون ہی کی جھنکارون سے | مشکون مین سقون نے بھرلی ہے شرابِ احمر
دیتے پھرتے ہین صدا کوئی نہ پیاسا جائے | لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر
دہوم ہے آئی بہار آئی بہاران روزون | شور ہے مست رہو مست رہو آٹھ پہر
ذکر ہے مے پیو اسباب پہ چھٹی ڈالو | فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر
ہاے کیا فصل بہاری ہی عجب موسم ہے | فکر کو نیند بھٹکتی نہین آکر دم بھر
کہین بائین کی گمک ہے کہین بجتا ہی ستار | ناچ مین کہتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر
جلترنگون کی صدا سے کوئی موج مین ہے | شور قلقل کا اڑاتا ہے کہین ہوش بشر

کوئی پڑھتا ہے کہین مثنوی میر حسن
میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر

برزبان ہے کہین مجنون کہین فرہاد کا حال
کہین لیلی کہین شیرین کی حکایت ازبر

جنگ زنگی ہے کہین واقعۂ رومی ہے
جنگ دارا ہے کہین واقعۂ اسکندر

کہین رستم کی لڑائی کہین سہراب کی رزم
سام کا حال کہین واقعۂ زال زر

کہین کسریٰ کی عدالت کہین حاتم کی سخا
کہین حسّان کی فصاحت کہین سحبان کا ہنر

جو ترنگ آئی جسے باندھ دیا جھاڑ پہاڑ
ٹپکے منھہ پہ جو کچھ آئی وہ اڑائی بے پر

رند و آزادہ و بیفکر ہین میخانے مین جمع
غم غلط کرتے ہین بیٹھے ہوئے یون ہی اکثر

یہ زٹل قافیے سن سکے نہ تاب آئی مجھے
اون نہنگون سے کہا مین نے ذرا دھیان ادہر

چشم دیدہ سنو مجھسے نہ شنیدہ مانو
گور کے مردے اوکھیڑا نکرو آٹھہ پہر

مطلع

دیکھنا خط شعاعی کی بنا کر مسطر
وہ لکھون نور کے اشعار کہ ٹھہرے نہ نظر

علم خامہ مین یون کھلکے اگر یا عباس
کھینچ لون تیغ زبان کھلکے اگر یا حیدر

گاڑ دون معرکۂ مدح مین جھنڈا اپنا
عرش سے جھولتی رہجائے مری تیغ دو سر

ہان مری طبع رسا خاک سے افلاک پہ چڑھ
ہان مری فکر بلند آج پہونچ کرسی تک

ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ہلا
ہان مرے پای ثنا عرش کے اوس پار ٹھہر

ہان مرے شور مقالات بجا دے ڈنکا
ہان مرے زور خیالات جما دے لشکر

ہان مرے وہم روان اوٹھکے ٹھہا دے سکہ
ہان مری فہم جوان بڑھکے بچھا دے منبر

ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنا دے خطبہ
سنکے سودا بھی کہے صل علی اللہ اکبر

اوسکی آواز سے گونج تشتی ہلجائے
ہند سے تا عرب اک دھوم رہے آٹھہ پہر

تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر چمکین
جوہر خنجر رومی کے چہپا دون تیور

جیسے پریان لئی پہرتی تہین سلیمانکا تخت
یون مضامین ہین ہوا پر ہو مرا تخت ہنر

لیکے یہ تخت ہنر جاؤن مثال آصف
اوسکا مداح بنون ہے جو سلیمان منظر

وہ سلیمان ہے **نواب منیر الدولہ**
میر لائق علی لائق و ذی فہم و ہنر

خود سخی ابن سخی باپ وزیر آپ زیر
میر عالم کے گہرانے مین بڑا نام آور

جد اعلیٰ کی وہ شہرت تہی کہ ہی عالمگیر
دہوم ہی دہوم کہ تہی باپ مین شان اکبر

باپ کے مثل ہوا ملک مین **مختار الملک**
اونکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اسکی قد پر

میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ
جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا پیغمبر

عقل وہ جس سے کہ پشتِ فلک پیر ہے خم
راے وہ کانپتا ہے صبح کو سورج تہر تہر

بادپا اوسنے سواری کو منگایا جسدم
آگیا حکم رواں اوسکا مجسم ہوکر

مطلع

اوسکا شبدیز چہلاوا ہے کہ اک تیر نظر
چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد سحر

اک دبور ایک صبا ایک شمال ایک جنوب
دست دپا چارون ہین یہ چار ہوائین ملکر

بادپا ہے یہ سبک سیر کہ چوبائی ہے
اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ بادِ صرصر

اپنے سائے سی بہڑکتا ہے کلیلین دیکہو
چال مین چہو نہین پاتا اوسے سایہ دم بہر

رات قطبین یہ پایا کا نونیر اندہیاری ہے
ٹہوتی ابر کا لکہہ ہے تو دندان اختر

وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹورا رکہہ لو
چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر

دونون باگون پہ غضب جہومتا رہتا ہی وہ
کہتا ہے دونون جہانین نہین میرا ہمسر

جب صفِ رزم مین یہ دم کو جہنور کرکے چلے
صف تو صف جہونکون سے دنیا بہی ادہر کی ہو ادہر

تیغ در دست جو نواب سوار او سپر ہون
کرۂ باد پر اک برق پڑے سبکو نظر

تیغ وہ تیز سمائے جو کہین آنکھون مین ٹُر
کا جل آنکھون کا اوڑے پر نہو پتلی کو خبر

جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تواضع ایسی
سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتے ہین سب فی ہنر

اوسکے ساغر کی ہے اک کشتی ساغر خورشید
اوسکے خنجر کا ہے مریخ نیام خنجر

مثل شمشیر ہے قبضے مین دلیل قاطع
ہے دعاے غربا پشت پہ مانند سپر

بگھیان نور کی رکھی ہین سواری کے لئے
عقل چکر مین پڑے دیکھکے جنکا چکر

ریل گاڑی کی اوڑاتی ہین دہوئین چلنے مین
اس زمانے مین تو ممکن نہین اون کا ٹکر

ہان کسی عہد مین تہا تخت سلیمان مشہور
پر وہ کانون سے سنا اور یہ ہین پیش نظر

دامن دولت جاوید ہے اوسکا دامن
در امید و در فیض ابد اوسکا در

وہ سہارا ہے غریبون کے لئے صبح و مسا
یہ گزارا ہے فقیرون کے لئے شام و سحر

وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا
یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر

وہ ارادون کے لئے جاے نماز حاجت
یہ مرادون کے لئے سجدہ گہ اہل نظر

وہ بلاؤن کے لئے پردگی پردۂ دخل
یہ دعاؤن کے لئے راہبر راہ اثر

وہ یہ شے ہے کہ دبے اوسکے تلے گرد فساد
یہ وہ جا ہے کہ جہان پھینکدین سرکش افسر

وہ سحاب گہر افشان ہے جلین اہل نیاز
یہ جناب ہنر آرا ہے بڑہین اہل ہنر

وہ چھپا رہتا ہے کیا سوچیے اخلاق کا حال
یہ کہلا رہتا ہے کیا پوچھیے باطن کی خبر

وہ مرے ذہن مین اک بیرق فتح و نصرت
یہ مری یاد مین چار آئینۂ فتح و ظفر

وہ مری دید مین اک پردۂ چشم فغفور
یہ مری چشم مین اک حلقۂ چشم قیصر

وہ مری عقل مین اک سلسلۂ عمر خضر
یہ مرے علم مین اک آئینۂ اسکندر

وہ مری فکر مین اک دامنِ دریاے جلال — یہ مرے درک مین کشتی شرافت کا گذر

وہ مری فہم مین دستِ ہوس طالب یار — یہ مرے وہم مین آغوش حیاے دلبر

وہ مرے دہیان مین برگِ شجرِ طوبیٰ ہے — یہ مرے سوچ مین ہے بیتِ مقدس کا در

مطلع

مرحبا حامیِ بحرینِ دُر علم و ہنر — حبذا وارثِ برجین مہ زاد و گہر

تیرا دامن مجھے جزدان کتابِ ہمت — میری عزت کے دفاتر کا ہی صندوق یہ در

خط تقدیر ہے میرا اسی دامن پہ لکھا — لوحِ محفوظ یہ چوکھٹ ہے مجھے سترا سر

بادبان ہی مری کشتی کا نہین یہ دامن — در نہین میرے سفینے کا یہی ہی لنگر

ہی مرے ہاتھہ کا دستانہ یہ تیرا دامن — میرا خود سرِ قسمت ہے ترا حلقۂ در

اب نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا وہ دامن یہ ہاتھہ — اب نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا وہ چوکھٹ یہ سر

مین جو بندہ ہون تو ہین آپ مرے بندہ نواز — مین مسافر ہون تو ہین آپ مسافر پرور

تیری دریاے سخاوت کا بیان مین بہی کرون — بحر کوزے مین سماتے کہین دیکھا ہوا گر

درد مندان کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو — گُلّی تہوکے تو بنے گرتے ہوئے آب گہر

بہر دیا خانۂ درویش مین زر تو نے تمام — وقت خواب اوسکو سمجھتے ہین وہ سونیکا گہر

میرے مضمون کسی سی نہین اڑنے پاتے — سن گئے تیری عدالت کی خبر اہلِ ہنر

ٹوک سکتا نہین مشرق سی کوئی مغرب تک — ہاتھہ پہ سونا اوچھالا کرے شاہ خاور

خلق مین دہاک تہوّر کی بندہی ہی ایسی — بنگیے گربہ بسکین یہ دبا تیغم نر

وہ شجاعت کہ ہی بھائی بھی **شجاع الدولہ** — نام ہی **میر سعادت علی** ذی جوہر

خرد ہی پہر بھی ہی خردی مین بزرگی پیدا — یہ ہلالِ فلکِ اوج ہے بدر اٹھہ پہر

عقل وہ ہے کہ ارسطو سے زمانہ کہیے
طالع ایسے ہین کہ تصویر بنے اسکندر

یون ہی وہ قوت بازو سے جناب والا
جسطرح قوت بازو سے پیمبر حیدر

حبذا رستم میدان شجاعت ہے وہ
بلکہ رستم بہی سنے نام تو کانپے تہرتہر

مرحبا حاتم شیلان سخاوت ہے وہ
بلکہ حاتم کو یہ قدرت تہی نہ یہ زور نہ زر

واہ کسرائے شبستان عدالت ہے وہ
بلکہ کسری شہ بیدین تہا وہ دیندار افسر

یہ صفات اوسکی سنے ذاتی عجب اسکی ہے ذات
ذات قایم رہے جبتک ہے صفات داور

قدر تم آئے تہے کس کام کو کرنے لگے کیا
چڑہے کرسی پہ تو پہر عرش کو چہو لو بڑہکر

ہوش مین آؤ ذرا چشم خرد مل ڈالو
لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

مطلع

میرے ساقی نے مرے منہہ سے لگایا ساغر
مطربو مجھکو سنبہالو مین گرا بربط پر

سغبچو ہاتہہ مرا تہام لو دوڑو دوڑو
خدمت پیر مغان مین مجھے پوہنچاؤ مگر

میکشو راہ سے اٹھواؤ خم و جام و سبو
مست ہون مست ہون لگ جائیگی میری ٹہوکر

نشا کیا چہایا کہ آنکہون مین اندہیر چہایا
اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بہر

نشہ مین چور ہون چہپتے نہین اسرار دلی
دل مین جو آتا ہے آتا ہے زبان پر فر فر

اپنے آقا کو نہ مین جاگتے سوتے بہولا
رونگٹا رونگٹا دیتا ہے دعا آٹہہ پہر

جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر افلاک
اور افلاک پہ ثابت ہین جہان تک اختر

آون ستارہ نہین ہی جبتک کہ نظام شمسی
سبعہ سیارہ کا جبتک ہے فلک پر چکر

رہے زہرہ تری محفل مین ہمیشہ رقصان
خود عطارد ترے دفتر کا رہے سر دفتر

شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا
انجمن کا تری اک تا بنے ہر شام قمر

بڑھ کے ہے حکم قضا سی ترا حکم محکم
تیرے اعدا کو زحل چین نہ لینے دے کہین
پہرتے پہرتے جو عدد تہک کے گرین منہ کے بل
ختم کر دیجیے اے **قدر** دعا ے شرطی
ہوش اڑا دیجیے بلبل کی برنگ بلبل

تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر
کہ سیہ بخت کرے اور پہر آئے در در
کھینچکر پہیر دے مریخ قفا پر خنجر
کہیے اک تازہ غزل خاتمہ دعوت پر
وہ سُنے طائر ایجاد کے نکلین شہپر

غزل

چشمۂ خضر سے لب ہے کہین بہتر انکا
تھی فقط جام بنانے سے یہی جم کی غرض
بے وسیلے تو خدا تک بہی رسائی ہی محال
اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو مین جی جاؤن
ہین یہ مخدوم مین سو جان سی انکا خادم
بے تکلف ہون سے مر دل کا نہ پوچھو احوال
رکھدیا نام قصیدے کا مری **مہر منیر**
قدر کو آپکے دربار مین لایا ہون مین

کیون نہ مُنہہ دیکھکے رہجاے سکندر انکا
تا کہ وہ دیکھہ لے اوسمین رخ انوران کا
سلسلہ ہے مجھے گیسوے معنبران کا
آب حیوان ہین بجھا رکھا ہے خنجران کا
یہ خداوند ہین مین بندۂ بے زر انکا
اوسمین جب جا ہین چلے آئین وہ ہی گہر انکا
دل یہ ہی مہر و محبت مین تنا گران کا
رہے انپر بھی نظر آپکے مقدران کا

دارالامارة

در مدح جناب امیر الدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہوگیا انبار
بندھا عروس بہاری کے در پہ بندھنوار

بدل کر آئی ہے مشاطۂ صبا جوڑا
سفید ابر بھی چھایا تو ہوگیا گلنار

دھڑی جمائے ہوئے سوسن آئی ہے جوبن پر
حنا لگائے ہوئے پنجے مین ہے دست چنار

اوگی ہوئی ہے لب نہر باغ مین کنگھی
بڑہا رہا ہے جو شمشاد طرۂ طرار

گلون کے چہرے پر افشان چنی ہے شبنم نے
جو غازہ ملتی ہے رخ پر ہوائے فصل بہار

مثال سینۂ معشوق پٹریان ہین صاف
جو داغ بیل لگائی وہ ہوگئی زنار

بتائی مالیون نے سرو کو تراش خراش
سکھایا موج نے ہر نہر کو نکھار سنگھار

گئی چمن سے اودھر خواب نازنین نرگس
ادھر کو سبزۂ خوابیدہ ہوگیا بیدار

اودھر ہوا سے ہوئے لکھا سے ابر نمود
ادھر چمن دم طاؤس بنگیا اکبار

اودھر دھنک نے بھرا اپنی مانگ مین سیندور
ادھر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار

اودھر جو شہر چمن کو ہوا نے لہرایا
ادھر بھی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار

اودہر قصیدے پڑہے بلبلون نے نالون کے
ادہر گلون نے نکالا طلاے دست افشار

اودہر کہلے صدف برگ کے لب تشنہ
ادہر ہی جہوم کر آیا سحاب گوہر بار

اودہر چمن نے نکالی قباے استبرق
ادہر گلون نے سرون پر سجی نئی دستار

اودہر جو طرۂ شمشاد بڑہ گیے تا دوش
ادہر لٹک گیے سنبل کے شملے تا بہ کنار

اودہر گھٹا سے ہوئی چشمک یکاد البرق
ادہر جہپک گئی نرگس کہ یخطف الابصار

اودہر چلی جو چمن مین ہواے روح افزا
ادہر سحر کو کھلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار
عجب نہین ہے اگر کہولدین لب گفتار

عجب نہین ہے زبان ہو دہان غنچہ مین
عجب نہین ہے زبان آوری کرے ہر خار

چٹک چٹک کے کہین غنچے قم باذن اللہ
عجب نہین ہے مسیحا نفس ہو باد بہار

عجب نہین ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلین
کرین چمن مین بگولے کی طرح خود رفتار

عجب نہین ہے کہ آئینۂ آب حیوان ہو
عجب نہین ہے کہ بول و ٹھے طوطی زنگار

عجب نہین ہے بقول ظہیر فارابی
چمن سے چین تلک ملک چین ہے تا گلزار

ز اعتدال ہوا حکم جانور گیرد
اگر بنوک قلم صورتے کنند نگار

عجب نہین ہے جو پہوٹین حباب کے بیضے
تو نکلین نہر مین مرغابیان قطار قطار

عجب نہین ہے کہ بجلی ہو مرغ آتشزن
عجب نہین ہے کہ بادل ہو مرغ آتشخوار

عجب نہین گل لالہ پڑہے جولاں کیطرح
عجب نہین کہ ہزارے سے نکلی صوت ہزار

صداے رعد سے ملکر ہر ایک قطرۂ آب
ہوا مین ہنس ہنے ہنس سے ہو موسیقار

مطلع

بنی ہی زخمہ ہر اک عندلیب کی منقار ‌‌ جہان پڑی رگ گل پر بجا چمن مین ستار

گرج ہے بادلون کی یا کمک ہی طبلے کی ‌‌ جو مور ناچتے ہین ہل رہا ہے سب گلزار

سمان بندھا ہے جو گاتے ہین کیلیان ٹالی ‌‌ کہ بیل ہے کاسۂ طنبور رسیان ہین تار

لگائی ہے گل شبو نے منہہ سی شہنائی ‌‌ جو پتے ہلتے ہین جھانجھین بجاتے ہین اشجار

اودہر جو ملکے بجاتے ہین تالیان پتے ‌‌ ادہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار

گرے جو برگ ہوا مین اوٹھے وہ رقص کنان ‌‌ لئے یہ ناچ مین توڑے صبا نی ہر اک بار

بھرے ہوئے ہین پیالی گلون کے شبنم سے ‌‌ پڑی جو شاخ اوٹھی جلترنگ کی جھنکار

ہی اس بہار مین ایسا جنون کا جوش و خروش ‌‌ مثال سلسلہ بجتا اوٹھا چمن کا بجار

یہ حال دیکھکے صوفی بھی وجد کرتے ہین ‌‌ ہوئی ہین حال سے بیحال قمریان نزار

لگا رہی ہے وہ بالاے سرو قمری ضرب ‌‌ کہ جیسے کوئی اذان دے بسر بلند منار

زمین کرنے لگی آسمان سے باتین ‌‌ چکور مور ادہر اوسطرف کلنگ و سار

اودہر تو فاختہ سے غل مچا ہی کوکو کا ‌‌ ادہر بندھا ہے پپیہون سے پی کہان کا تار

اودہر ہے سرو پہ حق سرہٗ کا ہنگامہ ‌‌ ادہر ہے آنب کے اوپر کہو کہو کی پکار

وہ بجلیون کی چمک اوسپہ بادلونکی گرج ‌‌ وہ خندۂ گل تر اوسپہ نالہاے ہزار

وہ آبشار کے لطفے وہ موج باد صبا ‌‌ وہ قرقرون کی صدائین وہ سارسونکی پکار

وہ آمد آمد مینہہ کی وہ ہوا کا سناٹا ‌‌ وہ مینہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوچھار

وہ ساونی کی بہارین وہ راگ ساون کی ‌‌ وہ کوئلونکی صدائین وہ پینگ مار مار

مچی ہی چارونطرف ایک راگ رنگ کی دہوم ‌‌ ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی ہوا

یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہلینگے
کھلینگے پھول تو مہکیگا تختہ گلزار

یہی جو دہوم رہی کان اوڑینگے پھولون کے
سنیگا کون پہر اک آہ بلبل نادار

یہی جو دہوم رہی نیند اوڑیگی نرگس کی
نظر لگائیگی صحن چمن کو لیس و نہار

یہی جو دہوم رہی سرو اوچہل پڑینگے تمام
رکیگا سرو کی چوٹی پہ چرخ کجرفتار

یہی جو دہوم رہی کانپ اوٹھینگے دشت و جبل
چمن مین آئینگے اوڑ اوڑ کے لالۂ کہسار

یہی جو دہوم رہی **قدر** سر اوٹھائیگا
ہوا مین باندہیگا پڑہ پڑہ کے مدح کی اشعار

یہی جو دہوم رہی اوسکی مدح خوانی کی
اوٹھیگی چار و نطرف ایک واہ وا کی پکار

یہی جو دہوم رہی چھت اوڑیگی گردون کی
حجاب اوٹھیگا نظر تیر جائیگی اوس پار

مطلع

دکھائی دیگا وہ ظل خدا وہ عرش مدار
وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش وقار

کہ بندگی ہے جسے رتبۂ خداوندی
خدایگان و خداوند نعمت ابرار

امیر دولۂ دنیا و دین سعید الملک
جناب **امیر حسن** خان بہادر جرار

ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام
ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار

وہ شعر فہم کہ قربان جسپہ ہو شعری
وہ نثر دان کہ رہے نثر اوسکے سر پہ نثار

ہوا سے نثر نگاری جو آگئی دل مین
بنایا تختۂ کاغذ کو اوسنے سنبل زار

وہ صاف صاف عبارت کہ عارض شفاف
وہ پیچدار مضامین کہ طرۂ طرار

ہوا ہے اوسکا قلم میل چشم مینائی
دوات اوسکی ہوئی عینک اولی الابصار

مری طرح قلم اوسکا ہے واسطی الاصل
مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار

قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یون پایا
تخلص اوسکا ہے جو سحر وہ لکھا سو بار

قلم امیر کا ہے کیون لکھے نہ صد ہا سطر — عصا کلیم کا ہے کیون نہ اوگلے سیکڑون مار

قلم نہین ہے مگر صنع نطق کا آلہ — قلم نہین ہے مگر مرغ فکر کی منقار

کیا ہے صفحۂ کاغذ کو مشک کی پڑیا — قلم کی نال ہے یا ناف آہوے تاتار

قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ بر پا — حروف کیا ہین کہ لیلی کے منہہ کی نقش و نگار

عبارت اوسکے قلم کی ہے بادشاہ پسند — صدف سے اوسکی نکلتے ہین گوہر شہوار

ہماے اوج سعادت ہے خامۂ عالی — رقم ہے ظل ہما جب تو ہی سیاہی دار

قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کاغذ — اوسیکے ہاتھہ مین ہے انتظام لیل و نہار

حروف ہین کہ مٹھائی پہ چیونٹیان دوڑین — قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار

عطارد و زحل آئے ہین ایک مرکز پر — قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہین نقش و نگار

سیہ زبان ہی خامہ بچیگا کب دشمن — دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا بخار

صریر خامہ نہین ہے صفیر بلبل ہی — یہ اوسکے ہاتھہ کی قدرت ہے ورنہ سوکھا خار

قلم ہے سدرۂ و بین السطور نہرین ہین — سطور اوسکے ہین جنات تحتہا الانہار

اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم — کہ جیسے حضرت عیسی چڑہے تہے بر سر دار

قلم کی نوک سے مضمون نکلتا ہی وہ یون — کہ نردبان سے اوترتے ہین جسطرح معمار

ق

روا رہی ہے قلم کو بھی فکر عالی مین — جو ہین خرام مین کبک دری سر کہسار

یہ دو زبانون سے لکھنے کو ہر گھڑی موجود — وہ دو دو پرون سے ہین اوڑنیکو ہر جگہہ طیار

قلم سے کرتا ہے معنی سنگلاخ وہ حل — یہ ایک پاؤن سے چلتا ہے راہ سخت گزار

قلم بھی خوب ہے خود لکھے اور خود کاٹے — یہ خود سمند ہے خود تازیانہ رفتار

جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگائی گل — تو یہ لکھے خط ریحان کبھی خط گلزار

گمیا ہے سانپ پر اوسکی لکیر باقی ہے
ہے یادگار قلم سطر کا چڑھاؤ اوتار

جو شمع کا کوئی گل سے تو اور روشن ہو
جو اس پہ قط کوئی رکھے تو اور ہو طرار

ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا
یہ سر جھکائے ہے جیسے حضور کی تلوار

مطلع

ہین آسمان و زمین پر برابر اوسکے وار
اوٹھی تو حوت گری تو سمک کے وارے پار

گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن
ہمیشہ فتح کے نشانے مین رہتی ہے سرشار

وہ کھولتی ہے اعدا کے بند بند کے قفل
کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار

جو بجلیون کی لپک ہے تو بادلونکی گرج
غضب کا اوسمین ہے کس بل تو قہر کی جھنکار

وہ جسکو ڈستی ہے پانی بھی مانگتا نہین وہ
ہے سانپ کیچلی مین اوسکی تیغ جوہر دار

وہ پھیلا نہین دوزخ کا اک زبانہ ہے
جو اوسکے منہہ پہ چڑھا کر دیا اوسے فی النار

عدو کو بھاگتے ملتی نہین عدم تک راہ
وہ ایک پاؤن سے چلتی ہے کیا ہی طرار

کبھی فلک پہ وہ کرتی ہے حوت کو چورنگ
کبھی ہین بازوؤنکی مچھلیون پر اوسکی وار

عدو ہر کسو اوسے ڈستی ہے اک اشارے مین
کہ جیسے ایک اشارے مین ابرو خمدار

چمن پر اوسکے گلا کٹ گئے ہین لاکھونکے
لپٹ کے پھولونکی چادر مین ہے گلے کا ہار

جو دام اوسمین ہین جوہر تو پھیلا کنبا
جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ روح شکار

جو شکل دیکھئے محراب عیدگاہ قتال
جو کاربو چھیئے اسکا تو عید قربان کا

یہ ملکے مارے حریفون کو اسقدر حراف
یہ آپ مار کے خون روئے اسقدر مکار

چلی قضا سی معلق پڑی تو مبرم سے ہے
جو اپنے میان مین آئی تو پھر وہی تلوار

جو اوسکا میان ہے زنبیل رنگ عیاری
تو اوسکی آب ہے ہمشیر روغن عیار

گلے میں ڈالے ہوئے شاہد قضا کی ہاتھہ — یہ کرتی ہے دم و خم سے ہمیشہ بوس و کنار
جو اسکی چوٹ ہیں ہیں اعدا کا دل ہی جلتا ہی — کہ جیسے گھاؤ کرے دل میں ابروِ دلدار
ہمیشہ رہتی ہے جیسے نگین رنگ قوس قزح — لہو برس گیا اُسکی جہان دم پیکار
ہر ایک وار میں اعدا کو چار کرتی ہے — کہ جیسے نعل سمندِ حضور پڑتے ہیں چار

مطلع

عجب سمند گلا مین جو نعل دسکے لہار — وہ تیز گام کہ ہوتا ہے برقی اک طیار
عجب سمند ہی بال پری ہین جسکے بال — عجب سمند ہے جو بایہ ہو گیا پر دار
عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا — عجب سمند ہوا پر چڑھے ہے جو مثل بخار
عجب سمند ہی پتلی پہ جو پھرے کاوا — عجب سمند ہے نقطے پہ جو بنے پر کار
عجب سمند جو کھچنے مین مور کی گردن — عجب سمند جو چلنے مین کبک کی رفتار
عجب سمند ہے دونون کنوتیان ہین تیر — عجب سمند ہے کنڈا کمان ہے ہر بار
عجب سمند رُکے جب بھی بادپا کہلائے — عجب سمند بند ہے جب بھی نام ہو رہوار
پھرے طرارہ تو بجلی کی چوکڑی بھولے — جو مارے ٹاپ تو سیدہا ہو چرخ کج رفتار
جو بے لگام بھی پھیر دلوران سی پھر جاے — عجیب ایسا کہ سمجھے بھی اوسپہ ہولی سوار
ہی صورت دل بیتاب نعل در آتش — کسی جگہہ کسی پہلو نہین ہے اوسکو قرار
وہ منہہ مین لیکے دہانیکو یون چباتا ہے — کہ جیسے ہونٹھہ چباتے ہین غصے مین جرار
زمین چڑہا ہوا گھوڑا اسی کو کہتے ہین — فلک کی طرح زمین گرد ہے اسیکا غبار
سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاے اسے — غرض ثبوت ہوا لاجواب ہے رہوار
وہ راہوار جو کادے مین گردش تقدیر — سوار وہ مری قسمت کا جسپہ دار و مدار

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادہر اکبار
ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمار الیل و نہار

کیا ہے اوسنے بڑے سرکشونکو یون سیدہا
کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار

کلا اوسکے ہاتھہ مین ہی پہیر دے جدہر چاہے
ہے اختیار مین اوسکے ہر ایک خود مختار

ملائے آنکھہ کہ طاری ہو خواب مقناطیس
دکھائے آنکھہ کہ اوگلے عدو دلی اسرار

رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کھولا
بنا ہے اوس سے سکندر کا آئینہ دربار

ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا
چڑہا جو نشا تو وہ اور ہو گیا ہشیار

کبھی جو خواب بھی دیکھے تو ہو اوسی معراج
کبھی جو نیند بھی آئے تو بخت ہون بیدار

جو بارگاہ مین بیٹھے وہ آفتاب عروج
تو سایہ تک بھی نہ اوترے کبھی تہ دیوار

جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائین شراب
عروج بخت سے نشا سے کا ہو کبھی نہ اوتار

قمر کو روز پہونچتی ہے کھیر کی قفلی
جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہین اوسکی خوانسالار

مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا
غضب ہے نام تو **قدر** اور یہ ذلیل و خوار

کھٹکتے رہتے ہین مجھسے حضور کے خادم
وہ جانتے ہین یہ ہی ہوشیار خدمتگار

مری جبین ترا آستان یا قسمت
مثل ہے خاک ہم از تو دہ کلان بردار

فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات
ادہر طلوع ہوا اسطرف پڑے انوار

قمر کجا و کجا خوشہاے بے دانہ
ادہر جو کھیت کیا ہین ادہر یہ دانہ دار

حضور قبلۂ عالم مین مرغ قبلہ نما
جدہر حضور ادہر مین ہزار دل سے نثار

غرض کہ آپ سے مین آپ ہی کو چاہتا ہون
یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن درکار

نگاہ رو برو اے قدردان اہل کمال
دعا وہ دو دن کہ بہڑک جائین سب اولی الابصار

وہ خاک ہون جو اوڑائے ہوائی دہر مجھے
مین آسمان پہ چڑہجاؤن وٹھکے مثل غبار

غبار چہرۂ گردون وسیل باران است
برس پڑون ترے گلشن پہ بنکے ابر بہار

تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت
خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار

دعائین دیتا ہوا خاک سے اوٹھائے سر
کہ اے بہار و خزان آفرین ہر گلزار

جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے
جہان تلک یہ مصابیح دینوی ہون بکار

رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روز افزون
رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار

جہان تلک کہ رہے بئس المہاد مہد آرا
جہان تلک رہے ہل من مزید کی تکرار

ہمیشہ مہد خرابی مین تکیہ نہ ان ہون عدو
ہمیشہ ہیمۂ نار غضب رہین اشرار

جہان تلک کہ رہے گردون کا تخت طاوسی
جہان تلک کہ رہے فوج ثوابت و سیار

جہان تلک کہ رہے اس فوج مین قمر سلطان
جہان تلک شہ خاور ہو اوسکا باجگزار

خدا کرے کہ رہین شاد اوسکے درباری
خدا کرے کہ رہے اوس سے سرخرو دربار

جہان تلک کہ رہے دار القصاص سلطانی
جہان تلک رہے دار القضاے درۂ ودار

جو سر اوٹھائین عدو اوسکے خاک مین ملجائین
ہر ایک حال مین پائین وہ کیفر کردار

اوٹھین اگر گردش فلاک بیس ہی ڈالے
گرین تو خاک مین ملتے ہی دکے زمین فشار

جہان تلک شہ خاور سنے قصیدۂ صبح
جہان تلک گہر انجم کے ہون صلے مین نثار

جہان تلک رہے گردون کے سر پہ کشتی مہر
جہان تلک رہے اس جائزے کا دار و مدار

خدا کرے یہ قصیدہ رہے امیر پسند
کہ نام دار الامارۃ ہوا ہے اسکا قرار

نقش فرنگ

درمدح ولیم ہینڈ فورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سرشتۂ تعلیم اودہ

المعروبہ گلدستۂ اوّل

یہ ہوا مین ہے برودت کا اثر
بادلون کو ہے زکام آٹھون پہر

ایسی ٹھنڈی ہوگئی لالے کی آگ
کوئلا بجھکر ہوا داغ جگر

جو بخارا وٹھا زمین باغ سے
ہوگیا سنبل وہ ٹھٹھرا اسقدر

سوسنون کے ہونٹھ نیلے ہوگئے
سرو اکڑے کھاکے جاڑا رات بھر

رونگٹے سردی سے ہین اوسکی کہڑے
کب زمین سے سبزہ آیا ہی ابھر

عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے
ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی باد سحر

اُف رے سردی کانپتی ہی فاختہ
کرتی ہے کسدرجہ ہو ہو سرد پر

قمریون مین جاڑے سے ہو حق مچی
گوقبا سنجاب کی ہے زیب بر

اسقدر سردی سے دم رُکنے لگا
پتھرون مین چھپتے پہرتے ہین شرر

خوف سردی سے چھپے ہین پہل مین تخم
آڑ مین پتون کے چھپتے ہین ثمر

اسقدر بارد ہے گلشن کی ہوا
پیر ہو کوئی جوان جاڑے اگر

باغ مین سردی سے کلیان کیا کھلین — گل کو پیدا ہو گیا لقوے کا ڈر

شمع انگشت حنائی ہو گئی — بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر

ہے برودت سے زر گل زعفران — خطۂ کشمیر گلشن ہے مگر

بلبلون کا آشیان خسخانہ ہے — کر دیا ہے اسقدر شبنم نے تر

اب کنول کا پھول ہی سورج مکھی — باغ مین پالا پڑا وہ رات بھر

بھینی بھینی بو سے کیا بھیگی ہے رات — عطر مین ڈوبی ہے لیلے سربسر

لاکھ گل بوٹے جمائین باغبان — برف جم جائیگی نا ندون مین مگر

قفلیان ہین برف کی غنچے تمام — ہین پپیاسے برف کے گلہائے تر

زخم گل پر جمگیا پالا تمام — مرہم کافور ہو کر سربسر

جم کے سب پتے زمرد بنگئے — قطرۂ شبنم بنے جمکر گہر

باغ مین جمکر بنے گیندے کا پھول — ہو گیا فصل خزان کا جب گذر

آتے آتے ہونٹھ تک ایسی جمی — بات دانتون سے بھی کچھ ہے سخت تر

برق گر کر تار برقی بن گئی — اچھی لینے آئی سردی کی خبر

برف سے انگور اولے بن گئے — ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر

جم گئی منقار بلبل کیا کھلے — ٹھنڈی سانسین کیون بھرین دو دو پہر

ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش — نہر گلشن بنگئی جمکر حجر

ہو گیا سردی سے بحر منجمد — اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر

سخت ہو کر نخل مرجان ہو گئے — جم جا کر ساونی کی سب شجر

نل کے چرسے ہین پٹاری برف کے — برف کے کھتے کنوئین ہین سربسر

برف ہے یا باغ پر برسا ہے نور — جھاڑ شیشے کا ہوا ہے ہر شجر
ٹٹیان مہندی کی یخ بستہ ہوئین — ٹٹیان ابرک کی آتی ہین نظر
کر دیا ہے برف نے ایسا سفید — آئینہ ہین باغ کی دیوار و در
نخل گل ہین برف سے گویا کپاس — غوزۂ پنبہ ہین غنچے سر بسر
مالیون کے بیلچے سیمین ہوئے — برف تھا لون مین جمی تھی تا کمر
باغ بھر جاڑے مین یخ بستہ جو تھا — تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
پا بگل تھے سب جوانان چمن — دل بھر آیا نہر کا یہ دیکھکر
نہر نے چھینٹے دئے ہر سرو کو — سرو نے نرگس کو رکھا بارہ پر
نرگسون نے باد کو پھر آنکھہ دی — باد نے بادل کو سنکایا ادہر
ابر نے شانہ لگایا مہر کو — مہر نے سر سے اوتارا تاج زر
اور پھیلا کر کرن کے ہاتھہ کو — کی دعا اے خالق ہر خشک و تر
بھیجدے گلشن مین ایسا آفتاب — سرد مہری جس سے کر جائے سفر
برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے — اوڑ کے سب پالا پکارے الحذر
فیض وہ ہو اوس شبنم پر پڑے — نام وہ بلبل رٹے آٹھون پہر
کون وہ خورشید برج برتری — کون وہ درج شرافت کا گہر
دستگیر خلق **ولیم ہینڈفورڈ** — ڈاکٹر علم و فن کا راہبر
عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار — عالم و دانا سخی و نامور
مین اوسے کیونکر نہ سیارہ کہون — دور سے مین رہتا ہون وہ رشک قمر
ہندسے مین اسقدر باریک بین — مردمک نقطہ ہے خط تار نظر

ہے خفیف اوس سے بہت جر ثقیل — سر پہ بارِ قسمت خدام در

گردش قسمت ہے میری اوسکے ہاتھہ — رمز دانِ علم ہیئات اسقدر

اوسنے بویا جس جگہہ تخم ریاض — ہو گیا نخل ریاضی بارور

واقف اسرار علم کیمیا — پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر

خاکسارون کو ترقی بخشدے — خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر

چھپگیا خم مین فلاطون شرم سے — جب ہلے لب کھل گیا حکمت کا در

لعل و یاقوت اوسکے ہونٹون پہ نثار — گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر

مطلع اک وصف سخاوت مین پڑہون — جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹایا سیم و زر — کاسے بھر بھر لیگئے شمس و قمر

جب جہل بدال وس ہی مانگ اٹھین — بانٹ دی قارون کے چالیس گہر

گنج باد آورد بھی کچھ مال ہے — وہ اوڑا دے چٹکیون مین بات پر

جوش زن اوسکا ہو جب دریائے فیض — کشتی درویش ڈوبے سر بسر

کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے — لیگیا موتی فلک بھر کر سپر

صبح سے کہہ دو کہ اوسکے دور مین — ہاتھہ پر سونا اوچھالے بیخطر

وہ سمندر مین جو دہوئے اپنے ہاتھہ — موج ہمیان اور بدرے ہون بھنور

کیا مرے مضمون ہے وہ مضمون لڑائین — عدل اوسکا سنگئے اہل ہنر

منطقی مین شیر بکری ایک ہین — ایک ہی پٹکے مین باندہی ہے کمر

ہو خدا ناکردہ وہ غصے مین آگ — مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

اثر ہو دیپک کا صفیر عندلیب　　یہ مرا مطلع رٹے آٹھون پہر

مطلع

آتشِ گل مین ہے گرمی اسقدر　　پھول مین زیرہ ہے یا کہربا مین زر

باغ بھر گلزار ابراہیم ہو　　دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر

شاخ گل بنجائے اک سیخ کباب　　دم مین سلوی بھنکے ہو ہر جانور

ہر شجر گلشن مین نخل طور ہو　　پھول شمع طور کے گہاے تر

دیکھلے دم بھر جو چشم قہر سے　　شعلۂ جوالہ حوض آئے نظر

گوند بھی پیڑون کا سلگے مثل عود　　پھول کی رگ جلکے بنجائے اگر

جلکے ہو سرو چراغان نخل سرو　　سرو در دشت اوسکو سمجھین سب بشر

شعلۂ اژدر بنے ہر ایک شاخ　　ہو وہ گرمی صحن گلشن ہو سقر

لال بنجائینگے طوطے باغ مین　　آتش قہر اوسکی دیکھینگے اگر

لوکی صورت گرم ہو باد صبا　　اوسکے غصے کی اوڑائے جب خبر

قمریون کی ہے قبا خاکستری　　ہے یہ تھوڑا بچگئے جو بال و پر

جب کلی چٹکی تو نکلی یہ صدا　　الحفیظ والامان والحذر

جب صدا صاحب کے کانون مین پڑی　　ہوگیا رحم اوس سے دونا جلوہ گر

باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض　　نذر لایا یہ ہمارا شعر تر

مطلع

ابر بجلی سے کہین ہے بیشتر　　گو گنا ہے رحم غصہ سے جسقدر

دہوپ مین جیسے درخت سایہ دار　　وقت مشکل پر غریبونکی سپر

آنکھ مجرم پہ کبھی اوٹھتی نہین
ہے مروت آنکھ مین مثل نظر

جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا
رنگ اوڑا کملاے جب کلہاے تر

پاؤن مین مالی کے جب کانٹا چبھا
لگ گئی پھانس اوسکے دلمین بکیر

پھڑپھڑا کر طائر دل رہ گیا
دام مین دیکھا جو کوئی جانور

بوے گل کو کیون پریشانی ہوئی
ہے دماغ اوسکا پریشان سر بسر

فیض سے اوسکے چمن سیراب ہے
جو بخار اوٹھا بنا وہ ابر تر

ابر نیسان باغ پر گھر آیا ہے
بوند کے بدلے برستے ہین گہر

رات دن بادل ذرا کھلتا نہین
باغ مین یکسان ہین آٹھون پہر

رت ہے ہتھیا کی کہ کجلی بن ہے باغ
فیل مست آئے کہ بادل جھوم کر

بادلونکی وہ گرج وہ زور شور
شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر

کوکتے ہین مور سن پڑتا نہین
کان اوڑے جاتے ہین بہونکی مگر

ہین بہی وہو مین تو سن لینا کبھی
گر پڑے گا حمل نخل باردر

بادل اکثر اسقدر جہک جہک پڑے
سرو سے ٹکرا گئے ہین بیشتر

لاکھ پتون نے سنبھالین چھتریان
پر ہوا رخت نہال باغ تر

بجلیان کوندین تو آنکھین بند کین
ہو گئی خیرہ یہ نرگس کی نظر

بگڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہین
زور سے پڑتی ہے بوچھار اسقدر

جب صبا کا پاؤن پھسلا باغ مین
تالیان دینے لگے برگ شجر

بجلیان کوندین تو دکھلائی دیا
طفل غنچہ کے بہی ہے مٹھی مین زر

موج شاخین گل ہوئے ہین بلبلے
ہو گیا ابتو سمندر باغ بھر

بیلچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ
ناو کا تختہ ہے ہر تختہ مگر

حبّذا اے جوش دریاے کرم
مرحبا اے بحر بخشش کے گہر

شمع کی صورت ہے میرا حال زار
چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہی جگر

شعر سے بازار میرا گرم تھا
کھوٹے دام ہون اب بکا میرا ہنر

شعر سے تھا عرش پر میرا دماغ
بخت واژون نے بٹھایا خاک پر

شعر سے سکّے تھے میرے ہر جگہہ
اب وہی سکّے ہوے داغ جگر

شعر سے میرے منور تھا جہان
اب یہ بخت اور مین آٹھون پہر

شعر سے آنکھون پہ تھی میری جگہہ
اب گرا آنکھون سے ہوکر دربدر

شعر سے مشہور تھا مین دور دور
دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر

بار رہو کر ہوا مین سب پہ بار
کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر

تجھہ سا ممدوح اور مجھہ سا مدح گو
قہر ہے جس پر پریشان اسقدر

چاک کی صورت نہین دم بھر قرار
گردشین سی گردشین ہین الحذر

ہون یہان بے خانمان وبیدیار
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدہر

دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا
قبضۂ مالک مین رہتی ہے مگر

باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا
تو ہی تو ہے سرخرو مین ہون اگر

مانگتا ہون یہ قصیدے کا صلہ
دوسرے سے کچھہ نہ مانگون عمر بھر

نام اسکا رکھدیا **نقش فرنگ**
تا جمے نقش مراد آٹھون پہر

ہان ادب اے **قدر** یہ گستاخیان
دیکھکر فیاض پھیلے کسقدر

ہاتھہ پھیلائے تو مانگو یہ دعا
یا الٰہی یا خدائے بحر و بر

جب تلک پانی پہ قایم ہی زمین
باغ مین جب تک ہی پھولون کی بہار
بوے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے
شاد ہو آباد ہو سر سبز ہو
یا الٰہی جب تلک گل مین ہی خار

ہے زمین پر باغ جب تک جلوہ گر
پھول سے ہی جب تلک بو کا گزر
ہے صبا جب تک جہان مین مشتہر
جس سے ہین سر سبز سب اہل نہر
خار کی ہے نوک جب تک نیشتر

اوسکے حاسد کی رگ جان مین چبھے
نوک خار رنج و غم آٹھون پہر

شام اودھ

در مدح سر مہاراجا مان سنگھ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستۂ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضری
کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چنبری

ہے کہکشان بھی صورت شاخ چمن ہری
سورج مکھی ہوا گل خورشید خاوری

ایکی بہار آئی ہے کیسی ہری بھری

ہر سمت دھوم دھام ہے فصل بہار ہے
ساقی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے

رندونکا ازدحام ہے فصل بہار ہے
خم ہے سبو ہے جام ہے فصل بہار ہے

کرتا ہے ابر تاک عجب فیض گستری

طاؤس بہر سے ہین خرامان چمن چمن
ہین یاسمین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا کھلا ہوا ہے گلستان چمن چمن
ابتو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن

بوٹے اوگے ہین باغ مین امسال کیاری

گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات ہے
یہ باغ دہر کی روح ہی کیا اسکی بات ہے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات ہے
گلزار مین ہے حوض کہ آب حیات ہے

دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری

باندھے ہوے ہی اپنی ہوا کیا گلونکی بو
اک شور قرقرونکا ہے بالائے آبجو
مدہ مین پپیہے کوئلین ہین کیسی جا بسو
آفت وہ پی کہان وہ قیامت کہو کہو

طوطے چمن کا بولتا ہے وہ ہوا بہری

مہندی کا رنگ وڑا تو یہ نقشا دکھا دیا
بن بنکے لال آیہ صنم سنا دیا
گل ہنس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا
لیکن صبا نے دونون کو بتا بتا دیا

گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ زرگری

سب صحن باغ ہوگیا میدان کارزار
لالے کی پلٹنون نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کھا کے ایکبار
پتون کی نوکین ہوگئین پیکان آبدار

بن بنگئی ہر اک رگ گل تیر کی سری

ہے آبرو بہار کی ابتو خدا کے ہاتھ
پھیرے ہین باغبان نے کس کس بلا کے ہاتھ
رہ رہ گیا چنار بھی اپنے بڑھا کے ہاتھ
پھیلے ہوئے ہین باغ مین موج صبا کے ہاتھ

پیڑون کے تھالے ہوگئی ہیولونکی ٹوکری

طارم کھنچا تو عرش معلی سے بڑھ گیا
شمشاد اٹھا تو سدرہ و طوبی سے بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر و مسیحا سے بڑھ گیا
سنبل بڑھا تو زلف چلیپا سے بڑھ گیا

ایک اک کو صحن باغ میں ہے کسقدر چری

اللہ کیا ہوا ہے گلستان دلپسند
ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکھ بند
کشمیر سر بزمین چمن کو ہے ریشخند
موج صبا سے ابر بھی رہتا ہے بہرہ مند

اللہ اکبر ایسی ہے گلزار میں تری

پھرے پہ سرو ہی در گلشن سے ہوشیار
سقا ہی ابر چھوڑتا ہے ہر طرف پھہار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار
بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چوبدار

اکا صبا کا بانٹتا پھرتا ہے نوکری

دیکھو تو منتظر گل و نرگس ہیں کسقدر
آہٹ پہ کان ہیں تو در باغ پر نظر
مجرے کو جھک رہے ہیں درختان بارور
لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر

آتا ہے نونہال گلستان برتری

کیا مرحبا قدوم سعادت لزوم ہے
ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہے
دھومین ہٹو بچو کی ہین اور سپر ہجوم ہے
مہاراج مان سنگھ بہادر کی دھوم ہے

اللہ رے عادل و سخی و عاقل و جری

شبدیز اوسکا برق جہندہ ہے یا ہوا
دوڑیگا اوسکے آگے سمند خیال کیا
چلنے مین دیکھئے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا
پوچے صبا نے پاؤن وہ جادو کیا دیا

گھوڑا ہے یا چھلاوا ہے یا سحر سامری

سم تحت میں ماہ سے ہی مثل اوسکا راہوار
کرتا ہی چاروں نعلوں سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طرارون مین ہین شمار — یکسالہ راہ جاے جو اوڑ جاے تین بار

پہونچے اوسے خیال ہلالی نہ انوری

بجلی ہے بوے گل ہی عجب راہوار ہے — سب تیلیون پر آنکھہ کی تپلی نثار ہے

گاہے زمین پہ گاہ فلک پر مدار ہے — گویا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے

اوسکی کنوتیون مین ہے پھرتی غضب بھری

تعریف پیل مست جو تحریر ہو ابھی — فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی

آہ قلم مین کچھہ بھی جو تاثیر ہو ابھی — خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی

چلنے سے اوسکے گاو زمین کو ہو تھرتھری

رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر — پھیلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر

وہ لانبے دانت عرش کی ساقین ہین الحذر — ہودج نہین ہے تخت سلیمان ہی پیٹہ پر

بیشک لباس دیو مین آئی سیہ پری

حلقے مین پیل مست ہین یون جھومتے کھڑے — جیسے گھٹائین آتی ہون ساون مین جھوم کے

چنگھاڑین ہاتھیونکی وہ مستی وہ ولولے — بادل گرج رہے ہین بڑے زور شور سے

اللہ رے رعب کانپتا ہے چرخ چنبری

رکھتا ہی تیغ کو وہ جری اپنے جی کے ساتھہ — دم بھر رہی ہی تیغ بھی اوسکا خوشی کے ساتھہ

کہتی نہین ہے پر لگی لپٹی کسی کے ساتھہ — دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کے ساتھہ

رستم بھی ہو تو کہتی ہی منھہ پر کھری کھری

تلوار وہ کٹا نکرے پر کٹا کرے — بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے

وہ پیش قبض قبض جو روحین کیا کرے — دشمن کو ڈھال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپر ہے مردم چشم دلاوری

سر کاٹکر کسیکا کیا خاک سر بسر — دو کر دیا کسیکو کمر سے ادہر ادہر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے باڑہ پر — دم بھر گلے گلے ہے جو دم بھر کمر کمر

کیا جزر و مد دکھاتی ہے اوسکی سپہگری

بخشی گری فوج عطارد کو بخش دی — مریخ نے سپاہ بن کی اوسکی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی — زہرہ رہی وہ بزم طرب کی ہے مجرئی

دو دانے اوسکی بزم میں ہیں ماہ و مشتری

یہ مہر کی نگاہ کہاں یہ ادا کہاں — یہ خوش مزاجیاں یہ نفاست بھلا کہاں
وہ اسطرح جہان کا حاجت روا کہاں — باتیں کہاں یہ رمز کہاں قہقہا کہاں

آئینہ کر سکے گا نہ اوسکی برابری

سب پر نظر ہے عین عنایت ہے آنکھ میں — سرمے کے بدلے کحل مروت ہے آنکھ میں
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکھ میں — تار نگاہ رشتۂ الفت ہے آنکھ میں

مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری

نظروں سے میں گرون یہ مجھے کب ہراس ہے — ہر آنکھ اوسکی پلۂ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محک اوسکے پاس ہے — نظروں میں جانچ لیتا ہے مردم شناس ہے

جسطرح سے پرکھلے جواہر کو جوہری

گو لاکھ فکر لاکھ سے ہے غور قدر کو — ایسا نظر نہ آئیگا اب اور قدر کو
کر دیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو — عادت ہے بندگی کی اسیطور قدر کو

جسطور اوسکی ذات میں ہے بندہ پروری

مرد خدا جہان مین جب تک صبور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو
جب تک رخ عبادت زاہد پہ نور ہو
نیکی کا اوسکے ہاتہہ سے ہو جب ظہور ہو
بخت سعید کے لئے جب تک ہے مشتری

کالی بلا جہان مین جب تک ہے یا خدا
جب تک سیاہ کار ہین بدنام جا بجا
جب تک جہان مین ہے شب یلدا کا سامنا
مشہور جب تلک رہے ٹیکا کلنک کا
اوسکے عدو کا بخت ہو کاجل کی کوٹھری

عیسیٰ کے معجزون کا بیان کیا شمار ہے
رکھا جو نام شام اودہ یادگار ہے
میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
شام اودہ پہ صبح بنارس نثار ہے
آنکھین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری

تمت

گُلِ عباس

در مدح ڈپٹی میرزا محمد عباس بیگ خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لکھنو المعروف بہ گلدستہ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی
بنا جو اشک کا قطرہ ہوا لعل بدخشانی

پلک پر جب تلک تھا بس جبھی تک قدر و قیمت تھی
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ پہچانی

جگر کی کاوشون نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
سود بکر خاک مین اب بنگیا وہ جوہر کانی

مگر ہان انقلاب ہر و گردشہاے دوران سے
کبھی جب خاک پر بادل کرے گا قطرہ افشانی

تو ہوگا نامیہ سے کچھہ عجب عالم زمانے کا
بنے گا تختۂ صحن چمن اک تختۂ مانی

بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
بنے گا پستی کوئی کوئی کاہی کوئی دھانی

ہجوم خار ہوگا جابجا صحرا کی راہون مین
نئی شاخین نکالیگی ہر اک شاخ مغیلانی

لٹک کر خاک پر گر جائینگے شمشاد کے طرّے
کہ جس سے زلف سنبل کو بھی ہوگی اک پریشانی

چمن مین پتیان مہندی کی وہ شکلین نکالینگی
کہ راے باغبان پر ختم ہوگی ہندسہ دانی

ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیلجاے گا
پھلین گے خوشۂ انگور صحرائی و بستانی

نشیمن سبز ریزے رکھے گا اپنا طائر سدرہ
کہین طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوسکی طولانی

بنے گا سبزۂ نوخیز ریش خضر صحرا مین
بنے گی عشق پیچان ہوے دریشان سلیمانی

زمین باغ دکہلائیگی باغ سبز گردون کو
دہنک کیطرح ساری کہکشان ہوجائیگی دہانی

نظر آئینگی سب پہولی ہوئین شہرونکی دیوارین
بہار انکے مزے لوٹینگے سب آزاد و زندانی

یہ عالم دیکہکر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے
یہ موسم دیکہکر لیلی بہی ہوجائیگی دیوانی

کہین سبزے پرآکر سانپ شب بہر اوس چاٹین گے
کسی میدان مین کوک اوٹھینگے طاؤس بیابانی

اندہیرا دشت مین کردینگے گہر کر بانس کے کوٹھے
کٹہرے مین پڑینگے خود بخود شیر نیستانی

زمین پر سبزہ وہ پہیلے گا مٹجائینگے سب جادے
بہٹک کر خضر کو بہی ہونگی لاکہون ٹہوکرین کہانی

پہاڑون پر دکہائی دے گا ایسا ایسلون سبزہ
کہ گویا جڑ دئیے ہین سنگ پر فیروزہ کانی

نہ ٹہہرے گا کبہی نظرون مین سبزہ دشت ایمن کا
کریگی چاندنی جب کہیت جنگل ہوگا نورانی

کرن پہوٹے گی جب خورشید تابان کی پہاڑون پر
تو نخل طور کی ہر نخل پر ہوگی چراغانی

خمیدہ ہوگا یکسو بید مجنون سبز ہو ہوکر
ہرا ہوجائیگا اک سمت انجیر کہستانی

کسی جنگل مین ہونگی بوٹیان اکسیر کی پیدا
کہین چاندی کے پیڑ اپنی بہی دکہلائینگی طولانی

جمیگی اسقدر کائی کہ سب پتہر ہرے ہونگے
پہاڑون پر چڑہے گا ہوگا ایسا جوش مین پانی

پڑے گا عکس سبزہ اسقدر انسان کی آنکہون مین
ہرا ہوجاے گا تار نگاہ چشم انسانی

بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑہائی ہے
نظر دوڑائینگے جس سمت بڑہ جائیگی حیرانی

زمین سبز آسمان سبز اسطرف سبزہ ادہر سبزہ
ہری ہیٹ پر دکہائی دے گی آبادی و ویرانی

گل سرخ اور نوں گلی کہین ڈہونڈے نہ پائیگا
جو گلدستے مین ہوگی حاجت گلہاے بستانی

وہ جب میدان باغ و راغ بالکل چہان ماریگا
سمند فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

اودہر چہپتا سہپرتا آئے گا وہ ظلم کا بانی | مرا آنسو گرا تہا جس جگہہ ہوکر لہو پانی

وہان وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکھتا کیا ہے | زمین سے پھوٹ کر نکلا ہے اِک نخلِ بیابانی

درخت ارغوان یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے | وہ بکا نور کا بالکل ہے نخلِ طور کا ثانی

سبہو کے خونمین ڈوبے ہوے بس لال انگارے | لگے ہین تین گل رنگِ گل مہر درخشانی

کہ جن پر لٹ مرے دلکی تمنا اور نومیدی | کہ جن پر کٹ مرے روح بناتی روح حیوانی

جگر کی تاب طاقت قدر کی آنکہونکی بینائی | فراغِ خانہ ویرانی فروغ سوختہ جانی

جو بو ہے خون کی بو ہی جو رنگت خون کی رنگت | صدا جنکے چٹکنے کی صداے مرثیہ خوانی

غرض وہ سفت بر ہو اور گل جوینده یابنده | بڑہا کر ہاتہہ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی

پہر اونکے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت | وہ گلدستے ہون یا گنج طلسم عالم فانی

جہان کوئی اونہین دیکھے اونہین کا ہو رہے آخر | پہر اسمین خواہ مومن خواہ ہندو خواہ نصرانی

وہ خود مختار بے پوچھے بچھے لیجا کے گلدستہ | حضور ڈائرکٹر نذر رکہدے اپنی من مانی

وہان سے پاسے سٹر بایکٹ کے نام اک چٹھی | مگر ناکام پہر آئے نہ ہے تقدیر ربانی

سپہر اوسکو لاکہہ مین رد کا کرون سنتا ہے کب میری | کرے مہارج قایم جنگ کے ڈیوڑہی کی دربانی

سلے دربان و خدام و رفیقان و مصاحب سے | بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستہ ثانی

وہان سے بہی وہی ہو پہر تو یا تقدیر یا قسمت | سر بازار پڑہ ہوتا پہرے تحریر پیشانی

مجھے جسدم ملے مین یہ کہون کیون مین جو کہتا تہا | چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سنا ہو تو نے بہی ثالث بخیر آگے تری قسمت | چلا چل ساتہہ میرے دیکہہ پہر اسرار یزدانی

نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے | نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک ہے آسمان عرش معلی ہے
عجب صحن کشادہ جسطرح حاتم کی پیشانی

عجب آب و ہوا جس سے دم عیسی ہو شرمندہ
جہان کی سرزمین کا آب و دانہ قوت روحانی

کہین نہرین کہین گلشن بہر آگے ہے وہی کوٹھی
جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی

رفیع اسدرجہ رفعت پست جس سے ہمت حاتم
وسیع اسدرجہ وسعت تنگ جس سے عزم سلطانی

سر گردنکشان سے بگڑیان جسنے گرائین ہین
بلندی وہ مہ گردون گھسے چوکھٹ پہ پیشانی

سجی اتنی دولہن بہی منہہ چہپائے جس سے گہونگٹ مین
ہزارون کرسیان ہین ین چلو قصہ ہے طولانی

یہ راز کبریا میرے چہپائے چہپ نہین سکتا
کہ ہے اون کرسیون مین ایک کرسی سب سے نورانی

اوسی کرسی پر اک اللہ اکبر عرش کا تارا
کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی

قطعہ

جو یا عباس کہکر مین اوٹھالون نیزۂ خامہ
جو کہکر یا علی مین کھینچ لون تیغ ثنا خوانی

ابھی تو مدح کے میدان مین گرتا ہے مرا جھنڈا
ابھی تو جھولتی ہے عرش سے تیغ زباندانی

ابھی احسنت گویان مرح سودا چونک اوٹھتی ہے
ابھی شاباش خوانان دوڑ آتا ہے خاقانی

ابھی منہہ چومتے ہین آکے جبرئیل امین میرا
کہ ہان اس منہہ سے نکلے نام عبد خاص یزدانی

امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
کہ جسکی ذات سے ہے عزت و نوابی و خانی

نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح
کہ جسکے آب و گل مین ہے قیام رکن ایمانی

قطعہ

سخی ایسا کبھی رہنے نہ پائے گا نہ ہین پیسا
جو کچھ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی

سبب یہ ہے علو مرتبت پر خاکساری ہے
بہلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی

بخیر انجام ہو گا اوسکا ہے نیت بخیر اوسکی
کہ الاعمال بالنیات دینی ایک مس یانی

یہ فکرین ہین وثیقے اور پنشن سب کی جاری ہون
گدا ہو گئے خدام و حقداران سلطانی

کہ سر رکھتے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہین رکھتے
برائے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

دیا دلوا دیا دینے کی راہین اوسنے بتلادین
کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگونکی تن آسانی

چھپا کر پردہ داروں کو دیا کیا پردہ پوشی ہے
خبر پہنچی نہ کانون کان دیکھو فیض پنہانی

زبان و چشم و عقل و دل پر اوسکے ختم ہے چارون
غدا گوئی خدا بینی خدا فہمی خدادانی

شب معراج موے سر ہین یا سر عرش آلہی ہے
رخ پر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی

عجب نام خدا ہے مد بسم اللہ ہر ابرو
وہ آنکھین چہرے پر قرآن مین ہین آیات قرآنی

کتاب شرع کہنا اوسکے رخسارے کو احسن ہے
کہ ہے ریش مبارک رحل قرآن مسلمانی

صراحی سے ہے حب علی کی گردن نازک
چھلکتی رہتی ہے جسمین شراب منقبت خوانی

غدیر خم کا میخانہ ہے سینہ خم ہے دل اوسکا
کہ ہے مہر علی مے جوش مے ہے جوش عرفانی

جو آتش چاہیئے ہو دین کی اوسکو حرارت ہے
رگون کی نل سے کہنچتی ہی شراب مہر عمرانی

وہی مے ہے کہ کہنچکر جمع ہوتی ہے پیالونمین
محرم مین جبھی ہوتی ہین آنکھین اوسکی طوفانی

غم شبیر کے نشاے مین یہ مدہوش ہوتا ہے
نہ آئے ہوش مین آنکھین نہ چھڑکین جبتلک پانی

کھلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہین کہتا
ہے اتنا صاف سینہ دیکھ لو اسرار پنہانی

ہلاے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کر ڈالا
ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی

وہ موتی رولتا ہے اور کیا کیا لعل اوگلتا ہے
جو باتین ہین دُر غلطان تو لب ہین لعل رمانی

جہان جس سے ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا ہے
نگاہ قہر اوسکی سرمہ و تیغ صفاہانی

عدو روباہ بازی کر کے اوس سے پیش کب پائے
کہ ہے ہر پیچ مین داماں دغا ہے شیر یزدانی

ہلال آسمان بنجائے نعل اشہب خامہ
ملادے عرش سے ڈانڈا مرا زور سخندانی

سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندہو نمین
فضاے لامکان ہو صفحہ کاغذ کی طولانی

وہ گھوڑے اوسکے ہین چالاک کچھہ ٹھہرین تو کچھ ٹھہرے
کسی شاعر سے بندہ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہین کہ جنسے نقرۂ مہتاب اغنی ہو
مثال ابلق ایام صورت اون کی نورانی

قدم کا وا اٹہرن میٹھی پویہ دوڑنا جمنا
ہین سب ابراہون مین ترکی اور تازی اوسکے لاثانی

کشادہ سینہ و سم پیش و پس بھاری کمر نازک
ذراسی تھوتنی چہوٹی کنوتی چوڑی پیشانی

بلا کا کپچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا
کرین خود اپنی دم سے اپنی چہرکی مگسرانی

وہ چوکنے اونہین ہے تازیانہ دم کا چہو جانا
کھڑک پتّے کی ہے اونکو کنوتی اونکی ہلجانی

قدمباز ایسے گویا زیر پا امواج دریائی
سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاے پیٹ کا پانی

اشارون پر چلا کرتے ہین وہ شایستہ گھوڑے ہین
کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی

طرارا بھر کے مار آتے ہین ٹاپین شیر گردون کو
نشان ہین اونکے سم کے یہ مہ و مہر درخشانی

مطلع

انہین آتش کے پرکالون مین ہے بجلی کی جولانی
ہوا چہوتی نہین ممکن ہے اونپر کب ہوا کہانی

سمجھکر موقلم کو تازیانہ صاف اوڑ جائین
مرقع مین اگر کھینچے اونہین بہزاد یا مانی

لآلی سخن بنجائین ہونٹھون پر دُر غلطان
کرین آقاے نعمت پیٹھ پر اونکی جو لسانی

کہین شیرین ادا سے میٹھے پوئی مین جو کرڑی ہون
یہ سب نقل کواکب لپکے ہون ریگ بیابانی

اشارون مین اڑین اوڑ کر کئی برجہون پہ جا اوترین
معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی

یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکہ
چڑہے اونپر جو کوئی اوڑ ہکر بارش مین بارانی

جو نکلے جیم منہہ سے چین مین تو لام لندن مین
سوارون سے ذرا چال کہکے دیکھے اونکی جولانی

خبر پیچھے پڑی رہتی ہے وہ آگے پونہچتے ہین
بنی ہے تاربرقی سے دم اونکی مین نے پہچانی

ہوا جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کوسون
وہ یونہین بگہیونکو کھینچ لیجائین بآسانی

کلین ہین یا کہ گھوڑے ریل ہے یا سیج گاڑی ہے
پری ہر باد پا ہے گہیان تخت سلیمانی

خداوندا یہ گھوڑے ہین زمین پر یا فرشتے ہین
آلہی بگہیان ہین یا سٹرک پر برف ثانی

سٹرک پر نعل سے رستے ہین آتش زیر پا گھوڑے
دخانی کشتیون کا بگھیون سے ہی جگر پانی

سوارون پر وہ سحبسر فیض وہ سر چشمہ ہمت
کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی

مطلع

گلے مل ملکے ہی اوسکے عدو کی دشمن جانی
کہ سر سہلاے بہیجا کہاے وہ تیغ صفاہانی

چم وخم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو اوسمین
کہ اوسپر اوڑکے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی

لہو پیتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے
مگر شیطان کی ہے آنت گویا اوسکی طولانی

وہ زخمی بھی اگر چھوڑے تو ہی اوسکی چمک قاتل
کہ جیسے چاندنی کہایں یہ پڑتی اوسکی ہوانی

کبھی وہ سان پر چڑہتی نہین کیا آبداری ہے
ہلال آسا نہ سیکھے آسمان پر گردشین کہانی

جہان گردن کشی دیکھی وہین طوق گریبان ہے
کیا جب سامنا جسنے وہین ہی جبین پیشانی

صراط حشر کا پل جو سنا ہوگا خم اوسکا ہے
بُری ہے آنچ ہے مار حمیم اوس تیغ کا پانی

وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ مین اوسکا
چمک ایسی چمک چار آئینے کو جس سے حیرانی

بڑی رنگین بیان ہی کیا ہی چلتی ہی زبان اُسکی
دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسانی

بڑی آتش زبان ہی منہہ سے اوسکے پہول جھڑتے ہین
لگائے آگ پانی مین وہ اوسکی شعلہ افشانی

برابر نصف کراتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین
پہر اسکو ایک منصف کی بغل مین پرورش پانی

وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے سر منفذ ہین عادل
مثال طاق کسری جھک گئے انصاف کے بانی

نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کی بازار کو گرمی
نہ بخل ایسا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی

نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائین سب لوگ کر
نہ اتنا غصہ جس سے خادمون کا ہو لہو پانی

نہ تار دنکی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب
نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آئی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنۂ محشر / نہ وہ بالا بلندی ہو جو سر باغ نادانی
نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو مذہبی جس سے / نہ وہ قلت نمایان جس سے کچھہ بھی سست ایمانی
غرض خیر الامور اوسط پہ ہے دار و مدار اوسکا / عدالت اسکو کہتے ہین پھر آگے قصۂ طولانی
عجائب فیض ہے اوسکا کہ ہین فیاض اٹھیکے تک / سمندر کیطرح نہرون پہ بھی ہے فرض لہرانی
ہم اوسکے فیض مین ڈوبے ہین کچھہ کہیئے تو کیا کہیئے / مگر امڈا ہے غم اتنا کہ ہم پر پھر گیا پانی
رخ و گیسو کے اب مضمون تلک ہمسے نہین بندھتے / کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پریشانی
یہ اوسکے بار منت مین دبے ہین ایک مدت سے / کہ سر اوٹھنا ہی مشکل ہے پھر آنکھین چار ہو جانی

خیر الامور اوسطہا ۱۲

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کیطرف سے ایسی نورانی / کہ پی آئی ہو زمزم کے کنوئین کا جسطرح پانی
اوٹھی کالی گھٹا یارب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ / گنہ دھو جائینگے اس ابر رحمت سے بآسانی
نہ کچھہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھہ مفتی کا دھڑکا ہے / برسنے مین نہ گھر سے نکلینگے وہ ظلم کے بانی
مچے ہر بونگ میخانے مین بگڑی او چھلے شیشے کی / اسی تنور سے اکبار گی محفل ہو طوفانی
لگائے تاک جھانک اسدرجہ ہر بدمست شیشے مین / نہ ہو پیر مغان سے دختر رز کی نگہبانی
کدھر ہے ساقی رنگین کدھر ہے مطرب سیمین / کہان ہے قوت جانی کہان ہے قوت روحانی
سنا دے قلقل مے چھیڑ دے طنبور کے پردے / کدھر ہے غیرت جم کسطرف ہے خسرو ثانی
قرابہ کھولدے مے کا سمان اکبا ندہ دیگا / ہے اک فیض کا دریا وہ کہ بہتا ہوا پانی
چڑہا دے آتشی عینک کہ مجھکو دور کی سوجھے / سنا دے راگ دیپک کا گلا ہو شمع نورانی
چڑہے ہے وہ قدر رنگ نشا کہ اوسکو حال آ جائی / بڑا اللہ والا ہے بڑا مجذوب حقانی
جسے جو کہہ یا منہ سے پھر اوسمین بل نہین پڑتا / کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی ثنا خوانی

کہ یارب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قایم | زمین پر جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی
ہواے نامیہ ہو نامیے سے رنگ و بو پیدا | جہانتک رنگ و بو ہو آب و رنگ روے بستانی
جہانتک بوے گل ہووے مشام فکر عطر افشان | جہانتک فکر سے گرماے بازار سخندانی
الٰہی ہو مرا ممدوح ممدوح جہان ہردم | کرے ہر ایک شاعر اوسکی مدحت مین سخن رانی
شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور | برنگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی
سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہو زمانے مین | الٰہی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی
خداوندا جہانتک ہون بخارات زمین پیدا | بخارات زمین سے ابر ہو اور ابر سے پانی
رہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یارب | رہے موجون سے جب تک روے سطح خاک طوفانی
رہے طوفان سے جب تک تلاطم بحر ہستی مین | تلاطم سے رہے جب تک بشر کو وہشت جانی
الٰہی اوسکے دشمن پر رہے بوچھار لعنت کی | رہے طوفان غم کی اسقدر اوسپر فراوانی
جو اوبھرے وہ تو اوسپر گر پڑے برق غضب یارب | جو ڈوبے پھر نہ اوبھرے اسقدر اوسپر پھرے پانی
گلِ عبّاس رکھا نام ہمنے اس قصیدے کا | کرین تا میرزا عباس حسن سنکر زرافشانی

تمت

قصیدہ کشت زعفران

درمدح جناب پنڈت شیونراین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر ضلع لکھنؤ

اِک منجم نے کہا اونتیسوین کو نا گہان
عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی یہان

خیر یہ مژدہ سنا جبدم تو سنکر وقت شام
دوڑے کوٹھے کی طرف ہم سب لگا کر نردبان

کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے مین گہر
تارے سب حباب تھے زینہ تہا خط کہکشان

ایک سطر شرح سے جیسے بہرے ہین السطور
اسطرح اوس نردبان مین جمع تھے خرد و کلان

یا فلک نے پاؤن لٹکائے اوترنے کے لئے
یا زمین نے ہاتھ پہیلا کے بسوے آسمان

یا اوٹھے گاو زمین کے سینگ و نون الحفیظ
یا جہکی ہین شاخہاے نور گردون الامان

یا منڈھے ہے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی
یا عروس شب نے زلفین اپنی چھوڑین تا میان

یا زمین پر جھک پڑے بیت المقدس کی منار
یا اوٹھے کعبے سے دو گلدستۂ بانگ اذان

یا چمن سے بڑہ چلے افلاک کو شمشاد و سرو
یا جہکی ہین سدرۂ و طوبیٰ کی نیچی ڈالیان

یا فلک نے شست ڈالی سوے ماہی زمین
یا زمین نے ماہ پر پھینکی کمند امتحان

یا شکنجے مین کھچی تکلیف ماہ صوم کی
اک مہینے سے کیا تہا بند اسنے آب و نان

الغرض جب چڑہ گئے کوٹھے پہ ہم سب روزہ دار
اور اکٹھا ہو گئے اُس چھت پہ سب پیر و جوان

کوئی عینک سے سوے مغرب لڑاتا تھا نظر
دوربین خادم سے اوٹھواتا تھا کوئی ناتوان

کوئی یونہیں ٹکٹکی مغرب کی جانب باندھتا
کوئی مٹھی آنکھ پر رکھکر بناتا دیدبان

کوئی کہتا تھا وہ کیا مینار پر نکلا ہلال
کوئی کسی سے سر ملاکر ہنسکے کہتا تھا کہان

کوئی مہتابی سے چلاتا تھا حضرت بندگی
کوئی کہتا تھا مبارک عید تمکو چاندخان

کوئی تارا دیکھکر اونگلی سے بتلاتا تھا چاند
کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ہان مین ہان

آنکھ ملکر کوئی کہتا تھا چکاچوند آ گئی
میری آنکھون کے تلے اوڑنے لگی ہین تتلیان

تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر الگ
اور کچھ ٹہلا کئے ہر سمت بالائے مکان

کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی دکھن طرف
کوئی پچھم مین شفق کا دیکھتا پھرتا سمان

میرے خادم کی نظر اوتر کی جانب جا پڑی
آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان

ابر سا چھاتا چلا آتا ہے اک خط سیاہ
جیسے لنڈہ کر دیئے کاغذ پہ سیاہی ہو روان

یا ہوا ہے موجزن دریائے نیل زنگبار
یا بخار بحر اسود چھا گیا تا آسمان

یا اوترتا ہے ہما روئے ہوا سے قاف پر
یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پرفشان

یا ہوا ہے کوہ تبت مشک افشان ہند پر
یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اوٹھا ہے دھوان

یا فلک مین لگ چلا ہے چاند کی صورت گہن
یا زحل کے شکل کالا ہو چلا ہے آسمان

دیکھکر یہ حال مجھسے میرے خادم نے کہا
کالی آندھی اوٹھی ہے کب تک ٹھہرنگا یہان

ڈانٹ کر مین نے کہا اوس سے تجھے کچھ عقل ہے
خیر ہی اندھیر ہے کرتا ہے کیون شور و فغان

نادہن کیون خاک اوڑاتا ہے یہ کیا سوجھی تجھے
آج کل جاڑے ہین جاڑون مین بھلا آندھی کہان

بڑھتے بڑھتے جب وہ خط وسط السما پر آ گیا
سن سناہٹ پھر تو اک ہونے لگی اوس سے عیان

رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہو گئی
شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف تھی قل قلان

غور سے دیکھا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندھی نہ ابر
آرہی تھین اک پرا باندھے ہوئے مرغابیان

بولے سب احباب کیا جاڑا پڑا کشمیر مین
مات سے جاڑے کے یہ اُدڑ آئین سو ہندوستان

سنکے یہ مرغابیون نے صورت کبک دری
مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کھولی زبان

آتے ہین کشمیر سے آقا سے نعمت ریل پر
ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مبارکبادیان

ذات عالی کیا ہے ابر فیض و فیض بیشمار
ریل کیا ہے اک نہنگ بحر بے پایان

ریل ہے تخت روان وہ شاہ تخت علم و فضل
ریل ہے تخت سلیمان وہ سلیمان جہان

ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگدیپ ہے
ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤس جنان

بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی ہی اسکے ساتھ
ریل سے رم ہمعدہ ہے جوڑلین تاریخدان

کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر
کیا تماشا ہے مسافر ساکن و منزل روان

ایک انجن کھینچ لے سب گاڑیون کو واہ وا
ایک رستم فتح کرلے ہفتخوان کا ہفتخوان

مرغ کہہ سکتے ہین لیکن مرغ آتشخوار ہے
کوہ کہہ سکتے ہین اسکو ہم مگر آتش فشان

ریل برج آتشی راکب ہے مہر برج عقل
ریل ہے خم فلاطون وہ فلاطون زمان

ریل اک حکم روان ہے وہ شہ رنگین ادا
ریل اک سرو خرامان ہے وہ رشک بوستان

ریل تو ہے لکۂ ابر اور وہ ہے برق حسن
ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہ آسمان

ریل ہے دیو پری پوش وہ پریخوان کمال
ریل سیمرغ دخانی ہے وہ رستم پہلوان

ریل ہے یا اک شب قدر اور تری ہی افلاک سے
اسکا راکب ہے کہ یارب **قدر** کا ہی قدردان

قدردان اہل معنے معنی اسرار علم
علم آموز فصاحت افصح ہندوستان

نام ڈپٹی **شیونراین** کام ہی نام آوری
نامدار و ناموز نام آور نام آوران

حاتم بزم سخاوت رستم میدان عزم
گاہ وقت انکسار و کوہ وقت امتحان

مطلع پرنور ایک ایسا پڑھون باآب وتاب
جس سے چمکے خود مثال کہکشان میری زبان

مطلع

ہونٹھ سی گوہر فشان ہے ہاتھ سے زرفشان
اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونون بحر و کان

یہ در دندان کی اوسکی دُرفشانی دیکھئے
گرتے گرتے ہون زمین پر آب گوہر کلّیان

فیض اوسکا اتنا جاری ہی جو دے سائل کو بھیک
کشتی درویش ہو سائل کے ہاتھون مین روان

کیون نہ چمکے اشرفی سے میل اوسکی ہاتھ کا
کیون نہو سکہ روان ہے ہاتھ اوسکے قدمونکا نشان

کوئی کیا جانے لب نازک ہین اوسکی سرخ کیون
تھا وہ بچپن سے زمانے مین غضب رنگین بیان

لب کے شیرینی سے تہا مشہور وہ شیرین سخن
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان

خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہو سایہ فگن
پیڑ چاندی کے اوگین یا کیمیا کی بوٹیان

عقل کی رو سے جو پوچھو عاقل ہفتاد سال
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوش نوجوان

دنکو دورے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان دیکھو وہان

شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو شغلہ
بال بنکر سر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان

صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خط شعاع
شام سے پہرتا ہے خامہ جیسے خط کہکشان

ابتدا و انتہا سے نثر ہے خامے کے ہاتھ
جیسے سبزے کے کنارے پر اوگی سرچیان

صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان

ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو مین باغ باغ
ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کیصورت خوش بیان

یہ بیان اللہ اکبر ایسی دہان تنگ پر
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے مین ہی دریا روان

اوٹھے دریاے مروت کا جو اک شمہ لکھون
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطب اللسان

رشتۂ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ
آدمیت آنکھہ مین آئی ہے بنکر پتلیان

مثل مژگان کوئی کیا استادگی اوس سے کرے
صورت ابرو جھکا رہتا ہے ہر دم ہر زمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر | تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان
گو کرے کوئی درشتی اوسکو ہے نرمی سی کام | یون ہے سب مین جسطرح بتیس دانتون مین زبان
سر سے لیکر پاؤن تک ہرگز نہین سختی کہین | یا الٰہی کیا گرے پڑی ہین بجاے استخوان
اوسکا رتبہ ہے بلند اوسپہ تواضع دیکھنا | ہر جگہہ سے وہ خمیدہ ہے مثالِ آسمان
جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہی اے شان خدا | ایک سے شخص آن واحد مین بنے پیر و جوان
قد بالا ہے الف جبدم جھکا نون ہو گیا | یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن
اس تواضع پر وہ رعب اوسکا جما ہے خلق مین | کوئی طرار اوسکے آگے جب دکھاے شوخیان
مثل شعلہ کانپ اوٹھے زبان آتشین | شمع سرکش کیطرح گو منہہ سے نکلی ہو زبان
دس زبانین مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہون | غنچہ سربستہ کیصورت ہون تالو مین نہان
نبض سے جنبش اوڑی بالکل رگ گل کیطرح | لالہ سان اکدم نہو تن مین لہو ہرگز روان
پتلیان ٹہر اگر آنکھون مین بنین کاجل کے داغ | رعب سے تارِ نظر جلکر اوڑے مثل دخان
آدمی تصویر بنجاے تو تصویر آئینہ | آئینہ پتھر ہو تو پتھر بسکتہ ہو خاک سان
ہو سکوت اسمین تو اوسمین صاف حیرانی نمود | اسکی قلعی کھولدے کھو دے سب اسکی سختیان

مطلع

مرحبا اے تاب روح ناتوان نیمجان | حبذا اے عیسی دردِ درونِ ناتوان
فکر روشن ہیری تیری بام شہرت کا قمر | ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان
ہاتھ تیرے دونون میرے قفل معنی کے کلید | کان تیرے دونون میری جوہراتی کی کان
طرہ گیسو ترا طرہ مری دستار کا | گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلفشان
تیرے وندان اس دل بیمار کو حب الشفا | تیرے لب اس ناتوان و زار کو یاقوتیان

تیری پیشانی کی چینین موج دریاے سخا
تیرے ابرو کشتی بحر سخاوت بیکران

تیری پتلی وقت مشکل پر غریبون کی سپر
تیری پلکین میرے دشمن کیلئے تیر و سنان

تیری آنکھین میری خاطر آہوِ دشت مراد
تیری نظرین میرے حق مین دو کمند امتنان

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابناے جنس
ہاتھ پہیلانا پڑے مجھکو نہ پیش ناکسان

بلکہ وہ خود ہاتھ پہیلائین تو دون نقد صلہ
بلکہ وہ خود آکے چلائین تو دون دفع ادفغان

روشنی پہیلے یہ میری وہ کرین کسب ضیا
مہر گردون مین بنون وہ لوگ ماہ آسمان

تیرے مداحون مین جب سے نام میرا درج ہے
شکرستان تو بنا مین طوطی ہندوستان

تو گلون کا رشک ہے مین بلبلون کا رشک ہون
تو جو ہے فخر امیران مین ہون فخر شاعران

تو ہے عادل کا عدیل اب مین ظہوری کا ظہور
تو اویس عہد ہی اب مین ہون سلمان زمان

جب برس پڑتا ہے تو اوسدم چمک اوٹھتا ہون مین
تو ہے اک ابر سخاوت مین ہون اک برق دمان

جس جگہہ تو گلفشان ہے ہم اوس جگہہ گلچین ہون مین
تو جہان ہی باغ نزہت مین وہان ہون باغبان

تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہین
جو تری طبع روان ہی وہ مری طبع روان

تیرا رخ پُر نور ہے میرا سخن مشہور ہے
تجھپر آنکھین پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھپر انگلیان

فیض ہین تیرے نہان سب آب گوہر کی طرح
سائلونکی شکل سے ہوجاتے ہین لیکن عیان

عیب ہین میرے گران سب کاغذ زر کی طرح
قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنج شایگان

جب تلک فیضون سے ہون ارباب حاجت فیضیاب
جب تلک عیبون سے ہون اہل معانی سرگران

جتنے تیرے دوست ہین حاجت رہے اونکی روا
جتنے تیرے ہین عدو پائین نہ عیبون سے امان

جتنے ہین احباب مین تجھکو دعائین رات دن
جتنے ہین اعدا وہ سنکر جل مرین ہر ہر زمان

بلکہ خود ہو دوستون کا فیض جاری اسقدر
بلکہ خود ہو دشمنون کا عیب اسدرجہ عیان

دوستونکی جو جو دشمن ہین وہ سب ہوجائین دوست
دشمنون کے دوست جو جو ہین وہ ہون سب خصم جان

دوست دشمن کا جو قصہ **قدر** سن پائی ذرا
دو ہی لفظونمین کرے بس ختم ساری داستان

زرد رو اعدا کو کردے خندہ رو احباب کو
نام رکھکر اس قصیدے کا وہ **کشت زعفران**

تمّت

قطعہ

جناب منشی عالی گہر جواہر لال
مین جس مکانمین رہتا ہون سنئیے اسکا حال

جو دنکو دہوپ سے ہر سیہ تو رات کو شبنم
یہ خشک و تر ہے مری جان کیلیئے جنجال

بہت ستایا ہی جس مین ہے اوسپہ بانس پڑے ہین
یقین ہے اوسے ماریگا آپکا اقبال

تمام بانسونکی خاطر کنووٗن مین بانس پڑے
مگر کسی نے نہ اک بانس کا کیا اقبال

سنا ہی آپکی تحصیل مین ہین بانس بہت
جہان سے گنج مین آئی وہان ہے ٹال کی ٹال

مجھے بہی دیجیئے او نمین سے اسی نو بانس
جو حکم ہوا ہی کٹ آئین کچہہ نہین ہے محال

جو کچہہ پڑیگی کٹائی ڈہلائی مین حاضر
قرار بر کف آزادگان نگیرد مال

برا جو مانو برا ماننے کی بات نہین
نہ آپ ہونگے امیر اسمین اور نہ مین کنگال

جواب دیگے نہ جبتک نہین ہے قدر کو چین
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

قطعہ

تو ہے وہ نخل سخاوت بہ باغ رحمت
تو ہے وہ میری دوا مرہم زخم دل ریش

کہ جو کانٹا بہی لگے میری تو ہو تجہکو کہٹک
کہ جو پہنچے مجہی کچہہ دکہہ بہی تو ہو تجہکو کلیش

تو موافق ہو تو کیا مجھسے مخالف کی چلے
تو جو سیدھا ہو تو کیا کر سکے چرخ بد کیش

دیگی عزت مجھے اسطرح کی ذلت مین نہ ڈال
نوش دیکر نہ لگا قہر کی زنبور کی نیش

میرے احوال سی کچھ پڑہکی اینٹھی ہے تباہ
دو تباہ ہونگا جو ہو ساتھ تباہی ہمیش

میرے دانتون تو نہ ٹوٹین گی یہ لوہے کی چنے
یہ سنا ہی کہ کہین جوڑ دے لوہے کو سریش

گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام
ہو نہین افلاس مین خوش تیری تصدق سے ہمیش

جو کہ مفلس نہین ہرگز نہین پورا شاعر
جو کہ قانع نہین ہرگز نہین کامل درویش

رقعۂ نکاح

عروس حمد کی برقع کشائے
ہے معشوق ازل کی رونمائی

کجا خامہ کجا وہ روے نیکو
برات عاشقان بر شاخ آہو

نقاب نعت الٹ کر دیکھئے خوب
کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب

دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خداے خویش دارم

پہر اوسکے خویش کا مدحت سرا ہون
علی نفس نبی ہے کیون بچا ہون

ملا ان دونون نے وہ غازہ دین
سے ہے روے فانکحوا ما طاب رنگین

ادہر اے ساقی رنگین ادا دیکھ
کنکھیون ہی سے اے ظالم ذرا دیکھ

نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے
قلم اپنا برانڈی کی قلم ہے

مرادین آج منھ مانگی ملی ہین
تراشش خامہ کی باچھین کھلی ہین

مری آنکھون کا تارا راحت جان
مرا نور نظر واجد علی خان

اوسیکی دہوم یہ ساری مچی ہے
مہ ذیقعدہ مین شادی رچی ہے

سنوارے گی جو گیسو گیارہوین شب
کرینگے رسم ساچق کا ادا سب

...ہی شب کو حنا بندی کرینگے
نئی چالون کی پابندی کرینگے

...بارہوین شب کا ستارا
تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

کہ خدمت ہو گی خاطر خواہ احباب | مری آنکھین ہین فرش راہ احباب

برات اوس رات کو ہے چشم بد دور | سپہر او سپر روشنی نور اعلیٰ نور

رہیگا ایسا ہر شب ناچ گانا ✣ | کہ گردش اپنی بھولے گا زمانا

ہوا ے وہ کریگی چرخ سائی | فلک کے منھہ پہ چھوٹے گی ہوائی

مہ شوال سے احباب کی دید | جو سب آجا یئن ہو گھر مین مرے عید

مرا یہ آپ کو لانا مبارک | مجھے یہ آپ کا آنا مبارک

مرے واجد علی کو یا الٰہی | مبارک تین دن کی بادشاہی

کہین روح الامین سدرہ سے آمین | بحق نون و صاد و قاف و یٰسین

رقعہ نکاح

عروس حمد یزدان جلوہ آراست | کہ نقد نعت احمد رونما خواست

بزلف نعت و انداز رسایش | علی شد بستۂ دام ہوایش

تبار نفس او دنیش نواگر | بعقد رشتہ اش پیوند حیدر

بیا ساقی بیا جوش نشاط است | بہاران فرش بزم انبساط است

بدہ جامی کہ بار آرد شگفتن ✣ | بود ہر غنچۂ دل صحن گلشن

چو موج قلقل از مینا ت خیزد | صفیر عندلیب از برگ ریزد

صدا ے خندہ ہا ے غنچۂ دل | مبارک باد گوید با عنادل

کہ ایدون از فروغ بخت بیدار | فلک را شد منور چشم دیدار

در تہنیت بروے خلق وا کرد | بلفظ بزم طوطی اسمش ادا کرد

بنہ ہرہ از زمین آواز دادند | کہ بزم کدخدائی ساز دادند

چہ طوبی است اختر رونق فزائی — فروغ شمع زیّنا السّمائے
فلک رازینت و ہجرت این ۹ نه — محمد ضا من اکبر طال عمرہ
ربیع الاخر دہم روز شنبه — برائے انجمن بست و ششم به
چو روز بند در برقع شام — نمایست و ہفتم جہرہ از بام
شب بزم مه و پروین ہمین است — ہمین است و شب تزئین ہمین است
تعالی الله چو انجم دوستانند — باوج فرقدان فرقم رسانند
بدنیا میرسد آدم به آدم — من و احباب و شور خیر مقدم

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان کہ ہر مصرع دو صد و پنجاہ و شش رکن دارد

المشہور بہ بحر طویل

سال نو کی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے ہے پرانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار یل ہے یہ بھی یار و نکی زٹل ہے یہ بھی اک اپنی چہل ہے نہ کہین جنگ و جدل ہے نہ کہین کوئی لڑائی وہ بکر کود مچائی ذری شست کار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رستم کا ہے دنگل کہین فوجون کی بند ہے دل کہین انسان کا جنگل کہین جنگل ہین سے منگل ابھی رن بول رہا تہا وہ کمر کہول رہا تہا وہ اسی رول رہا تہا یہ ادسے تول رہا تہا کیا سرکار نے داوا دیا گہوڑون کو جو کادا ہوا پریون کا جیلادا ہوا وحشت کا مداوا چلے بجلی سے جو لشکر وہین بورا یا مچھندر وہ گری سیب ٹپک کر ہوا **کابل** کا کچومر وہ جو بھیڑون کے نگہبان تھے میان **شیر علی خان** نرہا جب سر و سامان ہوئے بے دم ہی گریزان جو مزار آئے وہان سے تو وے مرگ نے جہانسے کہ دبے پاون جہان سے وگزر ہی گئے جان سے رہی **یعقوب علیخان** صفت یوسف کنعان وہہین تھے قیدی زندان ہوی چھٹکارے سے شادان گئی خود گندمک آخر

ہوے سرکار مین حاضر یہ بہی خیر اونکی تہی خاطر کہ وہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا دہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تہا
کابل اوسے قیمہ کیا بالکل جو اوسے مار ہی ڈالا تو حصار ایک تہا یالا اوسے کرکے تہ و بالا لیا مرنے
کا سبنہالا ہوئی سرکار بہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوارونکی جہا جہم وہ پیادون کی چھا چھم وہ پہاڑونکا
بیابان کہین جہاڑی کہین میدان کہین وہ سبز نیستان کہین وہ خار مغیلان کہین نالا کہین چقر
کہین بیہڑ کہین بنجر کہین روڑے کہین تہپر کہین ریتل کہین ٹھیکر کہین گہوڑون کی وہ پڑ پڑ کہین سیلاز نکی
وہ کہٹر کہٹر کہین توپونکی وہ گڑ گڑ کہین بندوقونکی تڑ تڑ کہین برچہونکا وہ خم دم کہین سنگین کی چم چم
کہین وردی کا وہ عالم کہین فوجونکی ہما ہم جو چلین تو بین دنادن جو کہچین تیغین زنازن ملی دن دن
سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تہمتن رہا گولی کا جو بلا کیا شیر دن نے وہ ہلا پہٹا رو باہون کا گلا ہوا میدان
مُجلا وہ بجی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ بجی نا سے حکومت وہ پڑا سکّہ دولت جو چمن ہو گیا
داغی تو ہوے خار وہ باغی چڑہے پہانسی پہ وہ طاغی چڑہے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹہٹک کر
گرے قدمون پہ لپک کر بجہی تقدیر چمک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ اودہر سے ہی شکایت تو ادہر سے
ہے ندامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابہی راے زنی تہی ابہی دونون مین بنی تہی
ابہی تو صلح ٹہنی تہی ابہی تو گاڑہی چہنی تہی بہی الفت کی تہی جو سر کہ ہوا کنجفہ ابتر ابہی تو تاج تہا سر پہ
ابہی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہین سر دہن یہی اس نا دکے ہین گن یہی اس چکّی کی ہے دہن کہ پسے گیہون مین
گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے بنے وہ زخم دل آلے کہ پڑے جان کے لالے
جو بڑے شیر دغا تہے جو بڑے مرد وغا تہے جو پٹھانون کے چچا تہے وہ گئے ہند کے ماتہے یہ ہے
حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی مہارت یہ ہے
حکمت کی سفارت یہ ہی حکمت کی لیاقت یہ ہی حکمت کی حکومت کو جی لارڈ لٹن کہے

مصرع دوم

اسطرف تو تہا یہ ڈنکا ادہر اک کالا بہجنگا وہ شرارت کا پتنگا وہی جنگلی بہلا چنگا وہی رہزن وہی ڈاکو
وہی یعنی شہ زولو وہی یعنی سیٹوایو وہ اوٹہا لو لو ہے لولو تو ہوا کیپ مین اک غل کہ ہے
سیمرغ کا جنگل وہ دبا رستم زابل وہ مٹا شہرۂ کابل نہ پٹہانونکی پٹہانی نہ جوانون کی جوانی جو کمانین ہون
کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابہی سر جوڑ دے سبکا ابہی سر پہوڑ دے سبکا ابہی منہہ موڑ دے سبکا
ابہی دم توڑ دے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہزن غدار بڑا دیو سیہ کار بڑی اسکی ہے پہنکار بڑا قہر کا
قلزم ہے بڑی سونڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے بہی دم سم یہ جو میدان مین
آگئے تو بڑی دہند مچا لے ابہی رن سر پہ اوٹہا لے ابہی دہنکار سے چہا لے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
سے چڑہائی ٹہنی اک بہاری لڑائی لہو کی ندی بہائی چہٹے تیر دن کے سپنولے بڑے بس فوج مین گہولے
چلے توپون سے وہ گولے کہ پڑے کہیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدراہی غضب
چار دنطرف چہائی یہ شہزادے پہ رخ لاے کہ دنیا سے سدہارے وہ گئے کیپ مین مارے ہوے
مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے گئے اون زولوؤن نے وار چلے جب وہ جفا کار بڑے ہے یہان سے
بہی جرار چلے خوب ہی تلوار کمانون کا کڑکنا وہ جوانون کا لپکنا وہ فتیلون کا بہڑکنا وہ ذبیحون کا سسکنا
ہوا ہنگامۂ محشر جو تلا حملے پہ لشکر وہ چلی قہر کی صرصر وہ اوٹہی آندہی برابر کہ وہ دن ہوگیا کالا ہوا میدان
تہ و بالا جو کابڑہ کے رسالا ہوا کیا راوجالا تو عجب رنگ دکہایا کہ سبے میدان صفایا سیٹوایو پکڑ آیا
اوسے محبوس بنایا تو گرجنے لگے طنبور ہوے کیپ پہ منصور وہی عیش کا مذکور وہی جشن بدستور
ہوا صاف وہ میدان زہی اقبال زہے شان کہ ہوئی فتح نمایان ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
دم تو اوٹہا غلغلہ پیہم مچی رہا مین بہی گہم گہم کہ وہانکا شہ اظلم بہی لگا سر ہے اوٹہانے وہ لگا سونڈ

ہلانے جو ہین خویش اور بیگانے وہ لگائے ہین ٹھکانے یہ خبر سُنکے ستم کی کہ گھٹا چہائی ہے غم کی اودہر اک برق بہی چمکی ہوئی سرکار سے دہمکی یونہین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتاشا یونہین بخوف دستحا شا ہوا ناگونکا تماشا یونہین پونا کی بغاوت یونہین ہسپانیا کی شکایت یونہین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو منہ کی بن آئی جو ٹکے سیر مٹھائی تو ٹکے سیر گھٹائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہین **کشمیری** ٹر ہی ہے کہین تل چار دہری ہے ابھی ٹکسونکی پڑی ہے کہ نئی ڈہول جڑی اڈتے ہین میان ٹکس غضب کے بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے ہے چو ہے نئے ڈہب کے یہ لگائے گئے دیکھے ہمین کیا دیکا دبائے ہمین کیا ٹکس دہرائے کہ ادہر چار کمائے تو ادہر آٹھ اڑائے ہمین کیونکر ہو وہی نہ رباعی نہ خماسی کہ حقیقت ہے ذرا سی کبھی بجتی نہین باسی نہ کبھی رنج و محن ہے نہ تو ماتھے پہ شکن ہے وہی دل اپنا مگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی ہنسنے کی ستین ہین وہی پہر اوڑتی چھتین ہین وہی چکھنے کی دہتین ہین وہی پینے کی لتین ہین وہی پہر کیفیتین ہین وہی رندونکی گتین ہین وہی پہر تہنیتین ہین کہ خوشی ہے بڑے دن کی ✦

تر بھنگی چھند

ہے ابر پہ جوبن نکھرا گلشن اترا دکھن کہجلی بن
سورونکی وہ کوکین نندنہ چوکین خغن تہوکین دل ہو مگن
بجلی کی چمک ہے گل کی مہک ہے دلکی لپک ہے پیاو من
پہولو نیہ وہ بلبل سرو پہ صلصل عشقہ و سنبل دو لہادو لہن

کوئل کی صدائین ٹھنڈی ہوائین اودی گھٹائین ہین تہاتین
بجلی کے جگر کو نور قمر کو موج گہر کو تڑپاتین
وہ نور کی نہرین نہر کی لہرین نیچ نطم ٹھہرین بہجاتین
سبزہ کی لہک پہ گل کی مہک پہ حورین فلک پہ شرماتین

حیران ہین مالی جا نہین خالی ایسی جمالی ہریالی
تاکونکا خم و چم مستونکا عالم شاخ ہے پیہم متوالی
گو چھنٹ بہی چکی ہے ٹریہ رکی ہے اسپی جھکی ہے ڈالی
سب پہول جو کہل گئے ہیں ٹرپے بل کر پتون نے ملکر دی تالی

وہ رندونکی میلے مستونکی ریلے میلے ٹھیلے البیلے
وہ اونچی دکانین نیچی تانین کہتی ہین جانین دل لیلے

وہ ناز کا لہنا گردہی رہنا بنکے یہ کہنا غم جہیلے
وہ گال گل تر صدقے ہو جن پر لب کے مگر بوسے لے

آباد دکان ہے پیر مغان ہی ایکسان ہی سامان ہے
مستونکی وہ ہو حق غم نہین مطلق جان ہی مشفق جانان ہے
رندونکا چلن ہے شیشہ بگن قہقہہ زن ہی خندان ہے
گو مے نہین باقی یہ مشتاق کہتا ہی ساقی ہان ہان

ساقی ہی نرالا بہولا بہالا آنکھہ پیالا متوالا
ساقی ہے بلا کا دل ہی کوتا کا مارا ادا کا اک بہالا
ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا مے سی ہے سا یار خ لالا
ساقی ہی غضب کا پیار کے وہب کا وعدہ تہا کب کا کیا ٹالا

رفتار بلا ہی فتنہ بپا ہے غل یہ مچا ہے لینا ہے
پگڑی جو سنبہالی ٹر کے وچہالی بجتی ہی تالی بہاگا ہے
واعظ کی خرابی ملکے کبابی آئے شرابی دنگا ہے
ہتہہ پہیری ہور ندو جو ہو وہ ہو شیخ کا ابتو دورا ہے

ہی شیخ ہمارا آنکھون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
شاعر ہی ستم کا لاکھو نیہ جہپکا اسکا ڈہمکا دل ہارا
پر کالہ آفت برج لطافت نو ظرافت سیارا
غشی ہی بلا کا بتلا ادا کا اوسنے یہ تاکا وہ مارا

جوبن وہ قلم کے داہن مکی فقرے ستم کے کیا چمکے
جب ناز کی ادائین باندہی ہین ہوائین برسین گہٹائین تہم تہمکے
رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل یہ ہین قطرے شبنم کے
ہونٹھ اپنے جو کہولے طوطی بولے موتی رولے عالم کے

عالم ہی یہ ہی جوبن بدلی ہی چیتون گلشن گلشن سرو سمن
پہر سال نو آیا مژدہ لایا اپنا پرایا دل ہی مگن
لو تیرہ صدی کا ختم ہی دورا دور نے بدلا تازہ چلن
یہ حال ہی انکا عہد ہی کن کا نام ہی جن کا لارڈ رپن

کسری کی نشانی عدل کی بانی فیض رسانی لاثانی
ہین امر نکے جو نائب لائق حضا خاص مصاحب یکجانی
بخشش مین ہین حاتم دہاک مین رستم مشکل عالم ہی بانی
راضی ہی رعیت واہ ری حکمت بعض حکومت پہچانی

قانون بنایا خوش ہو پرایا دخل رعایا فرمایا
اخبارون کو شادی دی آزادی سب نے دعا دی وہ پایا
بیدخلی کیسی کہیت رہیگی سب کو یعنی چمکایا
کہتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم محکم اب آیا

شادی ہی نمایان خوش ہین سب انسان شکر یزدان ہے ہر آن
وہ دونون داور مہر منور ماہ انور تازہ روان
پہر ملک دوہ کا بخت ہی چمکا کیسا ستارا ہی تابان
دربار مین بیٹہے ملکہ ایسے سب کے نصیبے چمکے یہان

۱۴ جو پیر و جوان ہے، تازہ روان ہے طرفہ سمان ہے نازان ہے — آباد ہے عالم خلق ہے بے غم عیش کا ہر دم سامان ہے
حاکم کی مدد ہے لطف صمد ہے کچھ بھی حد ہے پایان ہے — کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرا بستان ہے

۱۵ جے جے یہ دل آرا سب کا سہارا آنکھوں کا تارا ہے پیارا — جے جے ہے یہ عادل حاکم کامل اسکا مقابل کیا یارا
جے جے ہے یہ داور اسکے برابر کب ہے سکندر یا دارا — جے جے یہ تماشا دیکھو دورا تا بت نکلا سیارا

قطعہ در رفع اعتراض شعر حافظ شیراز

نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین — بدین فروغ گہر بارد از سحاب کجا
صلاح کار کجا و من خراب کجا — ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
فتادہ عقدہ در اندیشہ خردہ گیرا نرا — ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا
کہ یک روے متحرک دگر روے ساکن — خطاست بہر خطا حکم از کتاب کجا
غلو اگرچہ بود عیب مر قوافے را — تراست پایہ این مایہ احتساب کجا
مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن — نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا
بسوے عیب چو شاعر کند اشارۂ نغز — بنزد عقل بود در خور عتاب کجا
نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد — صلاح کار کجا و من خراب کجا
سپس ز نفس خطا تازہ کرد عذر خطا — ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف — اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا

مثنوی کلیلہ دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نبی
واعظ دین رفیع قزوینی

وعظ مین اک کتاب کہہ جو چکا
جا بجا اوسکا ہوگیا شہرا

گرم بازار پند ہوتا تھا
جو اوسی سنتا تھا وہ روتا تھا

ہو رہے تھے بلند آوازے
کھل گئے تھے جنان کے دروازے

تھے خریدار سب امیر و فقیر
جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر

آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
غور سے دیکھے اوسکے سب ابواب

ہوگیا صاف تارک الدنیا
بند کی آنکھہ کھل گیا پردا

کنجی ہاتھہ آگئی خموشی کی
گنج و ثروت سے چشم پوشی کی

ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ
گنج پونہچا بسوے ویرانہ

ایک دن اوسکے دل مین آیا خیال
چلکے دیکھہ آئے رفیع کا حال

کہ مصنف پہ بھی اثر کچھہ ہے
لون خبر مین وہ باخبر کچھہ ہے

آیا قزوین مین جب رفیع کے گھر
دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر

دہوم ہے اوسکے گھر امیری کی
کہین بوتک نہین فقیری کی

گھوڑے باندھے ہین میخ زرین مین
خود ہے بزم بہشت آئین مین

دیکھکر اوسکا روپ چکرایا
جا کے واعظ کے پاس فرمایا

خوب دہوکا دیا قصور معاف
اب کھلے آپکے تمام اوصاف

چاندی سونے کی میخین واہ جی واہ
مرحبا مرحبا جزاک اللہ

کوئی باتون مین سلطنت چہوڑے کوئی سونے مین لادلی گہوڑے

سنکے واعظ فسیح تاڑ گیا بولا اے تاجدار ملک حیا

میخ زرین بگل زدم نہ بدل ساری دولت گئی ہی خاک مین مل

کہکے کرتا اوٹھا یا ململ کا ٹاٹ کا انگرکہا نکل آیا

آئے گہر مین جو وہ خدا کے شیر ایک بدہنا تہا یا کتب کا ڈہیر

بولا اتنا ہمارے واسطے ہے اور جو ہے تمہارے واسطے ہے

نہ مرے فعل مین خلل کرو تم میرے اقوال پر عمل کرو تم

پہر یہ واعظ نے پند فرمائی کہ یہ لو اک مثال یاد آئی

اک مسافر بہٹک گیا رستہ کوہ و صحرا مین ہوگیا خستہ

ایک انسان اور ویرانہ جس سے سبزہ تلک تہا بیگانہ

جہاڑی جہوڑی ہوئین چٹانین صاف سنگ مرمر کے طور سے شفاف

کہین جادے کا تہا نہ نام و نشان جسطرح چاندنی مین کاہکشان

نقش پا کے نشان زمین سی گم جسطرح دہوپ مین نہون انجم

کہین پتا جہان کہڑکتا تہا یہ اودہر کی طرف لپکتا تہا

اوس سے وحش وطیور بہاگتے تہے خضر بہی دور دور بہاگتے تہے

جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا اوسطرف دوڑ کر پکار اوٹھا

گاہ ادہر دوڑا گہ اودہر دوڑا جان پر کہیلا کوہ پہ دوڑا

جا کے پونہچا جو بر سر الوند ہوگیا ساز گار بخت بلند

کی صبا نے جو بادپیمائی اک طرف سے صدا اسے سگ آئی

اوسی آواز پر چلا درویش | پیچھے یہ تہا صدا تہی پیشا پیش
کوہ سے صورت صدا نکلا | دشت سے صورت ہوا نکلا
تیز جاتا تھا اسطرح دلگیر | جیسے چھوٹے کڑی کمان سے تیر
جاتے جاتے یہ گاؤن مین پوہنچا | بھونکتا تہا جہان وہی کتا
ہوا کتے سے جبکہ گاون نمود | گاون سے پائی منزل مقصود
دیکھہ اے شاہ جاے عبرت ہے | ارے بدراہ جاے عبرت ہے
ایک کتے نے دیکھہ آخر کو | کیسا پوہنچا دیا مسافر کو
نہوا پاک وہ سگ ناپاک | لیکن اسکا ہوا بھیڑا پاک
تو بہی سنکر مری صدا پوہنچا | ٹھیک منزل پہ اپنی جا پوہنچا
تجھکو کیا مین کوئی ہون کتا کس | بر رسولان بلاغ باشد و بس
دیکھہ اے قدر ابتو آنکھین کھول | سر سے کھیل اور اپنے منہہ سے بول
صاف ظاہر پرست دنیا ہے | کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے
دل کا احوال تجھکو کیا معلوم | کسکا کیا رنگ ہے خدا معلوم
کیون کسی کو برا بہلا جانے | کون کس دہن مین ہے خدا جانے
حال دل کا سمجھنا ہے دشوار | محتسب را درون خانہ چہ کار

قطعہ درسپارش محمد یسین بخدمت مہراج نراین تحصیلدار ہردوئی

اے قبلۂ حاجت مرے مہراج نراین | اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت
دیدار ترا جلوۂ گل چال بہار سے | رخ پہول سے ہے لب غنچہ ہے شمشاد ہے قامت

محراب ہے ابرو تو جماعت صف مژگان
پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی امامت

اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان
بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت

باتون ہی کرین زندہ اشارون ہی جلائین
ہے تیرے لب و چشم مین اعجاز و کرامت

سیراب ہین فیضون سے ترے خضر و مسیحا
یہ دونون مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت

انصاف ہے اس فیض پہ نادم رہون مین
یسین سے تا مرگ رہے مجھکو ندامت

اب تک نہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا نوکر
کھو دیجے اب اسکے نصیبونکی بھی شامت

سب ہنستے ہین مجھپر کہ عجب کی تھی سفارش
مین آپکا کہلا کے سہون ایسی ملامت

اے قدر یہ کیا بکتا ہے بکنے ہی دے سبکو
لاحول ولا کھوئی گئی تیری بھی کیا مت

کردیگا اگر عین عنایت سے اشارہ
یسین کو ہوگی کسی عہدے پہ اقامت

دیتا ہون دعا تمکو یہ ہے میرا طریقہ
محسن کی پرستش ہے شب و روز مرامت

جب تک کہ ہی عالم رہے اقبال پہ عالم
جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا مین سلامت

مثنوی ناتمام ترجمۂ نثر کلیلہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل و انقلاب

ہان فلاطون خامہ آئے وہ جوش
اوڑے خم دوات کا سرپوش

جوش وٹھے سیاہ مستی کا
بادہ اوبلے سخن پرستی کا

صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب
نقل ہون نقطے میکدہ ہو کتاب

جو سنے سنکے مست ہوجائے
پست ہر خود پرست ہوجائے

چوب چینی بنے نہال سخن
مے کہنہ ہو داستان کہن

ایسی اک شاخ داستان پہوٹے — بے زبانون کی بہی زبان پہوٹے

شوق دلواے سبکو القصّہ — اب سناتا ہون بر محل قصّہ

پاس کسری کے اک برہمن تہا — جسکا ہندوستان ہین مسکن تہا

بزم افروز و بذلہ گوے و ندیم — حکمت اندوز و نیکخوے و حکیم

ایک دن آیا جب وہ فرزانا — پوچہا نوشیروان نے اے دانا

لوگ یونان ہین کرتے ہین مذکور — ہند ہین چند کوہ ہین مشہور

اونہین ایسی دوائین بوتے ہین — جس سے مردے بہی زندہ ہوتے ہین

اے برہمن تو ایسی چالین چل — ہاتہہ آئین مری وہ امرت پہل

ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی — لوگ بٹتے ہین ہول کی رسّی

نہ کہین کوہ ہے نہ اوسمین دوا — نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا

ہندیون کا یہ زہر بویا ہے — اسمین اک تہ کی بات گویا ہے

اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور — لفظ بیشک یہی ہین معنی اور

کوہ سمجہے ہین جنکو لوگ وہان — ہین وہ فرزانگان ہندوستان

اونکی باتین ہین ساری کام روا — لوگ سمجہے ہین جنکا نام دوا

جو کہ ہین بیوقوف و جاہل لوگ — کہتے ہین مردہ اونکو کامل لوگ

باتین سنکے جب وہ ہوش ہین آئے — نوشدارو سے مردے ہوش ہین آئے

سبکے سب وہ پڑی تہی فانی سے — جی اوٹہے آب زندگانی سے

یہی باتین اونہین دوا ٹہہرین — موج سرچشمۂ بقا ٹہہرین

الغرض سب ملکے کاردانون نے — عقلمندون نے خوش بیانون نے

ایسی چن چنکے چیدہ باتین تمام — رکہدیا ہے کلیلہ دمنہ نام

ہے وہ زیب خزینۂ شاہان — ہوا و نہین سے اگر کوئی خواہان

تو وہ مخفی خزینہ ہاتہہ سے لگے — حکمتون کا سفینہ ہاتہہ لگے

جب یہ نوشیروان کے کان پڑے — جان مین اوسکی تازہ جان پڑے

ایک برزویہ تہا طبیب وہان — تہا جہان گرد اور چیدہ جوان

دئے اوسکو ہزار ہا توڑے — تاکہ وہ رشتۂ وطن توڑے

سوے ہندوستان چلا جائے — جانب بوستان صبا جائے

چلتا پہرتا ابہی نظر آئے — اور لیکر کتاب گہر آئے

بس چلا سوے ہند وہ رہگیر — جیسے چہوٹے کڑی کمان سے تیر

نظر و برق و تیر و آہ بنا — صرصر و فکر و موج و ماہ بنا

ملک ایران کجا کجا پونہچا — ملک ہندوستان مین آ پونہچا

آیا وہ شوق کامرانی مین — راے رایان کی راج دہانی مین

راے پرتاب چند صاحب فوج — راے رایان شہنشۂ قنوج

اوسکی بستی مین آکے برزویہ — شہر مین کچہہ پہرا کے برزویہ

اک برہمن سے گٹھہ گیا فی الحال — راے ہندی کے تہا جو ناک کا بال

دیکہا برزویہ کا جو علم و ہنر — برہمن نے بٹہایا آنکہون پر

گو برہمن نے گرمجوشی کی — پر بہت اسنے رازپوشی کی

خوب نظرون مین جب وہ سے تولا — ایک دن ہنستے ہنستے یون بولا

بے زبانون سے جب زبان لڑی — سر مخفی سے میرا دہیان لڑی

اوسکی مجھکو تلاش وافی ہے
عاقلون کو اشارہ کافی ہے

وہ برہمن اوچھل پڑا فی الفور
ہنسکے بولا ادہر بھی کرنا غور

ہمسے اوڑتے ہو تا اوڑاؤ مال
گنج حکمت کو تم کرو پامال

سلطنت کا چراغ لیجاؤ
مفت مین سبکو داغ دیجاؤ

ہمکو یون سبز باغ دکھلاکر
اپنے منشہ سے ہو سرخرو جاکر

تم بڑے پختہ کار ہو صاحب
تم بڑے ہوشیار ہو صاحب

اُف رے دانا یہ تیری دانائی
بلبے یہ عقل کی توانائی

جو کہ ہو عقلمند پہچانے
مرد دانا کو آٹھ باتون سے

بردباری[1] و خویشتن داری[2] ؛
اور فرمان[3] بری سلاطین کی

اور تشخیص[4] محرم اسرار
پوشش[5] راز ہائے ہر کردار

اہل[6] دربار کی رضا جوئی
بیٹھکر[7] محفلون مین کم گوئی

کچھ[8] نہ کہنا بغیر پرسش کے
یہی آٹھون ہین تمغے دانش کے

خصلتین یہ عجب ہین برزویہ
تجھ مین آٹھون یہ سب ہین برزویہ

ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے
دل و دین جان و جسم دے ڈالے

اسلئے مجھکو تیرا فرمانا
چاہیئے آنکھون سے بجالانا

کسطرح صاف دون جواب تجھے
بیچ کر جان دون کتاب تجھے

بولا برزویہ تجھپہ جان فدا
شکر تیرا نہ مجھسے ہوگا ادا

سچ ہے جھوٹا نہین ہے قول کبار
خاک از تودۂ کلان بردار

الغرض وہ کتاب لاثانی
دی برہمن نے اوسکو پنہانی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب ‌ ‌ ‌ نقل کر کے گیا وطن کو شتاب

جو مین بہر آب رفتہ آ پونہچا ‌ ‌ ‌ بحر الفت کا آشنا پونہچا

عقل آئی دماغ ایران مین ‌ ‌ ‌ نور آیا چراغ ایران مین

آئی کنعان مین بوے پیراہن ‌ ‌ ‌ پھر بہار آئی جانب گلشن

ہوئی سرسبز کشت ایرانی ‌ ‌ ‌ سوکھے دہانون پہ پڑگیا پانی

ہوا انبوہ خاص و عام سے جشن ‌ ‌ ‌ کیا کسری نے دہوم دہام سے جشن

لیکے اوٹھا کتاب برزویہ ‌ ‌ ‌ پڑھ گیا سارے باب برزویہ

اوٹھی اک واہ واہ تا بفلک ‌ ‌ ‌ اوڑ گئی آسمان کی چہت تک

لیگیا شاہ اوسے خزانے مین ‌ ‌ ‌ کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے مین

بولا برزویہ مال ہے کیا مال ‌ ‌ ‌ مین جو مانگون نہ رد ہو میرا سوال

ذکر میرا بھی اس کتاب مین ہو ‌ ‌ ‌ تا رہون یاد اہل عالم کو

کہا شہ نے کر دن مین شاد تجھے ‌ ‌ ‌ تیری منہہ مانگی دون مراد تجھے

پھر بحکم شہ سخی و کریم ‌ ‌ ‌ لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم

پہلوی مین لکھی تمام کتاب ‌ ‌ ‌ اوسمین ٹھہرائے اوسنے سولہ باب

ق

سولہون اس حساب سے لکھے ‌ ‌ ‌ دس تو اصلی کتاب سے لکھے

اور چھہ خود بڑہا دئے اوسنے ‌ ‌ ‌ دو اوائل کے چار اواخر کے

عہد نوشیروان سے ایران مین ‌ ‌ ‌ اسکو رکھتے تھے گنج پنہان مین

سب ملوک عجم نے حرمت کی ‌ ‌ ‌ یعنی اسکی بہت حفاظت کی

یہ سفینہ عجب سفینہ تھا ‌ ‌ ‌ بادشاہون کا علم سینہ تھا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور ۔۔۔ سب مین تہا جو دانائی مشہور

اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا ۔۔۔ بو الحسن جو بن المقفع تہا

کہ لکھے پہلوی سے تازی مین ۔۔۔ ہو وہ مصروف سحر سازی مین

عربی کا جو چل گیا پہلو ۔۔۔ پہلوی کا بدل گیا پہلو

پہر بحکم نصیر سامانی ۔۔۔ فارسی ہو گئی بہ آسانی

رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم ۔۔۔ فارسی مین کیا اوسے منظوم

ہوا بہرام غزنوی پیدا ۔۔۔ جو کہ مسعود شہ کا لڑکا تہا

اوسکا دیوان تہا ایک صاحب جاہ ۔۔۔ بو المعالی ونام نصر اللہ

اوسکو بہرام نے بلا کے کہا ۔۔۔ اپنے جوہر دکہا دے اے دانا

عربی کی کلیلہ دمنہ سے ۔۔۔ جو لکھی ہے بن المقفع نے

ترجمہ کرکے فارسی مین دکہا ۔۔۔ ماہ نخشب اس آرسی مین دکہا

الغرض حکم وہ بجا لایا ۔۔۔ فارسی مین اوسے بنا لایا

عربی شعر اوسمین داخل تھے ۔۔۔ اور الفاظ سخت و مشکل تھے

پس بحکم امیر شیخم سہیل ۔۔۔ تہا سہولت سے جسکے طبع کو میل

نسخہ پورا حسین واعظ نے ۔۔۔ چہانٹا ملا حسین واعظ نے

کیا ہی لکہی عبارت اوسکی سلیس ۔۔۔ نظم عمدہ تمام نثر نفیس ✦

کم کئے اوسنے اولین دو باب ۔۔۔ چمکے انوار نجم بخت کتاب

پہر بحکم جلال دین اکبر ۔۔۔ شاہ دہلی و معدلت گستر

لکہہ کے لایا زروے استادی ۔۔۔ شیخ ابو الفضل اکبر آبادی

سولهون باب اوسمین لکهے تمام / اور رکها عیار دانش نام

اب اوسے نظم کرکے اردو مین / کیا مچائین هین قدرذهومین

سولهون باب اس مین هین منظوم / رہے قایم جهان مین یاقیوم

فتح الابواب

باب اوّل مین هوگئی ترقیم / گفتگوے بزرجمهر حکیم

باب ثانی مین حال برزویه / اور سب قیل و قال برزویه

باب ثالث لکها اس آئین کا / که نه سنئے سخن سخن چین کا ✣

باب چارم سزاے بدکاران / هے مناسب براے بدکاران

باب پنجم مین فایدے وه لکهے / دوستون کے جو یکدلی مین تهے

اور باب ششم مین دی یه خبر / نه فریب عدو سے رهیئے نڈر

باب هفتم مین ذکر بے خبران / پهر هے مقصد طلب کا کسل بیان

باب هشتم مین شر شتابی کا / اور انجام اس خرابی کا

هے نوین باب مین که دوراندیش / کسطرح دشمنون سے پائے پیش

باب دسوان هے کینه ور کا ذکر / نه خوشامد پر انکی هو بے فکر

گیارهوان باب عفو عصیان مین / که جو داخل هے رسم شاهان مین

بارهوین باب مین یه هی مذکور / هے خبر او سزاے کار ضرور

تیرهوان باب حرص و آز مین هے / اور افزون طلب کے راز مین هے

چودهوان باب حلم شاهان مین / هے گرانباری نمایان مین

باب پندرهوان بیوفا سی گریز / ان سے اور انکی باتون سے پرهیز

سولھوین باب مین یہی ہے خبر ۔ دور گردون پر التفات نکر

باب اوّل سخنان بزرگ مہر بزبان بزرگ مہر

درج دانا دلے کا در یتیم ۔ کون یعنے بزرجمہر حکیم

یون پروتا ہے دُر سلک سخن ۔ یون روان کر رہا ہے کلک سخن

کہ زبانون مین بے زبانون کی ۔ ہندیون نے کتاب ایک لکھی

نام جسکا ہے کرتک ودمنک ۔ اوسمین دس باب سب ہین آخر تک

دل لگی مین ملائی حکمت وپند ۔ تلخ دارو مین جیسے شکر وقند

خرد سالون کو تا گوارا ہو ۔ کھیل مین یاد نسخہ سارا ہو

اور جب اونکو فہم کامل ہو ۔ تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو

جیسے کوئی خزانہ دفن کرے ۔ اور پھر بعد ایک مدت کے

اوسکے لڑکے کے ہاتھہ مین پڑ جائے ۔ مدۃ العمر مفتخر چین اوڑاے

ہے غرض یہ کتاب اعجوبہ ۔ طالبان سخن کے مطلوبہ

پر ہے اسکے مطالعے مین شرط ۔ کرے معنی مین اسکے غور بہ فرط

بحر دانش مین خوب ہوے غواص ۔ تا ملے گوہر معانی خاص

نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے ۔ گھانس سی کاٹتا چلا جاے

پڑہے جانے نہ سمجھے یا سمجھے ۔ ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

پڑھے بے سمجھے اوسکو جو بیعقل ۔ اصل ہے اوسکے واسطے یہ نقل

حکایت

قول سعدی سے ایکدن بے رنج ۔ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

دل مین سوچا جو آپ اوٹھاؤن مین — عمر اتنی کہان سے پاؤن مین

شہر سے لاکے بار برداری — لیچلون دولت اپنے گھر ساری

نہین بہتر جو بار رہا لیجاؤن — دفعتہً سب کے سب اوٹھا لیجاون

چند حمال ایسے لے آیا — جنکا گھر کھوج جانتا ہی نہ تھا

سب خزانہ لدا دیا اون پر — تاکہ پونہچائین جاکے میرے گھر

آپ پیچھے ٹھٹک رہا احمق — تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق

اوسکی نظرون سے ہوگئے جب دور — لے اوڑے اپنے اپنے گھر مزدور

دیر کے بعد وہ بھی گھر آیا — اوسکو گھر مین نہ زر نظر آیا

کف افسوس ملکے کہتا تھا — اوڑگئی ہاے سونے کی چڑیا

اوسنے عجلت جو کے بنادانی — رہگئی مفت کی پشیمانی

اصل ہر چیز کا سمجھنا ہے — ورنہ رٹنے مین فایدہ کیا ہے

ایسا رٹنا حمق نہایت ہے — سنیئے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ سمائی ذہن — کہ کرے فارسی مین طرز سخن

ایک فاضل سے اوس سے الفت تھی — ایک تختی اوسے سنہری سی

کہ مجھے فارسی زبان لکھدے — لکھدے اے میرے مہربان لکھدے

جب کہ تختی پہ لکھ چکا فاضل — گھر اوٹھا لایا اپنے وہ جاہل

دیکھا کرتا تھا جب نہ تب تختی — سوچا مین پڑھ گیا یہ سب تختی

چاہیئے مجھکو مرحبا کہنا — اب مری فارسی کا کیا کہنا

ایکدن فارسی مین منهه کهولا — منهه تو کهولا مگر غلط بولا

اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان — تیری یہ فارسی غلط ہے زبان

قهقهه مار کر کہا کیا خوب — یہی منهہ جو مرے نکالو عیوب

کچهہ تمیز آپ کو بهی ہے کہ نہین — سے ہے مرے پاس تختۂ زرین

اوس پہ لکهی ہے فارسی کی زبان — پهر مین بولون غلط خدا کی شان

اور تو کیا کہون تمہین بررو — ہے مثل اپنے منهہ میان مٹهو

پس مناسب کہ صاحبان وقوف — کسب دانش مین دل سی ہون مصروف

علم کا گو جہان ہے محتاج — فہم لیکن ہے علم کی سرتاج

بے سمجهہ آدمی نہین ہوتا — یون نہی جی رٹا کرے توتا

فہم سے تجربہ بهی ہو حاصل — لوگ ہون تجربے سی دانا دل

سیکهین دانا دلی سے طرز ادب — با ادب بانصیب ہوتے ہین سب

مرد دانش سے ہو خجستہ شعار — ہو کم آزار اور نیکوکار

جو سمجهہ بوجهہ کر ہو دارستہ — ہو وہ دام بلا مین پابستہ

جیسے کوئی مسافر بدراہ — کہ رہ پر خطر سے ہو آگاہ

اور اوسی راہ پر چلا جائے — خود لٹے وہ کسیکا کیا جائے

یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر — اور خود جانے اک غذا کا ضرر

جانکر اوس غذا کو کهائے وہ — شاذ ہے یہ کہ مر نہ جائے وہ

مثلاً دو بشر کنوئین مین گرین — نہ قضا آئے دونون جیتے پهرین

لیکن اون مین عجب تماشا ہو — ایک انکهیارا ایک اندها ہو

گو وہ دونون چلے تھے موت کی راہ — تھا وہان لحد دہانۂ چاہ

مگر اندہا تو اونمین ہو معذور — عذر بینا نہ ہو کبھی منظور

منھہ پہ دو آنکھین اونمین تیز نظر — پھر گرا دیکھہ بھال کر کیونکر

سنکے یہ سامنے وہ منھہ نکرے — کیا عجب ہے کنوئین مین ڈوب مرے

چشم سان لاجواب ہو بینا — چشم سان آب آب ہو بینا

نخل دانشوری کا ہے یہ ثمر — کہ شریف النفس ہو اصل بشر

وہ شریفون مین سب سے اولیٰ ہے — جسکو حاصل رضاے مولیٰ ہے

جب کہ دانش سے ہو اوسے بہرہ — پھر نہ اورون کو رکھے بے بہرہ

پہلے خود سیکھہ لے تو سکھلائے — پہلے خود دیکھہ لے تو دکھلائے

پہلے خود اپنے گھر جلالے چراغ — پیچھے مسجد مین لیکے جائے چراغ

پہلے خود آپ کو غیور کرے — پیچھے لوگون کا فقر دور کرے

پہلے خود خلق کا بنے مشتاق — پیچھے سکھلائے خلق کو اخلاق

نہ کرے آپ کو جو پہلے درست — اور تعلیم غیر پر ہو چست

اوس سے بڑھ کر نہین ہے کوئی ذلیل — ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل

کہ خود اک عارضے مین مرتا ہے — دوسرون کا علاج کرتا ہے

جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو — اوسکو کھونے پر اوتنی کلفت ہو

مال دنیا رہا رہا نہ رہا — مفت کا رنج جاودانہ رہا

حال دنیا اسی طرح ہے مگر — تین امرون مین سعی ہے بہتر

اول اسباب زندگی کی تلاش — کہ رہے جس سے بین بین معاش

دوسرے خوش معاملہ رہنا — راست بازون کا واہ کیا کہنا

تیسرے زاد راہ ملک عدم — سہے کمر مین تو پھر اوسی کیا غم

جسمین دیکھے صلاح عقل و شعور — کرے پرہیزگاری اوسمین ضرور

ہے مناسب کہ کسب مال کرے — پر وہ کسب از رہ حلال کرے

گو خدا رحمت انتہا کی کرے — گو زمانہ کسی کا دم بھی بھرے

پھر بھی کوشش کرے تو کیا نقصان — پھر بھی بھولا نہو تو کون زیان

دوڑ دھوپ آدمی کی شام و پگاہ — بخدا ہے خدا کے دین کی راہ

اوسپہ بچنا بھی ہے ہشیاری — چشم پوشی ہے عین بیداری (بیای مجہول)

یا تو غفلت کو چٹکیون پر اوڑا لے — یا توکل کے چھینٹے منہ پر کھا لے

اگلون کو اپنا اوستاد کرے — حسن اخلاق اونکے یاد کرے

اونکی سیرت پہ کرکے خوب نگاہ — کرے کامون مین اون سے بسم اللہ

اونکے جو تجربے ہوئے ہون بہم — بس اونہین پر چلے قدم بقدم

اوسی ڈھرّے ہی پر چلا جائے — اوسی چھاپے پہ کاڑھتا جائے

رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد — کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد

بات کوئی اگر نہ یہ مانے — معتبر اپنا تجربہ جانے

عمر اتنی کہان سے لائے وہ — کہ ہر اک بات آزمائے وہ

ہمنے مانا کہ وہ بفرض محال — تجربے خود کرے ہزارون سال

محنتین سیکڑون اوٹھائے گا — جب کوئی نکتہ آزمائے گا

اوسپہ کھٹکا لگا ہے ہو کہ نہو — نسخۂ کیمیا ہے ہو کہ نہو

پکا کھانا نہین وہ کھاتا ہے
آنچ کھا کھا کے خود پکاتا ہے

گو کہ اک سود ہر زیان مین ہے
اک نتیجہ ہر امتحان مین ہے

کیون نہین سود بے زیان لیتا
کیون زیان کا ہے امتحان لیتا

ان نصایح سے ہو جو روگردان
رہے وہ شکل آئینہ حیران

نہین سنتا نہ سن ہماری بات
نہین پیتا نہ پی تو آب حیات

فوج غم جب کرے کسیکو تباہ
قلعہ راستی مین لے وہ پناہ

استقامت نہ ہیر خطا پہ کرے
ہر جگہہ اپنی بات پر نہ مرے

جرم کر کے کرے نہ ہٹ دھرمی
نہین بہتر خطا مین سرگرمی

نام اسکا ثبات عزم نہین
نہین ہرگز یہ عزم حزم نہین

ہے سراب اور آب شیرین اور
آب اور آب خنجر کین اور

کرے پا لغز پر جو استقلال
ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال

جیسے بے سمجھے اور بے بوجھے
کوئی اک سمت جاوے بے پوچھے

ق

اور وہ راہ مین بھٹک جائے
چلتے چلتے ہزار تھک جائے

کبھی پائے نہ منزل مقصود
اوسکی کوشش تمام ہو بے سود

بلکہ جتنا بڑہے وہ ناآگاہ
ہوتا جائے اوسیقدر گمراہ

یا پڑے جسکے خار آنکھون مین
درد ہو بے شمار آنکھون مین

نہ نکالے وہ درد غفلت سے
ہاتھ دہوئے کہو بصارت سے

ہے وہی مرد اور دانشمند
جو خدا کی خوشی پہ ہو خرسند

منہہ نہ موڑے کڑی اوٹھانی سے
جی نہ ہارے بلائین آنے سے

پھر بھی تدبیر سے نہ باز رہے | در ہمت ہمیشہ باز رہے
جو پڑے کوئی عقدۂ تقدیر | صاف چل جائے ناخن تدبیر
جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند | دوسرے کے لئے کرے نہ پسند
کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک | بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک
ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ | دے تو اس ہاتھ اور لے اوس ہاتھ
پس مناسب ہے جو پڑھے یہ کتاب | چاہیئے ہو بغور معنے یاب
دیکھتا اور بھالتا جائے | اپنا مطلب نکالتا جائے
جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام | اوسکے موجب کیا کرے ہر کام
اسکے آگے ہین سب کتب بیکار | یہ نمونہ ہے بہتر از خروار

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسیکی زبانی

میرے ساقی ذرا شراب دے مجھے | تپ غم نے کیا کباب مجھے
ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو | ایک جام ایک شیشہ ایک سبو
جب تلک مانگے جاؤن لائے جا | جسقدر ریئن پیون پلائے جا
کرے دریا سے مے جو طغیانی | پھیرے میرے خمار پر پانی
فکر کو کر دے جوش بادہ صاف | کف دریا سے ہو زیادہ صاف
بیچ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ | یک اوٹھون داستان برزویہ
یون گنڈھاتا تھا وہ شراب سخن | یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن
کہ مرا باپ ایک سپاہی تھا | مرد میدان کجکلاہی تھا

حال مادر ہے سب پہ روشن تر
گبرو آتش پرست تھی مادر

دختر عالمان زردشتی
لمعۂ دودمان زردشتی

جب مری عمر کے ستارے کا
ہفتمین چرخ پر دماغ گیا

ساتوین سال مین قدم رکھا
دوش پر ہوش کا علم رکھا

باپ مان پڑہنے کو بٹھانے لگے
مجھکو مکتب مین طب پڑہانے لگے

جیسا سن میرا بڑہتا جاتا تھا
ویسا دل دیکے پڑہتا جاتا تھا

پڑہتے پڑہتے مجھے ہوا یہ شعور
مین طبابت مین ہوگیا مشہور

ہوکے آگاہ اصل و نقل سے پھر
راے لی مین نے پیر عقل سے پھر

کہ ہین اس علم کے نتیجے چار
کس پہ رکھون مین اپنا دار و مدار

ایک تو جمع کرکے کچھہ زر و مال
باغ عالم مین مثل گل ہون نہال

یا کرون ایسا کار دنیا مین
کہ رہے یادگار دنیا مین

یا کرون وہ نباہ عالم مین
کہ مچے واہ واہ عالم مین

یا کہ در پردہ سب سے ہوکے جدا
رہون مین طالب رضاے خدا

مین تو پہلے سے جانتا تھا یہ بات
کہ وہی ہے طبیب نیک صفات

جو کرے جس جگہہ علاج علیل
سمجھے اسمین رضاے رب جلیل

اسمین دنیا کا فایدہ اک سمت
اور خوشنودی خدا اک سمت

ہے مفاد اسمین دین و دنیا کا
وہ مثل ہم ثواب و ہم خرما

کھیت بوتے ہین جسطرح سے کسان
پک کے طیار ہوتے ہین جب آن

منون غلہ و کاٹ لاتے ہین
چارا بیلون کا مفت پاتے ہین

الغرض مین نے بعد ردّ و قبول ۔ راے چارم کو کرلیا مقبول

کہ کمر باندھکر ندا دا پر ۔ ہوا راضی رضاے مولا پر

یون ہین چندے بسر ہوئی میری ۔ پھر طمع پر نظر ہوئی میری

مین نے دیکھا کہ اور سب سے طبیب ۔ کامیابی مین ہین بلند نصیب

سب یہ سختی سے دن گذرتے ہین ۔ اور وہ لوگ چین کرتے ہین

تھا یہ نزدیک سوچکر یہ راے ۔ راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاے

کہ یکایک ثبات کا لشکر ۔ دشمن نفس پر گرا آکر

نفس سرکش کو پایمال کیا ۔ خنجر صبر سے حلال کیا

دیکھکر مین نے دل کے یہ انداز ۔ اسطرح کین نصیحتین آغاز

غزل

تجھکو حاسد وہ جوش سودا ہے ۔ کہ حسد ایک خار صحرا ہے

تیرے افلاس پر حسد ہی کے ۔ پھر حسد منعمون پہ بیجا ہے

نام روشن کسیکا ہو تجھے کیا ۔ مفت ناری جلا ہی مرتا ہے

اونکی قسمت مین ہے وہ پاتے ہین ۔ تجھکو کیا کچھ ترا اجارا ہے

اس حسد سے تو خون تھوکے گا ۔ یہی سوہان روح فرسا ہے

جاے عالی ہے عالم علوی ۔ جو دنی ہے اوسی کی دنیا ہے

لوٹ ہو دیکھکر نہ سرخ و سفید ۔ ارے بچون کا یہ گھروندا ہے

بندۂ حرص و آز ہی کیون قدر ۔ کچھہ ہی تجھکو خیال مولا ہے

تجھکو درپیش ہے وہ سخت سفر ۔ ہر قدم پر ہین جسمین لاکھہ خطر

نہ کوئی میر کاروان طریق
نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق

جابجا ٹھگ جابجا قزاق
ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل نفاق

کوچ نزدیک اوس پہ غم کا ہجوم
وقت رخصت مگر نہین معلوم

دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل
ایک خاکی و قدرتی ہے کل

جسکا ہے مینخ زندگی پہ مدار
چار پرزے ہین اوسمین عنصر چار

گر یکے زین چہار شد غالب
جان شیرین بر آمد از قالب

جیسے ڈہانچا بناؤ مورت کا
عضو عضو اوسکا ایک ایک ہو جدا

بیچ مین سب کے ایک کیل لگاؤ
کہ ہر اک جزو کا ہو اوس سے لگاؤ

کیل دم بھر جدا اگر ہو جائے
ساری مورت تتر بتر ہو جائے

تن سے یون ہین جو دم نکل جائے
ساری ہیکل ابھی بدل جائے

جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو
جسم کا بند بند ڈہیلا ہو

سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو
اینٹ کا گھر تمام مٹی ہو

پدر و مادر و زن و فرزند
دوست احباب اور بہائی بند

جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین
سب ترے موت کے فرشتے ہین

اسکی شادی نہ جان یہ غم ہے
بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے

کان دھر اپنی سانس پر تو ذرا
الفراق الفراق کی ہی صدا

اونکی خاطر کما رہا ہے تو
جان اپنی کھپا رہا ہے تو

دہیان اونہین کا ہی جاگتے سوتے
اوڑ گئے تیری عقل کے توتے

جمع کرتا ہے مال اونکے لئے
مجھ سے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سلگاوے عود دان مین عود — کرے سبکو معطر اوسکا دود
عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ — ہو نہ اپنے شمیم سے آگاہ
کون سمجھے کہ عود جلتا ہے — کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے
یا کوئی جسطرح جلائے شمع — ساری مجلس کو جگمگائے شمع
شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور — شمع روتی ہے بزم ہے مسرور
بزم کو کیا جلے تو شمع جلے — لوگون کو کیا کہلے تو تجہکو کہلے
الغرض سب مین ہی یہی آسان — کہ ہو شغل علاج بیماران
لیکن اوسمین یہ التفات نکر — کہ مجھے سب بٹھائین آنکھون پر
ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم — دین سب اوٹھ اوٹھکے سرو قد تعظیم
بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو — جس پہ ڈالون مین ہاتھ صحت ہو
حق نما ہو ترا دل صافی — دل سے نسخے پہ لکھ ہو الشافی
تا کہ دست شفا عطا ہو جائے — ہاتھ جسپر پڑے شفا ہو جائے
راہ حق پر علاج کر کامل — غرض دنیوی نکر شامل
لوث دنیا سے جو کہ پاک نہو — دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو
ہو مداوا مین جو کوئی طامع — کرے اوسکا ثواب بہی ضایع
دل مین نسوچے کہ کون ٹہوکرین کہائے — کون نسیے پہ اپنا نقد گنوائے
کون جانے کہ حشر مین کیا ہو — یہین ملجائے جو کہ ملنا ہو
یون ہے وہ جیسے کوئی سوداگر — مال کو رکھے رکھے گھبرا کر
اوسے پڑ جائین دامون کی لالے — اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

کرکے ایسی نصیحتین کاری
جب کیا مین نے نفس کو عاری

دوحۂ علم لہلہانے لگا
گل امید رنگ لانے لگا

خوشہ ہاے عمل اترنے لگے
سختہ کاری کے پھل اترنے لگے

راست بازی سے بھر گئے دامن
بیریائی کے لگ گئے خرمن

ہوگئے بے لوث دبیر یا اکبار
لگا کرنے علاج ہر بیمار

رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما
وسعت رزق کا بھی ڈھنگ جما

مہربانون نے مہربانی کی
قدردانون نے قدردانی کی

جوش پر آیا فضل ربانی
ہوا منظور چشم سلطانی

ہوئے طالع بلند چمکا نام
کبھی خلعت ملا کبھی انعام

جب میرا ایسا دور دورہ ہوا
اثر علم طب مین غور ہوا

کوئی سوجھا نہ مجھکو ایسا علاج
اصل صحت پر آئے جس سے مزاج

اس کلی ہو جس سے اکباری
نہ کرے عود پھر وہ بیماری

در علت مین قفل پڑ جائے
عارضہ کیا کہ اوسکی جڑ جائے

جب یہ کیفیت مزاج رہے
پھر عبث ظاہری علاج رہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا ۳۰ وہ مہر قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا
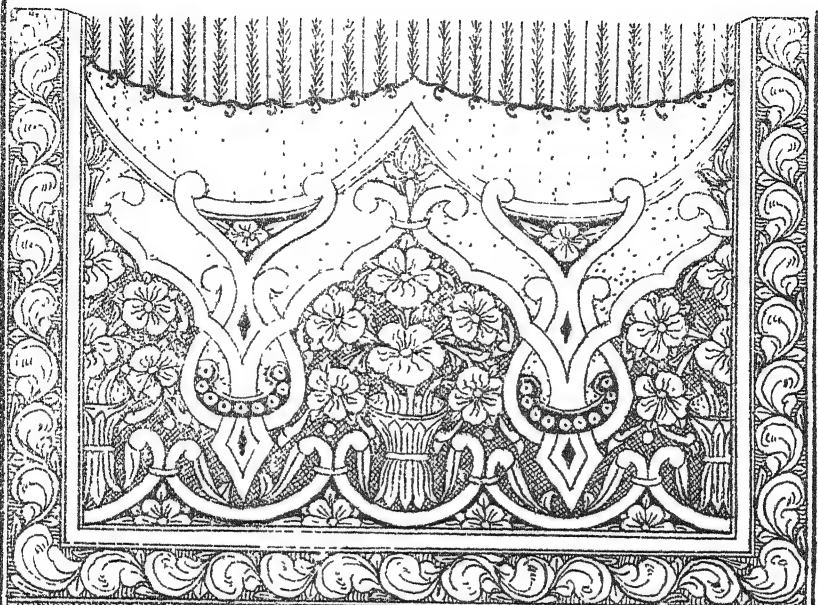
جب توڑ کے ہر ٹانکا پردے سی جنون جہانکا چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا

صحرا مرا سینہ تہا وہ اوس مین خزینہ تہا مٹی مین دفینہ تہا گنجینۂ پنہان کا

اک طرفہ رقم مین تہا دونون نے کیا ساجہا الف نے مجھے پرکہا رحمت نے مجھے آن کا

سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ رے نصیب اپنا نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا رگ جان کا

وہ یوسف سنجیدہ وہ خواب ستم دیدہ تہا فتنۂ خوابیدہ اوس نرگس فتان کا

اخلاق اوسمین جو پایا ہے اپنون مین ملایا ہے صوفی نے بتایا ہے ہمشکل وسے انسان کا

وہ پرتو کامل ہے وہ نور مقابل ہے وہ جوہر قابل ہے آئینۂ اعیان کا

رخ اوسکا جو پاونگا کام اپنا بنا دونگا آئینہ دکہا دونگا مین دیدۂ حیران کا

گو ذرّۂ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون
مین قطرۂ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا

سینہ مرا روشن ہے یا طور کا دامن ہے
یا وادی ایمن ہے یہ موسی عرفان کا

وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے
دروازۂ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا

کیا حشر کا دھڑکا ہے خورشید جو بھڑکا ہے
اک نور کا تڑکا ہے میری شب ہجران کا

لاحول ولا قوۃ انسان کی کیا قدرت
خم کر نہ سر خدمت شاگرد ہو شیطان کا

قاصر ہو نہ ہمت مین کر سعی طریقت مین
معراج حقیقت مین دل عرش ہے یزدان کا

گو دل مرا زندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کنعان کا

ہشیار دل آگہ مانند خلیل اللہ
پایان مین نگرتا رہ جو کام ہو عنوان کا

پھانسے ہین دل پُر غم ہر حلقے مین ہی ماتم
اون گیسون پر عالم ہے شام کے زندان کا

اس دشت مین ہین اکثر پامال بلا رہبر
دستار خضر گر کر جادہ ہے بیابان کا

دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خارا مین
یا دست زلیخا مین دامن مہ کنعان کا

خود بوجھ خودی کا ہے خود نفس اوبھتا ہے
خود میرے سر آیا ہے گوشہ مرے دامان کا

جو عمر مقرر ہی سانسون سے ہوا پر ہے
وقف رہ صرصر ہی خرمن مرے دہقان کا

تعویذ لحد پایا جب دہر سے چین آیا
تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پریشان کا

سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت
مچھلی کی کرین دعوت یہ منہ ہی سلیمان کا

تھا حق نمک تیرا آفت سے نہ منہ پھیرا
ہے زخم جگر میرا احسان نمکدان کا

قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے
غنچے کے مزے لوٹے زخمی ترے پیکان کا

جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
ہر درک جہنم ہو اک تختہ گلستان کا

جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی
بس ناؤ ہے کاغذ کی بیڑا مرے عصیان کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکور ہے ہر پایان ‖ ہے ہر ورقِ دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے **قدر** ہے رنج پھیکا سعدی کے نمکدان کا

۱۵

راہ نجات وصف ہے رب جلیل کا ‖ پل بنگیا عصائے قلم رود نیل کا

طوطی حرف زن ہو جو باغ جلیل کا ‖ خامے کو مرتبہ ہو پر جبریل کا

سیراب اوسکے فیض سے ہین جملہ ذی حیات ‖ پانی پیئے ہوئے ہین یہ سب ایک جھیل کا

مانند مردمک نہ رہی طاقت کلام ‖ بیمار جو ہوا تری چشم کحیل کا

فرعون اور تجھسے ہو دعوی ہمسری ‖ شاید بگڑ گیا ہے کہین ماٹ نیل کا

واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے ڈر ‖ احوال کیا سنا نہین اصحاب فیل کا

سالک رہ فنا مین نہ بھٹکا کسی جگھہ ‖ سنگِ لحد سے کام لیا سنگ میل کا

ممکن نہین کہ تیری کہانی تمام ہو ‖ دفتر ہزار بار کھلے قال و قیل کا

بقراط کیا مسیح سے ممکن نہین علاج ‖ ملتا نہین مزاج بھی تیرے علیل کا

کیون اسقدر اوٹھائے ہوئی سر ہی آسمان ‖ اِک کنگرہ ہے یار کی قصرِ جلیل کا

شیرین ہے جس سی کام انا املح العرب ‖ شوریدہ و فریفتہ ہون اوس جمیل کا

یہ آپ ہی کا دل ہے دہان بےخطر گئی ‖ جس جا کہ کانپتا ہے جگر جبریل کا

پیری مین بھی فلک سے کرونگا نہ التجا ‖ مُنہہ صبح کو خدا نہ دکھائے بخیل کا

اک پاؤن ہے رکاب مین اک ہاتھہ باگ پہ ‖ یون منتظر کھڑا ہون مین کوس رحیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
اے **قدر** تمنے حال سنا ہو خلیل کا

١٦

معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا — آگے جو بڑھے ہے کوئی تو پھر نام خدا کا

پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی — اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا

خالی نہین حکمت سے کبھی فعل حکیمان — ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا

ہو ناک وہ دل جو نکرے یاد الٰہی — پھنسجاے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا

ہر فصل مین ہو جاتی ہین اوس فصل کی چیزین — بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا

ہے خانۂ تن مظہر انوار الٰہی — یہ دیدۂ و دل ہے کہ در و بام خدا کا

یہ ما و منی چھوڑ یہ سودا نہین اچھا — کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا

جب نام سنو اوسکا کہو جل جلالہٗ — تعظیم کرو فرض ہے اکرام خدا کا

سب ذکر کیا کرتے ہین جن و ملک و انس — وحش و حشرات اور دد و دام خدا کا

ہر بار گزر جاے فرشتونکی گواہی — تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا

بالفرض جو سیکھین پر جبرئیل کی پرواز — پائین نہ پتا طائر اوہام خدا کا

خالق کی عنایت ہے خلایق کی شفاعت — دیتے تھے محمد یونہین پیغام خدا کا

اکملت لکم دینکم اتممت علیکم — تقسیم ہوا خلق مین انعام خدا کا

ہین آل نبی نوح پیمبر کا سفینہ — ناجی ہے ہر اک بندۂ اسلام خدا کا

حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر — احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا

ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب اے قدر
شاعر کو ہوا کرتا ہے الہام خدا کا

١٦

لکھتا ہے وصف غازی دلدل سوار کا — نیزہ بلند ہے قلم حق نگار کا

کیا خوف مجھکو ابلق لیل و نہار کا — دامان زین سے ہے ہاتھ مین دلدل سوار کا

ساقی سے غدیر کا ساغر بہار ہے
ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا

سو بار مر کے جان نصیری مین آ گئی
پانی تہا شاید آب بقا ذوالفقار کا

مرتے ہین ہم فقیر جناب امیر پر
دُر نجف ہو سنگ ہمارے مزار کا

کرنا مدد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار
کیونکر کٹے کا راستہ خنجر کی دہار کا

لکہا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی
پونہچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

جا کر مرے نجف مین جسے خوف قبر ہو
دہڑکا سوال کا ہے نہ کہٹکا فشار کا

حُب علی جہان مین باغ مراد ہے
یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا

کس سرخ پوش کے لیے رویا ہون مین ہو
یاقوت سنگ ہے مرے لوح مزار کا

اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو
جاری زبان پہ وصف رہے ذوالفقار کا

کیا کیا کوئین جہکاتے ہین دنیا مین آشنا
کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا

سلمان و ابن یاسر و مقداد و بوذر ایک
مین ہون جو معتقد تو نہین چار یار کا

شیعی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام
بیشک علی بہی نام ہے پروردگار کا

تاریکی لحد کا نہین دل مین وسوسہ
حُب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پہیر و مثل رجعت خورشید یا علی
شاکی ہے قدر گردش لیل و نہار کا

۱۸

خم سے جام شراب نکلا
کہسار سے آفتاب نکلا

ہم خواب مین جانتے تھے ہے وصل
آخر وہ خیال خواب نکلا

دوڑو دوڑو کلیم دوڑو
وہ بام پہ بے نقاب نکلا

آنکھون مین کہپا تھا وہ گل تر
اشکون کے عوض گلاب نکلا

فصدون سے گیا نہ اپنا سودا
گو خون بلا حساب نکلا

لاکہون مین چنا تھا اک وفادار
دل کو وہ بھی خراب نکلا

خط بنگیا صاف ہو گیا منہہ
پو پھٹ گئی آفتاب نکلا

دیکھو غم عشق چشم مخمور
ہر اشک شراب ناب نکلا

چہرہ جب داغدار دل کو
اک مطلع آفتاب نکلا

آج آپ سے ملے نصیب جاگے
سچا مرا شب کا خواب نکلا

دل مین ہوا آبلہ نمودار +
یا آئینے مین حباب نکلا

غش کھا کے گرا مین شعلۂ طور
بارے تیرا حجاب نکلا

کیون رک نہ سکے امنگ دل کی
پستان بنکر شباب نکلا

سمجھا تھا مین جنکو آنکھہ مین اشک
ایک ایک در خوش آب نکلا

رسّی تو جلی مگر رہا بل
کاکل سے نہ پیچ و تاب نکلا

سو کر شب وصل مین کب اوٹھے
مغرب سے جب آفتاب نکلا

اچھا ہوا اور آئینہ دیکھہ
لے گھر مین ترا جواب نکلا

اے قدر زمین نے جب دبایا
منہہ سے یا بوتراب نکلا +

۲۲

ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہرہ یار کا
کام کر جائے سیاہی نام ہو سردار کا

لال ڈورے کالی آنکھین گورا مکھڑا یار کا
ملکے گلدستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا

ہون وہ طالب شوق ہو مجھکو اگر دیدار کا
جا سے مردم آنکھہ مین پیدا ہو جو شہر یار کا

تمسے گل محجوب بلبل بند شرمندہ تدرو
شہرہ ہے دستار کا گفتار کا رفتار کا

بھر نہین سکتے سلیمان بھی ترے سائل کا منھہ
کیا رفو آسان ہے اس زخم دامندار کا

واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے
بوجھہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنار کا

کوچہ پر شہر کے کیا تیرا محل نزدیک ہے
دم گلے مین آ کے اٹکا ہے ترے بیمار کا

مثل عیسی اونکی خدمت مین رسائی ہوگئی
چڑھ گئے کوٹھے پہ ہم زینہ لگا کر دار کا

زلف و مژگان دیکھکر یاد آگیا دشت جنون
وہ اندھیری رات وہ تلوونمین چبھنا خار کا

آتش غیرت مین ققنس بنگیا کبک دری
شہرہ سن سنکر تمہاری گرمی رفتار کا

جانے والے خلد مین جائینگے بہت چاہ سے
پھاندنا مشکل نہین کچھہ یار کی دیوار کا

عید کو میخانے مین ہم رند یون پہنچے اسطرح
جسطرح پرہیز ٹوٹے مردم بیمار کا

ہون مین شاگرد خدا قرآن کو کرتا ہون نظم
وصف لکھتا ہون تمہارے مصحف رخسار کا

رات کو آنکھون کے نیچے پھر گئی تصویر یار
واہ کیا چمکا ستارہ دیدۂ بیدار کا

داغ سوزان پھول ہین تیری محبت مین مجھے
پورا چربا ہون مین ابراہیم کی گلزار کا

سر جھکا ہے مثل ساجد ہر قتیل عشق کا
بنگیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا

گالیان دیتا ہے جب مجھکو بت نگین مزاج
نخل گل مین یاد آتا ہے نکلنا خار کا

آتی ہے جب فصل گل پڑ جاتی ہین سینہ مین داغ
دیکھہ پایا گھر فرشتون نے دل بیمار کا

قالب خاکی کی آبادی ہے اوسکی ذات سے
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

غول کی آنکھون سے گردش ہین مرے صحرا کے پھول
اور مژگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا

دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پر نثار
گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی
وہ مثل ہے بارہ کاٹے نام ہو تلوار کا

عدم سے لائے ہین مضمون تری دہانے کا ٢٥ پتا لگایا ہے عنقا کے آشیانے کا

شرف بڑھا گیا قاصد غریب خانے کا
قدم رسول ہوا پتھر آستانے کا

تڑپ کے دن نے وہ پھینکا گنہ کا پشتارہ
کہ چار شانے گرا چت فرشتہ شانے کا

جلا نہ دے کہین ضرہو کے مین باغبان مجھکو
یہ لاغری ہے کہ تنکا ہون آشیانے کا

ابھی تو عاشقون سے دور دور بہاگتے ہو
گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا

گرینگے جہوم کے خواب اجل مین کروبی
جو کہل گیا کہین دفتر مرے فسانے کا

ہمارے اشک سے ملتی ہی کوے یار کی راہ
بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا

کبھی ہی روز کبھی شب کبھی سحر کبھی شام
یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا

یہان بہی شامت اعمال نے نچہوڑا ساتھ
سیاہ رنگ ہے تربت پہ شامیانے کا

ہوا بند ہی ہے بیابان نجد کی مجھسے
یہ مختصر سا ہے میدان مرے فسانے کا

ہمارا سینۂ پرسوز دل سے روشن ہے
نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا

بھٹکتا پھرتا ہے مسجد کی راہ مین واعظ
بتا دے راستہ کوئی شراب خانے کا

جو یہ تیرے در پہ ملین آنکھین دیدبازون نے
کہ سنگ سرمہ ہوا پتھر آستانے کا

کوئی جہان مین آکر ٹھہر نہین سکتا
مثال چرخ ہے اوندہا چلن زمانے کا

اسی بہانے پہ کشتہ ہی قدم کے تلے
جڑو مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا

تمہاری آنکھ پہ آیا مرا دل روشن
چمک رہا ہے کلس یہ شراب خانے کا

تمہارے ابرو و خال جبین سے مجھپہ کہلا
کہ وہ کلید تو یہ قفل ہی خزانے کا

نہ میری آنکھ سے چھپو نہ ٹھوکرین کھاؤ
یہی تو راستہ ہی دلمین آنے جانے کا

ہوئے ہین ہر بن مو کے مزہ سی جاری اشک
کہ بند کھول دیا مشک کے دہانے کا

بدل کے پینترے ایسی تنائین ہین ایسی
کہ اوس نگاہ سے منہہ پھر گیا ہی بانے کا

لکہا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر
کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا

تمہارے خال کے دودے سے جسنے منہہ پہیرا
ہوا وہ خلق مین محتاج دانے دانے کا

یہ پہلے کیا کسی بیتاب کا کلیجا تہا
چہنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا

قفس مین بلبل تصویر ہون مین اے صیاد
کہ تجہپسے بار نہ پانی کا ہو نہ دانے کا

کریگا آپ عدو ٹال جائیے اے قدر
کہ منہہ کی کہاتا ہے چوکا ہوا نشانے کا

٢٠

تری ہٹی جو سر کی خال ہاتہہ کا نکل آیا
سماے حسن سے بادل ہٹا تارا نکل آیا

شباب اپنا جو گزرا کلبہا چہرا نکل آیا
ملمع تہا کہ سونا اوڑ گیا تانبا نکل آیا

ازل مین ربط تہا روحون سے کیا رشتا نکل آیا
گئے جس انجمن مین اک نہ اک اپنا نکل آیا

خدایا کیا مرا رونا مرے پر بہی نہ جائیگا
جہان میری لحد کہودی وہان سوتا نکل آیا

جواب صاف بہیجا اوس نے در پردہ شرارت سے
لفافہ کہولتے ہی اک ورق سادا نکل آیا

معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجہپہ ناحق تہے
خدا نے خیر کی تقدیر کا لکہا نکل آیا

دکہا کر وصل مین جہکتی گلے کی یار کہتا ہی
ہٹو گہر جانے دو لو صبح کا تارا نکل آیا

یہ جذب عشق دیکہو خاک اوڑتا جب چلا مجنون
جہان کچہہ گرد بیٹہی ناقہ لیلا نکل آیا

سراپا آبلہ مین بنگیا ہون دشت وحشت مین
چبہا جب پانؤ مین سر سے مری کانٹا نکل آیا

ہوے طیار بازو واہ کیا شانے بہرے تیرے
غضب جوبن نکل آئے عجب سینا نکل آیا

مجہے تو ہوش آ گیا جب غوطے کہائے عشق بازی مین
خدا کے فضل سے مین جس جگہہ ڈوبا نکل آیا

بتا دل کا لگا ہے یار کو میری بتانے سے
گریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا

کہا مین نے تم آؤ گے تم آؤ گے | یہ سنکر منہہ سی گہبراہٹ مین حیا اچہا نکل آیا
جرس ہون درد دل سی ہٹکے بیٹہو ہمدمو مجہسے | جہان جنبش ہوئی منہہ سی مرے نالا نکل آیا
وصال یار ہوگا قبر مین آخر یہی ٹہیری | مرے پر خیر بار سے کچہہ نہ کچہہ رستا نکل آیا
مین وجہ اللہ رٹتا تہا تو زاہد مجہپہ ہنستا تہا | اجی جوئندہ یابندہ جہان ڈہونڈا نکل آیا
دہان یار کی الفت نے مجہکو مار کہا ہے | لحد پر بیضۂ فولاد سے عنقا نکل آیا
سما کر یار کی آنکہون مین تو کیونکر بچا آے دل | ارے یہ کوٹہری کاجل کی تہی کورا نکل آیا
مری بیتابیان میری چہپائے چہپ نہین سکتین | یہ دل تڑپا بغل مین اک طرف پہوڑا نکل آیا

بتا اے قدر کس خوشرو پہ تیری انکہہ پڑتی ہے
گڑہے پڑ پڑ گئے آنکہو نمین منہہ تیرا نکل آیا

۱۹

اہرو موے بتان کا عشق جو چمکا | دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا
فکر سے عقدہ کہلا دہان صنم کا | غنچہ کہلا اس صبا سے باغ عدم کا
واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا | اوسکو بہروسا نہین خدا کے کرم کا
سینہ زنی ہجر مین ہی آہ کہ ہمراہ | عشق مین ڈنکا ہے اپنی طبل و علم کا
خوب پہنسے آج آپ جانے نہ دونگا | مجہکو نہین اعتبار قول و قسم کا
قہر ہوا کوٹھے پر نقاب اولٹنا | صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا
چہرے پر انکہین ہین یا در انکہو نمین کاجل | مشک ہے یا ناف آہوان حرم کا
جیسے نہین اے فلک ستارونکی گنتی | یونہین نہین ہے شمار تیرے ستم کا
ایک پیالہ ادہر ہی ساقی محفل | ایک اشارہ ادہر ہی چشم کرم کا
خاک نشینان عشق ہو گئے برباد | اوڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا

آس ہی کچھ آس ہے نہ یاس ہی کچھ پاس
دم پہ مجھے ٹالتے ہین آپ غضب ہے
ہو گیا طیار میرے روضے کا گنبد
دل کی تمناؤن کو مٹاؤ نہ صاحب
تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی
گات پہ رکھتی ہے ہاتھ ہو گیا ثابت
کھل کے بنونگا مین تیرا خط کف پا
عرش نشینان صلح سیر کنان ہین

ہمکو خوشی کی خوشی ہے غم ہے نہ غم کا
اب تو بھروسا نہین ہے ایک بھی دم کا
تودہ بنا یہ تمہارے تیر ستم کا
چاہیے کب صید آہوان حرم کا
حل نہوا مسئلہ وجود و عدم کا
کیون نہو پتھر کہ ہے یہ سینہ صنم کا
مٹکے مین ہونگا غبار تیرے قدم کا
کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر و حرم کا

عمزۂ و ناز و ادا کنایہ اشارہ
سب یہ کرشمہ ہے یار **قدر** کے دم کا

۱۳

یا دآنکھون کی ہوئی ابروؤنکا دھیان ہوا
پہلے وحشت ہوئی پھر دلکو ترا دھیان ہوا
منتین کر کے بتو آپ سے حیران ہوا
اک کف خاک سے دیکھی تری صنعت کیا کیا
جب کہا چشمۂ حیوان ہے دہن کہنے لگے
ہجر نے موت نے یا ناز و ادا نے مارا
میرے دل کو تری آنکھون نے اڑا یا ہوتا
آیتین آنکھین ہین خط سبزہ ہی مد ابرو ہین
مرقد غیر کو کیون تمنے لگائی ٹھوکر

دیدہ و دل مین مرے قہر کا گھمسان ہوا
ہو کے ویران مرا باغ پرستان ہوا
اب نہ بولوگے تو لو **قدر** مسلمان ہوا
مور چہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا
سی لیجئے اور بنا مجھپہ یہ طوفان ہوا
انہین دو چار مین ایک ادہ کا احسان ہوا
اپنے قرآن کا اللہ نگھبان ہوا
یہی مل جل کے تو رخسار کا قرآن ہوا
کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہین دھیان ہوا

مردم چشم کے پائے نہ اشارے لب نے — لاکھہ توتا یہ رٹا پہر بہی نہ انسان ہوا
نیک و بد مین نہین رونق وہ زمانہ آیا — مسجدین سونی ہوئین بتکدہ سنسان ہوا
آمد و رفت نفس تھا مرا آنا جانا — ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا

خاکساری مین فقط ہوش سنبھالی مینے
قدر سے خاک ہوا خاک سے انسان ہوا

٢١

مرنے پہ کھل گیا مرا پینا شراب کا — گنبد مزار کا ہے کہ پیپا شراب کا
اوس آنکھہ سے اوبلتا ہی نشاء شراب کا — کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا
مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھہ — نشاء ہے تمکو حسن کا زر کا شراب کا
اونکے گلے سے پان کی سرخی نمود ہے — بوتل سے رنگ پھوٹکے نکلا شراب کا
عشرتکدہ تھا دل وہ مکدر ہی چرخ سے — بالو گھڑی ہوا مرا شیشہ شراب کا
اے محتسب دعائے قدح عہدنامہ ہے — ہی خط جام میں سر امچلکا شراب کا
دریا مین تو نہاسے جو اے مست جام ناز — بنجائے ہر حباب پیالہ شراب کا
واعظ یہ ہم سے وصف شراب طہور کا — تم اور ہمکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا
وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہین چشم مست — دریا پہ یہ چڑھاتے ہین بیڑا شراب کا
چھوتے ہی گال خار مژہ دلمین چبھہ گئے — پیتے ہی ہول لگ گیا کانٹا شراب کا
لخت جگر کے ساتھہ سلامت ہے چشم تر — کچھہ قحط ہے گزک کا نہ توڑا شراب کا
دوڑی ہے مے رگون مین ہمارے بجاے خون — بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا
اہل صفا سے اہل کدورت ہین نیک کیون — جمتا ہے درد تہ مین مصفا شراب کا
ساقی بگھل گیا مے رونے پہ اسقدر — دریا بہا دیا لب دریا شراب کا

ہے دُردِ مے کا سبحۂ انگور پر مدام — ہے ذکر مثل قلقل مینا شراب کا

ساقی کی آنکھہ پر چشم آبرو کو دیکھنا — کیا طاق مین دھرا ہے پیالہ شراب کا

اس پر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے — واعظ نے توڑ ڈالا ہے مٹکا شراب کا

ساقی نے آج آنکھہ چرائی ہے میکشو — دوڑاؤ میکدے مین کٹورا شراب کا

دل سے دکھائی دیتا ہے ایک ایک آبلہ — بوتل سے جسطرح کوئی قطرا شراب کا

آب حیات و چشمۂ خورشید گرد ہو — دیکھین جو رنگ خضر و مسیحا شراب کا

اے قدر بخشے جاتے ہین بدبھی طفیل نیک
کوثر پہ ڈھل گیا مراد ہتا شراب کا

۱۹

جب سے شبیہ نرگس مستانہ ہو گیا — چشم و چراغ میکدہ پیمانہ ہو گیا

ہمپر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہو گیا — وہ کچھہ ہوا کہ شہر مین افسانہ ہو گیا

ساقی کی آنکھہ مین مجھے پتلی نظر پڑی — میخانہ کو تو دیکھیے بتخانہ ہو گیا

اٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہو گئی — سر گر پڑا تو سجدۂ شکرانہ ہو گیا

کھینچتے ہی خم مین لال پری ہو گئی شراب — کھلتے ہی میکدے کا پریخانہ ہو گیا

تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع — مجھسے بچے جو خاک تو پروانہ ہو گیا

چھوٹا نہ محتسب سے سر و سامان میکشی — توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہو گیا

مشکل دوا پسند نہین میری آنکھہ کو — ٹپکا جو اشک گوھر یکدانہ ہو گیا

کچھہ میری شمع داغ کی سوزش نہ پوچھیے — پھاہا لگا تو وہ پر پروانہ ہو گیا

ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند — وہ گھر اجڑ گیا جو پریخانہ ہو گیا

واعظ سیاہ کار و نکار رتبہ بلند ہے — سایہ ہما کا افسر شاہانہ ہو گیا

بلبل کی روح گیا مرے تن مین سمائی ہے
رخصت کے بعد حالت دل کچھہ نہ پوچھیے
کچھہ باغبان کو دخل نہ گلچین کو بار ہے
دل کو دہان و زلف و نگہہ نے بتالیا
دیکرو ہ بوسہ مہ رخسار کہتے ہین
حسن ملیح یار نے سرکہ بنادیا
پہلے ہمارا یہ دل حیران تہا آئینہ

جب آگئی بہار مین دیوانہ ہوگیا
سونا ہوا اُجڑ گیا ویرانہ ہوگیا
مین اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہوگیا
خبطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہوگیا
بس لیجئے یہ آپکا مالا نہ ہوگیا
کان نمک شراب کا پیمانہ ہوگیا
جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہوگیا

اوس زلف نے دماغ پریشان کردیا
تہوڑا ہے قدر جو تجھے سودا نہ ہوگیا

۱۳۱

دل وارفتہ مین ہے دہیان اوس جہروکی گالون کا
پڑے ہین جو پریشان کیا ہی ان ستانہ چالون کا
خیال آتا ہے ہر پہر کر غزالی آنکہہ والون کا
لحد مین لیچلے ہین داغ ہم اون گل ہی گالون کا
پہنسے ہشیار ہو کر دینوی فکرونکی غفلت مین
سمک بہی یون خدایا زیر بار خاک کب ہوگی
ہوئے ہین طائر روح شہیدان یہ تری بس مین
پڑے کام آئے اے آغوش حسرت تکیہ پہلو
غبار او ٹہکر چلا ہی سقف گردون کے ہلانیکو
دل نازک مین اپنی کب گئین ہین نازنین کمرین

یہ سالک دیکہنے والا ہے ان صاحب کمالون کا
ہلیگا حشر تک مدفن تمہارے پایمالون کا
یہ دل ہے یا الٰہی یا کہ رمنا ہے غزالون کا
ہمارے عرس مین میلا رہیگا پہول والون کا
یہ سہنے جاگتے مین خواب دیکہا ہی خیالون کا
دل بیتاب ورا و سپر غبار اتنا ملالون کا
ذرا پہر دیکہہ لے قاتل قفس منگوا کے لالون کا
جدائی کی شبون مین بہی مزہ اوٹہا وصالون کا
ذرا تو حوصلہ تو دیکہہ اپنے پایمالون کا
دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا

خلال اپنا قد لاغر دہان گور مین ہوگا
یہ مشت استخوان ہی کب ہے اسکے دو نوالون کا

گہیون مین گریہ وزاری مین مثل مردم دیدہ
بنا دے بار آلہا مجھکو تو پتلا ملالون کا

دل اپنا تختۂ گلشن بنا جسدم خیال آیا
ترے ان گل سی گالون کا ترے سنبل سی بالون کا

یہ سبکے نامۂ اعمال میں اک فقرہ ہے
صف محشر نہین اک بند ہی میرے سوالون کا

ہماری آنکھہ مین ہین صورتین یاران رفتہ کی
یہ اپنے سامنے رکھا ہی جام جم خیالون کا

عجب کیا صورت پیران ابہی سے سر ہلے اپنا
تصور جمگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا

بغیر از آہ و نالہ دل سمجھہ لے دلکی دل ہی مین
یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالون کا

سہرین ہین آرزوئین مردہ ماتم کا مرقع ہے
یہ دل ہے حسرتون کی پوٹ یا پتلا ملالون کا

ترے ہاتھون مین ایسا طائر رنگ حنا ٹہیرا
کہ مرغ دست پرور ہوگیا جوڑا یہ لالون کا

کیا مسمار ایسا الفت چشم غزالی نے
مرے روضے کا گنبد ہوگیا گنبد غزالون کا

تپش دلکی ٹہری جب یاد کین اٹکھیلیان تیری
ہمارا سہرا جب وہان باندھا تیری چالون کا

دہن معدوم ہی تیرا تو نکلے کام اشارون سے
مین لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالون کا

جب آئے طفل اشک آنکھون مین فوراً پیگیا انکو
دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خردسالون کا

بنے سب دائرے کھینچے جو خط نقاش قدرت نے
لپٹنا مو بمو دیکھہ اپنے گھونگر والے بالون کا

مرا نخل تمنای شہادت وہ پہلا پہولا
کہ تلوارونکا پہل آیا جو پہولا پہول ڈہالون کا

کرو کلی تو ہو آب گہر تاثیر دندان سے
بنے سلک گہر جب پہینک دو ڈورا خلالون کا

تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کامل تہی
دل رنگین ہمارا ہوگیا دفتر مثالون کا

ہمارے خون مین ڈوبی ہوئین ہین سیکڑون تیغین
شفق پہولے تو اسمین ہوگیا جہرمٹ ہلالون کا

ہماری خستگی کی حسرتون نے وہ کیا ماتم
کہ مدفن جابجا شق ہوگیا ہم خستہ حالون کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گیسو نکلتے ہین
یو نہین ضحاک کے شانون پر اک جوڑا تھا کالون کا

سوال بوسہ پر اے **قدر** کیا کہلتے لب شیرین
مری تقریر سے دم بند تھا شیرین مقالون کا

۱۹

بند گو یو مین خرابات مین کل جاؤنگا
مشتبہ چیز نہین ہون کہ بدل جاؤنگا

لاکھ وحشت ترے کوچے سے نکالی مجھکو
مین گریبان نہین ہون کہ نکل جاؤنگا

ہر گھڑی ناوک مژگان یہ دھرتے کیا ہو
کیا مین بزدل کا جگر ہون کہ دہل جاؤنگا

کاٹ چھانٹ آپ بہت مجھکو دکھایا نکرین
کیا مین ہون تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا

ضعف مین بھی تری ہمراہ پہرونگا ہی پہر
وہ بہی مین نہین جو گشت مین ڈہل جاؤنگا

اشک ہون جب مین گرا پہر نہ اوٹھونگا ہرگز
طبع بیمار نہین ہون کہ سنبھل جاؤنگا

تو مجھے خانۂ دل سے کبھی باہر نہ نکال
تیر ارمان نہین مین کہ نکل جاؤنگا

ایک عالم ہے مرا لاکھ رہے گردش دہر
مین بہی کیا آب ہوا ہون کہ بدل جاؤنگا

برق حسن آپکی چمکی مرے سر آنکھون پہ
شجر طور نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

شیشے کو پہینک دے خم جا کے اوٹھا لا ساقی
کچھ تنک ظرف نہین مین کہ اوبل جاؤنگا

چاندنی ہون کہ رہونگا مین تری کوٹھے پر
نہین سایہ کہ ترے زیر محل جاؤنگا

لاکھ دنیا ہو دوالی کا گھروندا تو کیا
طبع طفلان تو نہین مین کہ بہل جاؤنگا

سرد مہری فلک سے مجھے اندیشہ نہین
نخل نازک ہون کہ پانی سے مین جل جاؤنگا

گالیان دو مجھے پامال کرو سخت کہو
دل نازک نہین جو بات مین مل جاؤنگا

گرمیان لاکھ کرو آپ نہ پسیجونگا کبھی
مین کوئی شمع نہین ہون کہ پگھل جاؤنگا

ہون وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان
مین وہ افتاد نہین ہون کہ سنبھل جاؤنگا

آن بان اپنی رہگئی بہی پیری مین بہی — تیرا جوبن تو نہین ہون کہ مین ڈہل جاؤنگا
گرم بازار ہو یارب مرے ہمچشمون کا — طبع حاسد تو نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

کیا رہون گردش ایام مین ثابت اے قدر
مین بہی کیا آج ہون جو آج نہ کل جاؤنگا

١٨

عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیداد کر لینا — وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاد کر لینا
ہے ورد اپنا سحر کو نالہ و فریاد کر لینا — بہر صورت کسی پردے مین تجھکو یاد کر لینا
نہا دہو کر نکہر آپ کو جب دم فراغت ہو — مین ڈیوہڑی پہ ہون حاضر مجھکو فوراً یاد کر لینا
چلا ہے ذبح کو آنکھو نہین تو سرمہ لگا کر چل — فسان پر تیز خنجر چاہیے جلاد کر لینا
تڑپتا ہے شب فرقت مین اس پہلو سے اس پہلو — ادہر فریاد کر لینا ادہر فریاد کر لینا
نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے — مگر ہان اک نہ اک صورت سے تجھکو یاد کر لینا
بہوؤن کو کیون چھپاتا ہے یہ کیا بن پڑی مجھکو — یہ اپنے ہاتھ سے ہی آپ پر بیداد کر لینا
وہ معشوقون کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی — ہمارا ذکر گلچین سے بہی اے صیاد کر لینا
بہت بڑہ بڑہ کی جب اغیار بولین آپ کے آگے — ذرا اوسوقت اے صاحب ہمین بہی یاد کر لینا
جو اے دل دونون آنکہین بہی آنسو تجھپہ ٹپکائین — جگہہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا
یہ کیا سوجھی تجھے اوسکو بہی لیکر ڈوب جانا تہا — مقدم کام خسرو کا تہا اے فرہاد کر لینا
فرشتونکو جہنکاتے ہین کوئین یہ خاک کی پتلے — اجی آسان نہین ہے عشق آدم زاد کر لینا
کہ ہر سو ہم باغبان دیکہہ اس چمن مین چند بولینگے — اوجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا
جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا — جو پیغام زبانی ہو وہ ازبر یاد کر لینا
جو ہوا ے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی — کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا

وہ آئینگے مین لپٹونگا جو چونکے پہر وہان کیا ہی
تڑپ سے میری تو واقف نہین سینے سی جب اوٹہنا

تصور کے یہ معنی ہین دل اپنا شاد کر لینا
مجہے جس وقت پورا ذبح اے جلاد کر لینا

نہ جادو ہے نہ حُب کا نقش ہے ای قدر خدمت گر
یہ گُر تجھکو بتایا اسکو از بر یاد کر لینا

۱۹

وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجہا
حب بجی اونکی چہڑی شور جلا جل سمجہا

پیسے پیسے کو شگون منعم غافل سمجہا
ہان مگر دہنی ہتہیلی کا اسی تل سمجہا

ہاے بیتاب ہون سچ دل کو نہ مین دل سمجہا
کبہی یار کبہی بجلی کبہی بسمل سمجہا

پر ماہی تری پلکون کو مرا دل سمجہا
مچہلی آنکہون کو بہوون کو لب ساحل سمجہا

کہیں سمجہا کیا ہر گز نہ وہ بسمل سمجہا
رنگ ہولی کا مرے خون کو قاتل سمجہا

بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کہین
چور پہرے کے تلنگے کو مین غافل سمجہا

آہ کیا نکلے کہ داغون سی ہوئی مہر سکوت
دل کی دل ہی مین شب ہجر مرا دل سمجہا

نہین جنت نہ سہی خیر جہنم ہی سہی
اتنا تہوڑا ہے مجہے تو کسے قابل سمجہا

بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹ ہوا جاتا ہے
محفل یار کو مین حال کی محفل سمجہا

آنکہ سمجہا جو کہین کوئی پیالہ پہوٹا
کوئی شیشہ کہین ٹوٹا مین اوسی دل سمجہا

دور باندہا ترے تاثیر دہن نے ایسا
خط جو نکلا تو مین اوسکو خط باطل سمجہا

عشق گیسوی دہوان اوٹہتا ہی الہدری عذاب
ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجہا

پہلے سن یار کے بارہ مین نہ کچھہ کہلہ وٹہنا
پہر جو سمجہا نا ہوا سے واعظ کامل سمجہا

کان بجتے ہین یہ ہون منتظر فصل بہار
پتا کہڑکا تو مین آواز عنادل سمجہا

دونون ابرو ہین غضب ایک کی تصویر ہی ایک
ایک کا ایک کو مین مد مقابل سمجہا

چھوگئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈہوں اپنا — اونچا اونچا نظر آیا مین یہان دل سمجھا

دیکھکر میری تڑپ مارے ہنسی کے لوٹا — وہ مجھے اور مین جلاد کو بسمل سمجھا

تپش غم سے ہی دونون مین عجب ردّ و بدل — مین جگر بائین طرف دہنی طرف دل سمجھا

جب لگایا دگل رخ مین اجل کا پھندا
قدر ہچکی کو مین آواز عنادل سمجھا

۱۸

خون روان خشک گلی سے تہ خنجر نہوا — پاک اوٹھا مین کہ دامن بھی مرا تر نہوا

ضد مین ان ماہ جبینون سی کوئی در نہوا — کپڑے پھاڑے جو کہین پھولون کا زیور نہوا

یہ تو کہتے نہین ہم حشر کا دن چھوٹا ہی — پہ ہماری شب فرقت کی برابر نہوا

زاہد و جام مئے ناب وہ دیتا ہے خدا — جو فرشتونکو تمہارے بھی میسر نہوا

شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب — مین شب ہجر کا اب تک کبھی خوگر نہوا

خامشی سے ہوا ایسا مین عزیز ہر دل — مثل تصویر کسی پر کبھی دوبھر نہوا

تیری پلکون سے حذر چاہیے اے قاتل خلق — یہ وہ ناوک ہین کہ جن سے کوئی جانبر نہوا

نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر — دونون مین کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا

درد دندان نے اوتارا مجھے سو کہے گھاٹون — ایک قطرہ بھی دم نزع میسر نہوا

جان باہر ہوئی تن سے وہ وفادار ہوئین — پر کبھی آپکے فرمانے سے باہر نہوا

کھیلنے بیٹھے ہین دریا پہ وہ مچھلی کا شکار — ہاے اسوقت ہمارا دل مضطر نہوا

آجتک ہمکو یہ نفرت رہی کجبازون سے — دل کبھی شیفتہ ابرو دلبر نہوا

نئے بگڑے ہین ابھی کچھہ نہین سامان درست — اپنی محفل مین جو شیشہ ہوا ساغر نہوا

جار سے گور مین نفرت یہ ہوئی عالم سی — ایسا گھر ڈھونڈہ لیا جسمین کوئی در نہوا

جبہہ سائی درساقی کی میسر نہوئی
خط تقدیر ہمارا خط ساغر نہوا

روٹی جبدن نہ ملی پیٹ پہ پتھر باندھا
مر رہے خاک پہ جب روزکہ بستر نہوا

حسن وہ چیز ہے اللہ کی گھرمین ہی ہیکم
اتنے آئے کوئی یوسف سا پیمبر نہوا

روز کہتے ہین چلینگے عدم آباد کو قدر
کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا

۱۵

جب ذرا نغمون سے بلبل گلفشان ہوجائیگا
ٹوکری پھولون کی سارا آشیان ہوجائیگا

غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہوجائیگا
دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہوجائیگا

جب وہ ٹھے گا جوش مے بیجائیگا وہ آفتاب
جب اوڑے گا خم کا سر نوتین آسمان ہوجائیگا

جوشزن ہوتا رہیگا تالحد دریاے خون
نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائیگا

آب اوڑیگی جب ذرا چاٹیگی میرا خون گرم
خم تری تلوار کا پشت کمان ہوجائیگا

تیرے قیدی کو ملے تو پاؤن دہرنے کی جگہہ
سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائیگا

ہر بن مو سے بھرونگا دمبدم مین دم ترا
جسم پہ ہر رونگٹا میرا زبان ہوجائیگا

خود تمھین یہ چاندسا مکھڑا کریگا بیحجاب
منھہ پہ جب مارو گے تم جھرمت کتان ہوجائیگا

جسم وجان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتھہ ہے
پاون تیری تیغ کا خود درمیان ہوجائیگا

چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے مست ہون
دل مرید حضرت پیر مغان ہوجائیگا

دیدبازی سے یہ صحرا ہے ہمارا حسن خیز
جو بگولا دٹھے گا سرو روان ہوجائیگا

ہے کمر معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر
تنگ ہوہوکر سر موے میان ہوجائیگا

اللہ اللہ ایسی بیتابی مین ایسی لاغری
خار ماہی گمل کے ہراک استخوان ہوجائیگا

واہ شور لن ترانی کسکو معلوم تھا ءِ
بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہوجائیگا

دیکھنا اے **قدر** جو یونہین رہی فکر سخن
سر سے پا تک گھل کے تن مشکل زبان ہو جائیگا

۱۵

تو ستم سے زرد رو اے نوجوان ہو جائیگا — سبزۂ رخسار کشت زعفران ہو جائیگا

رشک چشم و گوش گلرویان جہان ہو جائیگا — چشم نرگس کور گوش گل گران ہو جائیگا

رنج کا سودا تھا کفن تک دھجیان ہو جائیگا — چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہو جائیگا

تیری ایک اک کن سے پیدا ہوگی ایک اک کائنات — تیرا ایک اک حرف ایک اک داستان ہو جائیگا

ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صدائے الفراق — زخم بولے گا تو شور الامان ہو جائیگا

دل مین خود مختار غم ہوگا تکلف برطرف — رہتے رہتے میہمان بھی میزبان ہو جائیگا

میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر — اوٹھکے گہرا سوزش دل کا دہوان ہو جائیگا

معجز شق القمر دکھلائیگی انگشت حسن — چاند تیرے پرتوے سے خود کتان ہو جائیگا

دہشت صیاد سے ہے زنجیر پا بنجائیگی — خود قفس ہمکو ہمارا آشیان ہو جائیگا

رندو ہان عمامۂ زاہد پہ موت تہہ پھیریان — کشتی مے کا اک اچھا بادبان ہو جائیگا

اضطراب دشت پیمائی نہ چھوٹے گا کبھی — خاک ہوگا جب بدن ریگ روان ہو جائیگا

کیون عبث پھرتا ہی ہم رندون کے سر پر ابرمن — ٹوکرا بدنامیون کا آسمان ہو جائیگا

مین نہ کہدونگا جو کچھہ تو نے لکھا سینے کیا — خود خط تقدیر ہی خط امان ہو جائیگا

اوسکی اس نا مہربانی پر تو مین دیتا ہون جان — کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہو جائیگا

سر پہ چھن چھنکر بلائین آئینگی خاموش **قدر**
آہ کھینچوگے تو چھلنی آسمان ہو جائیگا

۱۴

آپنے لحد پر آج بڑا حوصلا کیا — اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

کہہ کہکے باتین کانون مین آن آشنا کیا
دیدے کے سینہ گھر مین تری راستا کیا

پھر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر
پھر موسم بہار نے مجھکو ہرا کیا

وہ دم پہ چڑھ گئے کبھی مین دم پہ چڑھ گیا
میرا کہا کیا کبھی اپنا کہا کیا

لپٹا جو آہوؤن سے ادن آنکھونکی یاد مین
کن مشکلون سے قیس نے مجھکو جدا کیا

لیتے ہی میرے شیشۂ دل کو پٹک دیا
میرا کیا نہ اپنا کیا اُف یہ کیا کیا

مہوے کی مے سی زہر پلایا تو خوب تھا
ساقی تمام رات مرا سر پھرا کیا

کیا پوچھنا ہی ایک سے دو ہو گئے حضور
آئینہ سادہ لوح ہی کیون سامنا کیا

ٹھوکر لگا دی آپنے مرے اوچھل پڑی
جب ناچنے کھڑے ہوئے محشر بپا کیا

کیون منکر و نکیر کو بھیجا تہا یا خدا
کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا بکا کیا

کیا صاف حسن ہوگیا کیسے نکھر گئے
چہرے کو پونچھ پونچھ کے کیا آئینا کیا

اکدن خیال آیا تہا رفتار کا تری
دو تین چار روز مرا سر پھرا کیا

اے یار آنکھ لڑتے ہی بر جا گئی نگاہ
آنکھون سے خون ہو کے کلیجا بہا کیا

اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے
جو دل مین آیا کہہ دیا جو کچھ کہا کیا

۱۴

تیغ جب کھینچکے جلاد آیا
مجھکو اوس وقت خدا یاد آیا

واہ رنگین سخنی کیا کہنا
خود مرے دام مین صیاد آیا

اللہ اللہ اثر لوح مزار
سر تربت وہ پریزاد آیا

دام مین مجھکو پھڑکتے دیکھا
کیا پھڑکتا ہوا صیاد آیا

حاکم وقت ہے سوداے فراق
ہاتھ باندھے ہوئے فصاد آیا

آنکھہ ملتے ہی گیا صید مجھے / تیر جوڑے ہوئے صیاد آیا

آمد اوس گل کی جو گلشن مین ہوئی / دور تلک دوڑ کے شمشاد آیا

مارے غصہ کے چڑہے ہین ابرو / او بچے بنکے وہ جلاد آیا

اوٹھہ چکے پہول بھی جسدم افسوس / جب مرا غیرت شمشاد آیا

اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آرے / ق / جب سنا عاشق ناشاد آیا

اے حصار غم فرقت قربان / قاف سے اوڑ کے پریزاد آیا

صدقے اس منہہ کے پکارا کسکو / کچھہ مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا

شیشۂ مے کو لگی ہے ہچکی / یہ کسی مست کو کیا یاد آیا

قدر گھنگھور گھٹا چھائی ہے
موسم نالہ و فریاد آیا

۱۴

چہچہا کوئی قفس مین نہ ہمین یاد آیا / ریز کرنے بھی نہ پائے تھے کہ صیاد آیا

اک طرف پہول کہلے بلبل ناشاد آیا / اک طرف باغ مین گلچین مع صیاد آیا

قید کرتے تو کیا پھر نہ اوسے یاد آیا / دانہ پانی بھی نہ دینے مجھے صیاد آیا

شیشۂ مے مجھے بہجوایا مری ساقی نے / راجا اندر کے اکہاڑے سے پریزاد آیا

دہن زخم تہا ہر نقش قدم مقتل مین / مہندی چہوٹی جو وہ ترک ستم ایجاد آیا

میرا سودا نہ گیا قید مین سب سرکاٹے / اوٹھہ گیا پاس سے جلاد تو جلاد آیا

دیکھتا رہتا ہون پھر پھر کے ہوا گلشن کی / پتا کھڑکا تو مین سمجھا کہ وہ صیاد آیا

حشر تین بھی نہ چھٹا سلسلۂ زلف بتان / بیڑیان پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا

دم آخر بھی رہے دید سے محروم افسوس / بند ہ چکی آنکھون پہ پٹی تو وہ جلاد آیا

نقش ہے دل پہ ہمارے تری صورت پیاری | تیری تصویر عبث کھینچنے بہزاد آیا
دل روشن مین کب اوتری ہی تمہاری تصویر | آئینہ خانۂ الفت مین یہ بیزاد آیا
نحن اقرب کا الف کھینچ دیا گردن پر | خط لگا نیکے لئے جب مرا جلاد آیا
ہچکیان آتی ہین تلوار کا پانی پی لون | شاید اوس قاتل بیرحم کو مین یاد آیا

قدر انسان کی اے قدرؔ رہی انسان کے بعد
جب مجھے قتل کیا جب مین اونہین یاد آیا

۱۸

مہ عارض تجھے کروٹ مین بدلتے دیکھا | چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا
زندگی جسم مین خود مایۂ بیتابی ہے | روح جس رگ مین ہوئی اوسکو اوچھلتے دیکھا
ڈبڈبائین ادہر آنکھین کہ ہوئے اشک روان | طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا
قد بالا مین تماشا ہے یہ رخسار یہ گات | آج تو سرو کو بھی پھولتے پھلتے دیکھا
نزع مین جان نے ہرگز نہ دیا جسم کا ساتھ | وقت پر دوستونکو ہمنے نکلتے دیکھا
نہ کبھی یار پھر ابات مین ہٹ دھرمی سے | نہ کبھی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا
وہ مری آنکھ سے ڈھلکے ہوئے آنسو دیکھے | جسنے لڑکون کو نہ ہو ضد مین مچلتے دیکھا
باندھ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سرو استادہ | روش باغ پہ جب تمکو ٹہلتے دیکھا
تیرے غم مین نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھلا دل زار | ایسے ڈوبے ہوؤنکو کسنے اوچھلتے دیکھا
یہی تعبیر ہے ابرو سے اشارے ہونگے | آج تو خواب مین تلوار کو چلتے دیکھا
دیکھ لے مہر کو گردون پہ ادہر تے دم صبح | نہ خم مے کو ہو واعظ جو ابلتے دیکھا
اشک گرم آنکھ سے نکلے جو بڑھی سوزش دل | ہمنے جلتا ہوا تنور اوبلتے دیکھا
سبزۂ خط پہ بہت زہر اوگلتے دیکھے | خال شبرنگ پہ نیل آنکھون کا ڈہلتے دیکھا

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہسلنا پتہر
ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پہسلتے دیکہا

آہ سوزان سے مری تیرا پسیجا دل سخت
اے صنم آج تو پتہر کو پگہلتے دیکہا

تیرے چہرے سے تلون ترا کہلجاتا ہے
ہمنے اس پہول کو سو رنگ بدلتے دیکہا

لاکہہ سینے سے لگائے رہے رونا نہ گیا
طفل دل کو نہ کسی آن بہلتے دیکہا

واہ اے **قدر** نہ اشکون سے بجہی دل کی لگی
ہمنے برسات مین گہر آپکا جلتے دیکہا

دل ہمارا مورد جور و جفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

زخمی تیغ تبسم نے کہا جب حال دل
ہنسکے بولے پہر کہو تو کیا ہوا کیونکر ہوا

جاے قلقل اوس سے حق حق کی صدا آنے لگی
گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا

روح اپنی تو نے پہونکی ہے جو میرے جسم مین
خبط ہے واعظ کو مین تجہسے جدا کیونکر

بے دہن باتین بنانے سے عقیدہ پہر گیا
ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا

جذب الفت جب نہو دل مین تڑپ کس کام کی
مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

یا تو کچہہ مینے نکالا منہہ سے یا تو نے کہا
میرا تیرا تذکرہ یون جا بجا کیونکر ہوا

دل سے نکلی آہ پہر بہی دل مرا افسردہ ہے
تیرے چہو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا

میرے دل سے تہا وہ خود بین کس قدر نا آشنا
پہر وہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا

جو مہینون بعد آتے تہے قدیمی ہو گئے
روز جو آتا تہا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا

جب یہ نالے ہمارے عرش پر جانے لگے
بولے ہنسکر آسمان مین راستا کیونکر ہوا

یوسف ثانی کے کہنے پر خفا ہو کر کہا
خیر ہے کچہہ میرا ہمسر دوسرا کیونکر ہوا

قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لا مذہب تہا وہ

پھر نہین معلوم اوسکا خاتما کیونکر ہوا

١٨

آدمی کی کیا حقیقت تھی اوسی کیا کر دیا
اے سحاب مکرمت قطرے کو دریا کر دیا

حسن دیکر اوسنے ایک اک عیب پیدا کر دیا
گل کو بہرا کر دیا نرگس کو اندھا کر دیا

اونکے چہرے سے نقاب اوٹھی چمن سا کھل گیا
آنکھون کو نظارے نے پھولونکا دونا کر دیا

اے زمین محشر تلک احسان نہ بھولے گا ترا
میری خاطر تو نے خالی ایک کونا کر دیا

یار سے طالب ہوا جب بوسۂ رخسار کا
ہنسکے میرے سامنے شوخی سے تلوا کر دیا

تیغون پر تیغین کمانون پر کمانین کھنچ گئین
کچھہ نہ کچھہ آنکھون نے ابرو کو اشارا کر دیا

حلقہ مارے ایکدن دیکھا تھا شاید سانپ کو
یار نے اپنے کھلے بالون کو جوڑا کر دیا

جب شراب زعفرانی پی دمک اوٹھا وہ رخ
آب زر نے صفحۂ قران مطلا کر دیا

جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا مین بنایا ہر جگہہ
رخ کو گورا کر دیا زلفون کو کالا کر دیا

ایسا سونا کیا جو ٹوٹین کان ای ابر بہار
مارے بوچھارونکے پھولونکا بچھونا کر دیا

خال و خط سے اور بھی چہرے کی آرایش ہوئی
دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا

دل پہ کیا صدمہ ہے کہنے مین نہین ہین ہاتھہ پاؤن
رنج فرقت نے ابھی سے مجھکو بوڑھا کر دیا

باغبان نے سرو کو چھانٹا چمن ٹٹا گیا
قمریون نے باغ مین اک حشر برپا کر دیا

سچ یہ کہتے ہین کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے
آپ نے دل لیکے مجھسے جان من کیا کر دیا

مہندی مل ملکر چلا محشر کی چالین وہ قمر
آفتاب حشر کو نقش کف پا کر دیا

یا خدا یونہین سہی رونی جو ہونی تھی مجھے
کیون نہ تو نے یار کے دلکا سویدا کر دیا

ناک بھون ایسی چڑھائی شکل بگڑی آپکی
منھہ بگڑنا رہگیا تھا بوسہ جھجھلا کر دیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناب جبر نے

ذرے کو سورج کیا قطرے کو دریا کر دیا

۱۲

چھوٹے سے سوا ہے دل دیوانہ ہمارا / تربت مین ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

دم آنکھون مین اٹکا ہے ذرا شکل دکھا دو / جلد آؤ کہ لبریز ہے پیمانہ ہمارا

یہ عشق کی چالین ہین یہ الفت کی ہین راہین / دو قدم رہ کر بھی ہو جاتا ہی بیگانہ ہمارا

میرے دل شفاف کو صد چاک جو دیکھا / بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا

ہے داغ جنون تاج غم و یاس ختم ہی / دیکھو تو ذرا ٹھاٹھ امیرانہ ہمارا

الفت کے یہ معنی ہین اوسے نیند نہ آئی / جب تک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا

تقدیر مین لکھا ہے تو وہ اوڑ کے ملیگا / ہوگا تہ گھر اگر دانہ ہمارا

کیا صاحب کو فرماتے ہو یہ دل سے نہوگا / یہ عقل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا

سائے کے لئے ابر سیہ جھوم کر آیا / جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا

بھولے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لائے / ہان آپ کے قابل نہین کاشانہ ہمارا

جتنا تمھین دیکھا تھا برابر بھی آنسو / ہر دیدہ ہے پیمود کا پیمانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے
ہم شمع ہین یہ **قدر** ہی پروانہ ہمارا

۱۶

مزاج پوچھا جو کرتے تھی صبح و شام ہمارا / قبول ہوتا نہین اب وہان سلام ہمارا

بندھا ہے کاسۂ سر مین خیال ساقی کوثر / بھرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا

ہین کس شمار مین کیا موت کیا حیات ہمارے / فقیر عشق ہین کیا کوچ کیا مقام ہمارا

بنا کے گھر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک زلیخا / عزیز مصر بھی ہے اندنون غلام ہمارا

رہے یہ آپکی صحبت مبارک آپکو صاحب / جو غیر مجرے کو آئین تو بس سلام ہمارا

فلک کے پار گزر جائینگے فراق مین نالے
پڑیگا طائر سدرہ پہ آج دام ہمارا

گلے ملے نہ پھر ایا گلے پر آب نے خنجر
بھلا برا کوئی نکلا نہ تمسے کام ہمارا

ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہین بہتر
اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا

تقیہ اپنے طریقے مین کسطرح نہو واجب
چھپا ہے آنکھ سے انسان کے امام ہمارا

زبان سے کفر نکلتا ہی اپنے دلکی تڑپ سے
خدا کے مثل کہی جا نہین قیام ہمارا

چھرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دی ہمین قاتل
تو اتنا اور ٹھہر کام ہو تمام ہمارا

یہ کہنا یار سے مجرا ہمارا بند عبث ہے
یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا

دیئے جو داغ تو تمہنے ہی نیل بوسونکی ڈالی
وصول دن سے ہوا آج دام دام ہمارا

جریدہ بین کو ہم ٹیک کر اوٹھینگے لحد سے
جو مٹی دیگا ہمین سرو خوشخرام ہمارا

بھرا ہے چھرے کا مضمون کوٹ کوٹکر اسمین
بکے گا کاغذ زر کیطرح کلام ہمارا

خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ
محمد اپنا نبی ہے علی امام ہمارا

۱۲

دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھل کر رہ گیا
مین جہان بیٹھا برنگ شمع جل کر رہ گیا

ڈہل گئی جب دہوپ طاقت سے مین بہی ڈہلگیا
سایۂ دیوار جانان سے پھسل کر رہگیا

گالی دیتے تھے کہ بوسے کی اجازت تھی ہمین
کچھ نہ سمجھے ہم یہ کیا منہ سے نکل کر رہگیا

سجدہ مین آنکھون سے اک دریا بہایا قیس نے
ناقۂ لیلیٰ بھی دو ہی گام چل کر رہگیا

منفعل قاتل کو میری سرفروشی نے کیا
قتل کرتے تو کیا پر ہاتھ مل کر رہگیا

جب سنا گھر سے قدم رکھا ہے باہر یار نے
منہہ سے نالہ آنکھ سے آنسو نکل کر رہگیا

ضعف بھی کچھ کم نہین ہے روغن عیار سے
یار کے کوچے مین مین صورت بدل کر رہگیا

سخت جانی سد راہ مرگ آخر ہوگئی
خنجر قاتل مری گردن پہ چپل کر رہگیا

بچگیا دل رہگیا سفاک پلکین مار کر
ترک چشم یار گویا ہاتھ مل کر رہگیا

تیغ کھا کر صورت گرداب چکرایا جو مین
موج کی مانند قاتل ہاتھ مل کر رہگیا

کٹ رہے احباب جب مجھکو اوتارا قبر مین
قافلہ سب منزل اول پہ چپل کر رہگیا

قدسیون کے کان کھولے **قدر** میری آہ نے
واے محرومی کہ اک گوش اجل کر رہگیا

۱۱

عاشقون کو تپ کا حیلا ہوگیا
گھل گئے تن رنگ پیلا ہوگیا

روکنا لیلیٰ کو حیلا ہوگیا
روسیہ سارا قبیلا ہوگیا

کھینچکو چوٹی سے دل بیتاب کو
دیکھئے موباف ڈھیلا ہوگیا

ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی
نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہوگیا

میرے نالے سنکے کہتا ہی وہ شوخ
کیا گلا انکا سریلا ہوگیا

اوس سنہری رنگ مین ہی وہ چمک
نتھ کا سونا رخ سے پیلا ہوگیا

جب بھڑک اوٹھے مرے داغ جنون
کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہوگیا

ہر بہانے موت ہے ہر حیلے رزق
مر گئے فرقت کا حیلا ہوگیا

یار غصے سے گل رعنا بنا
بوسہ مانگا لال پیلا ہوگیا

عشق نے پہنچا دیا اللہ تک
خیر اک بت کا وسیلا ہوگیا

قبر نے ایسا دیا ہمکو فشار
بند بند اے **قدر** ڈھیلا ہوگیا

کھبیا یار آنکھون مین نقشا تمہارا
مہ چاہ نخشب ہے مکھڑا تمہارا

نہ کیونکر بنے ساتھ میرا تمہارا
کہ تم ہو پری مین ہون سایا تمہارا

کنہیا بنایا ہے وحشت نے مجھکو
یہ رگ رگ مین دوڑا ہی سودا تمہارا

کہا ہمنے دل لیکے تمنے جلایا
بگڑ کر وہ بولے کلیجا تمہارا

عبث پوچھتے ہو کہ بندہ ہی کسکا
کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا

گھڑی بہر مین ناراض دم بہر مین راضی
مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا

تمہین لیگئے تھے مرا دل وہی ہو
کھنچا ہے مرے دل پہ نقشا تمہارا

جو تم ایک ٹھوکر سے ہمکو جلا دو
قدم چومین بانیان مسیحا تمہارا

بلند اسقدر حسن کا مرتبہ ہے
کہ خورشید گردون ہی سایا تمہارا

مرا دل چرا کر اسی مین دہرا ہے
بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا

یہ اُلٹا پہننے کا چلن ابتو چھوڑو
لٹکتا ہی صاحب ڈوپٹا تمہارا

اوڑین ہوش پریونکی یہ یونکی صورت
اگر اون پہ پڑ جاے سایا تمہارا

مزا دید کا اپنی آنکھون نے لوٹا
جہروکون سے دیکھا جھمکڑا تمہارا

دل یار تک نالے اے قدر پونہچے
ہوا عرش تک بول بالا تمہارا

۱۲

کہان تک کہون بیوفا یاد رکھنا
سبق ہو گیا روز کا یاد رکھنا

ہمین بہولنا دیکھنا یاد رکھنا
خبردار اچھا بھلا یاد رکھنا

یہ کہہ کہکے سمجھاتے رہتے ہین دلکو
جو بھولے ہمین اوسکو کیا یاد رکھنا

گزر جائیگی شب پلک مارنے مین
پر اسوقت کی التجا یاد رکھنا

یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین
جسے دیکھنا بہالنا یاد رکھنا

اوڑا کے لئیے پھرتا ہے خاک میری — یہ اٹکھیلیان اے صبا یاد رکھنا

خدا جانے کس نے سکھایا ہے تمکو — بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا

نہ آگے بڑھینگے قدم تیرے قاصد — یہی ہے وہان کا پتا یاد رکھنا

رقیبونکا مذکور رہتا ہے ہر دم — کہان سے یہ سیکھے نیا یاد رکھنا

یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہین میرے — غضب ہے جو تمنے چھوا یاد رکھنا

کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر — چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکھنا

کبھی پھر بھی ایجان تکلیف کرنا — یہ چھلین یہ جلسے ذرا یاد رکھنا

جنون ہوگا اے **قدر** عشق پری مین
یہ اسدم کا کہنا مرا یاد رکھنا

۱۶

پاس آتا مرے عیسی تو وہ موسی ہوتا — تپ یہ ہے ہاتھہ جو رکھتا ید بیضا ہوتا

تیرے جانے سے بہی درد جگر ایسا ہوتا — خفقتِ فاش اوٹھاتا جو مسیحا ہوتا

واعظون سا بہی ترشرو نہین دیکھا ہمنے — منہہ سو بادہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا

نہ ہوئے حضرت موسی کہ دکھا دیتے ہم — یہ بہی ممکن تہا کہ ہم سے کبھی پردا ہوتا

کتنی انمیل طبیعت ہے تمہاری صاحب — چہرہ سیمین تہا تو موباف سنہرا ہوتا

بہیڑ ہے قتل کو سب مجھکو لئے جاتی ہین — تم بہی آجاتے تو میلے مین تماشا ہوتا

خواب مین بہی یہ تمنا ہے نہین تم ہوتے — آنکہہ جب کہولتے ہم آپ کا جلوا ہوتا

اونکو لکھتا مین رخ زرد کا احوال ایسا — کہ کبوتر بہی مرا سونے کی چڑیا ہوتا

خوب زوردن یہ نہ تہا قیس کا ہنگامۂ عشق — جب تماشا تہا کہ لیلی کو بہی سودا ہوتا

گو خدا مار کے سو بار جلاتا مجھکو — ترا بندا ترا بندا ترا بندا ہوتا

ایک بوسہ جو ہمین آپ عنایت کرتے
نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا

چلتے محشر مین تو دامن مین گرہ دے لیتا
آپ کب بچتے اگر مین کہین رسوا ہوتا

شب کو خالی تہا مکان اور اندہیرا گہپ تہا
کیا کہین تم نہ ہوئے آگئے جو ہونا ہوتا

دہن تنگ مین حیرت تہی نہایت مجہکو
تم اگر باتین نکرتے مجھے سکتا ہوتا

اوس جگہہ مجہکو جنون مین کوئی پہونچا دیتا
کہین پانی کہین ٹاپو کہین صحرا ہوتا

قدر کچھہ خیر ہے کہنے کی ہین ساری باتین
ادن سے بہتر کوئی ہوتا تو بھلا کیا ہوتا

۸

جب ملایا خاک مین بولے قضا تھی مین نہ تہا
کرکے پہر برباد فرمایا صبا تھی مین نہ تہا

سب وہی تھی دل وہی تھی تن وہی تھی جان وہی
ابتدا مین ربط کی کچھہ انتہا تھی مین نہ تہا

ابتدا مین صحبت اچھی چاہیے انسان کو
کیا کہون جب آپکو شرم وحیا تھی مین نہ تہا

چین کرتا ہون سدہارے وامق وفرہاد وقیس
مصلحت خالق کی اُن روزون وبا تھی مین نہ تہا

غیر مہندی پیستے ہین یون جلاتے ہو مجھے
اب نہ مانونگا جو کہیئے گا حنا تھی مین نہ تہا

کیا سبک عالم مین گزری جب تلک زندہ رہا
سچ جو پوچھو ہڈیون مین اک ہوا تھی مین نہ تہا

کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے
تیرے گھر مین آنے کے قابل صبا تھی مین نہ تہا

قدر ان مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا
غم یہی ہے میری شہرت جابجا تھی مین نہ تہا

۱۶

غضب ہے سبزہ بلائے جمال ہونا تہا
خط غبار کو گرد ملال ہونا تہا

جھکے ہی رہتے جو صاحب کمال ہونا تہا
طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تہا

مجھے جنون ہے تمہین اور مجھسے وحشت ہے
مراد ہ رنگ تمہارا یہ حال ہونا تہا

فلک کیطرح نہ کیونکر مٹاتے چلتے وہ
زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا

کبھی جوانون پہ بھی چشم لطف پیر مغان
ابد ہر بھی دور می کہنہ سال ہونا تھا

ہوا مین سرد مگر سوز داغ دل ہی وہی
اس آفتاب کا ابتو زوال ہونا تھا

ہزار دن پہ زسے اوڑتا لباس ہستی کے
وہی جنون مجھے پہر ابکی سال ہونا تھا

قدم کو چہو کے پسے صورت حنا عاشق
خود اسپنے ہاتہون ہمین پایمال ہونا تھا

نہ تھے خلیل جو دم بہرتے چاند تارونکا
ہمین تو عاشق رخسار و خال ہونا تھا

جگر پہنکا جو تپ غم سے جان وہی رو کر
برنگ شمع مرا انتقال ہونا تھا

پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اونکے
ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا

نہ تہا مین سبزۂ بیگانہ گرد راہ تہا مین
تواضعون مین مجھے پایمال ہونا تھا

ہمین تو چین نہین ایکدم تمہارے بغیر
تمہین بھی یار ہمارا خیال ہونا تھا

بلایا تمنے تو مین ضعف تن سے جا نسکا
تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا

زمین مین آہ مین گڑ گڑ گیا ندامت سے
کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا

ہمارے سینے سے ای قزرو لپٹ جاتے
جگر کے زخمون کا یون اندمال ہونا تھا

۱۲

آئی تھی باغ مین کہسار سے مخمور گھٹا
تاک بڑھ بڑھ گئی نشہ مین ہوئی چور گھٹا

یارب پینگ تر ہا جمع ہین اسباب طرب
چمن و ساقی و می مطرب و طنبور گھٹا

دامن رحمت باری مین چہپا میرا راز
مین ہوا اشک فشان ہو گئی مشہور گھٹا

گرم و تر مین ترا جلوہ نظر آیا مجھکو
بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا

یہ سیاہی تو مرے نامۂ اعمال مین لکھ
یا الٰہی کہین طول شب دیجور گھٹا

آیئے آیئے بارش کا بہانہ کیا ہے
یہ تو بنجانا ہے وہ دل رنجور گھٹا

لطف تھا پینگ بڑہانے مین جو کہلتا جوڑا
مہک اوٹھتی صفت موے سر حور گھٹا

دہوپ مین تمنے بٹہایا تو نہ ایذا پونچہی
بنگیا وہ دل عاشق رنجور گھٹا

خاک مین ملگئی بنیا دپڑہا جب دریا
جسقدر عشق بڑہا یہ تن رنجور گھٹا

کسطرف دہیان ہی جہولے یہ تری بال کہلے
سر یہ جہک جہک پڑے ای ساقی مغرور گھٹا

یا الٰہی یونہین سرسبز رہے باغ مراد
زیر انگور رہون میکش سر انگور گھٹا

یہ بہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھ
قدر کی قدر نہ تو اے بت مغرور گھٹا

۱۴۱

روز کا رونا دم آخر گیا
خانۂ ہستی پہ پانی پہر گیا

ابرو دلدار سے دل پہر گیا
طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا

اشک اُمڈے ہجر مین جب آہ کی
برق چمکی اور بادل گھر گیا

لاغری مین قید وحشت سے چھٹے
طوق گردن ڈہیلا ہوکر گر گیا

خون فرہاد اسقدر شیرین ہوا
تیشۂ فولاد کا منہہ پہر گیا

مین چلاتا تو سنالہ پہونکتا
کس تزک سے وہ بت کافر گیا

دل نہ ہاتہہ آیا نہ جب بوسہ دیا
جب نہ دی قیمت تو سودا پہر گیا

سخت جانی نے کیا تیہر مجھے
نیمچا سفاک کا کر کر گیا

اے صنم مجھسے خدا سیدہا رہے
خیر اگر تو پہر گیا تو پہر گیا

قطعہ

تیرے در پر عابد و زاہد ہوا
کوئی بہی جب فاسق و فاجر گیا

موج دریا سے کرم نے کی مدد
ڈوبتے ہی ڈبتے وہ ترگیا

گھر عدم ہی یہ جہان سے سیر گاہ
آبرو اسنے ملائی خاک مین

ہر کوئی دم بھر کو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھون سے میری گر گیا

کیا عجب اے **قدر** دن پھیرے مرے
جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا

۱۵

دیکھنا غافل نرہنا چشم تر سے دیکھنا
آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا

ہم بھی دانتون پر کسیکے پھر اکھائے آتے ہین
کہدو حورون سے ذرا قصر گہر سے دیکھنا

زلف ورخ دکھلا کے کوٹھے سی اشارہ کر گئے
راہ میری شام تک وقت سحر سے دیکھنا

ایک نالہ تو مرے منہہ سے نکلنے دو کہین
آپ گھبرا کر نکل آؤ گے گھر سے دیکھنا

کچھہ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدمو
رنگ میرے چہرے کا تم دوپہر سے دیکھنا

یہ سمجھنا شاعر و عنقا پھنسا ہی دام مین
بال جب لٹکے ہوئے اونکی کمر سے دیکھنا

یار آنکھون سے گرے ہین لخت دل اشکون کی ساتھہ
موتیون کے ساتھہ مین یاقوت تر سی دیکھنا

حسن مین کسکی ملاحت کا مزا ہے واعظو
رخ ملا کر یار کا شمس و قمر سے دیکھنا

صبح تک ان سوکھے ہونٹون سے دعا ہی اور ہم
شام تک پھر راہ اونکی چشم تر سے دیکھنا

جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم
اک نظر تو جھانک کر دیوار و در سے دیکھنا

آدمی سب خوبصورت ہین محبت چاہیئے
چاہیئے لیلی کو مجنون کی نظر سے دیکھنا

غیر سے آنکھین لڑتی ہین کچھہ خبر میری نہین
اک نظر اس سمت بھی پھر کر ادھر سے دیکھنا

دمبدم اسکی لچک کرتی ہے مجھکو بیقرار
مین لپٹ جاونگا اس نازک کمر سے دیکھنا

ڈھل رہا ہے نیل آنکھون کا ذرا صورت دکھاؤ
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع زادون کی بھلائی چاہتے ہو تم اگر

اپنے شعر اے **قدر** دشمن کی نظر سے دیکھنا

	۱۵	
تمنے مکھڑے پہ جو گیسوے پریشان چھوڑا		کالا پردہ در کعبہ پہ مری جان چھوڑا
دیکھنا سرو کو پیش قد جانان چھوڑا		خط رخ دیکھ کے نظارۂ ریحان چھوڑا
جاذب دل کھینچکے لایا تو یہ قسمت دیکھو		راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا
آپ تو حور ہین لیکن ملک الموت سے حسن		ایک بھی خلق مین زندہ نہ مری جان چھوڑا
تنگ آیا ہون بہت دست جنون سے یارب		جاک کے دامن مین پہنسا جب سے گریبان چھوڑا
دل پر داغ کو لپکا ہے تری آنکھون کا		ہمنے چیتے کو پئے صید غزلان چھوڑا
کوچۂ یار سے بہکا نہ مجھے اے واعظ		باز آیا یہ ترا روضۂ رضوان چھوڑا
ہاے اس ہوس نے ویران کیا کس کس کو		کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا
بادبان ہمنے اوتارا تو ر کی کشتی عمر		مر گئے ہاتھہ سے قاتل کا جو دامان چھوڑا
دیر و مسجد مین ترا ذکر ہے اللہ اللہ		حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا
نہ تو آسکتا ہون صیاد نہ جا سکتا ہون		پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا
سیر ہے داغ جورو نے مین چمک جاتا ہے		تو نے دریا مین چراغ ایدل سوزان چھوڑا
پہر رخ و زلف دکھا کر وہ چلے گھر کی طرف		الغرض پہر مجھے حیران و پریشان چھوڑا
پاے مجروح پہ مجنون کے بہت کام آیا		ہمنے دامن جو سر خار مغیلان چھوڑا

ایک ہی وار مین تہا **قدر** کا وارا نیارا
ایک ہاتھہ اور نہ اے قاتل دوران چھوڑا

	۱۵	
کیون جمع کرون وقت سے ہر وقت اجل کا		توشہ ہمی کل کا تو بہروسا نہین کل کا
اقرار عدم مین ہوا ایک ایک عمل کا		حاکم نے لیا چور کچہری مین محلکا

تربت مین نکیرین سے کیا بنتی ہی دیکھین
جلسہ ہے نیا سابقہ ہے پہلے ہیل کا

شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہین جاتا
نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو ہلکا

بس آئی قضا اوسکی ادا جسکو دکھائی
تم حور ہو پر غمزہ فرشتہ ہی اجل کا

محشر مین کیا بھی بچھا نہ چھٹا ضعف سے افسوس
ہلکا ہوا پلہ مری میزان عمل کا

جب آنکھ کھلی سحر مین روتے ہوئی اوٹھے
لو صبح ہوئی اور کھلا پھول کنول کا

دل چاک ہوا الفت ابرو مین ہمارا
دروازہ نہ طیار رہا اونکے محل کا

مہندی نہ چھٹے گی تمہین آنا ہو تو آؤ
مہمان ہون مین تو کوئی دم کا کوئی پل کا

ذرّون کی طرح خال کی سودے مین ہون برباد
کیسا مرے طالع مین پڑا جوگ زحل کا

رخسار و لب یار کی یاد آگئی جسدم
جنت مین مزا زہر ہوا شہد عسل کا

پہلو مین سوتے ہو مگر دل سے خبردار
دیکھو کہین پھوڑا نہ دکھے بائین بغل کا

رفتار ہی اونکی مری عمر روان سے
لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا

کیا نور کے پیدا کیے مضمون سراپا
دم بھرتا ہون شاگردی استاد ازل کا

عقدے دہن تنگ کے سب قدر نے کھولے
اک بوسہ اسے دیجیے انعام غزل کا

١٤١

دعویٰ کیا ہے اونکے رخ بیمثال کا
کہدو قمر سے داغ تو دھو ڈالے گال کا

زلفون کے بل نے حسن بڑہایا جمال کا
گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا

وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا
ہے تیسوین کو بھی غرہ ہلال کا

چشم و دل و جگر ترے در پہ لٹکتے ہین
نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا

تصویر بنگیا ہون جھپکتی نہین پلک
فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

جب سے کھلی ہے انکھہ ندیکھا سوائے رنج
سرمہ بنا مرے لئے گرد ملال کا

بلبل لقب کہین کہین طاوس ہی خطاب
شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا

داغون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پر آہ
کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا

جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کھل پڑے
پروردگار بند رہے لب سوال کا

جو سبھیپر آئی تہی مرے دل پر گزر گئی
ہوتا ہے خیر جان کے نقصان مال کا

شق القمر اشارۂ انگشت سے ہوا
کیا تیغ چہے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا

معنی مین نور چاہئے صورت مین ہو نہو
یون تو سیاہ تہا کہین چہرہ بلال کا

دم بند ہوگا سامنے ابروے یار کے
چڑہ جاے لاکہہ چرخ پہ تیغا ہلال کا

سودا سا مجھکو ہوتا ہے اے **قدر** خیر ہے
کیون ذکر چھیڑتے ہو بہلا اگلے سال کا

۹

وصف رخسارہ جانان نہوا تہا سو ہوا
آج تک نظم مین قرآن نہوا تہا سو ہوا

حال پوچھا جو شب وصل کا ہمرازون نے
ہنسکے شرما کے کہا ہان نہوا تہا سو ہوا

تم جو مردے پہ مرے آئی ہو کچہہ دیر نہین
اب تلک دفن کا سامان نہوا تہا سو ہوا

مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھے
ساکن شہر خموشان نہوا تہا سو ہوا

دی رقیبون کو انگوٹھی جو نشانی تمنے
مور بی پر بہی سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابتو گہونگٹ کو اوٹھاؤ چلو دیکھا دیکھا
رخ چراغ تہ دامان نہوا تہا سو ہوا

مرے مقتل مین عجب چال سے آیا قاتل
باغ مین سرو خرامان نہوا تہا سو ہوا

خط کے آنے سے مجھے بوسہ دیا خود اوسنے
اوسکے تنکے کا بہی احسان نہوا تہا سو ہوا

کیون نہ آنکھون سے کرون برق کی خدمت اے **قدر**

ہند مین غیرت حسان نہوا تہا سو ہوا

١٨

تہا جو مین پامال فوج گردش افلاک کا
سب کمہارون نے بنایا چاک میری خاک کا

مٹ گئے لیکن وہی ہی جور اوس سفاک کا
مر گئے پر بہی بنا تودہ ہمارے خاک کا

رطب و یابس رنج جہیلا گردش افلاک کا
یا بہنور پانی کا ہون مین یا بگولا خاک کا

گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشت خاک کا

باعث حیرت ہی سبزہ روے آتشناک کا
ہے تعجب آگ مین رہنا خس و خاشاک کا

گریہ و زاری کی کثرت سے بنا ہون مین حباب
آنکھون مین دم آرہا ہے عاشق غمناک کا

افعی کاکل سی کیا پوچہے گا عاشق کو گزند
خال روے یار مین ہے خاصہ تریاک کا

آمد و رفت نفس سی مجھکو آتا ہے یہ خوف
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا

رند باتون مین بتاتے ہین خبر معراج کی
عرش سے ٹکر لیا کرتا ہے طارم تاک کا

فیصلہ محشر مین یون ہوگا خدا کے سامنے
ہاتہہ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا

ساقی ہوش سی میخانے کا درجہ ہی بلند
دورۂ ساغر بہی گویا دور ہے افلاک کا

مجھکو حیرت ہو تو آئینہ بہی ملجاے ابہی
یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا

خاکسارون سے جہکی ہین عرشیون کی گردنین
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ پتلا خاک کا

پی گیا آنسو جو مین وہ اور افسردہ ہوا
دل یہ پالا پڑ گیا ہے دیدۂ نمناک کا

اسقدر چہوٹا ہے یہ زیور کی کچہہ حاجت نہین
ہے دہن گویا بلاق ای یار تیری ناک کا

جو توکل کرتے ہین اونکو پریشانی ہے کم
زور کم چلتا ہے آب بستہ مین تیراک کا

جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہین
سامنا پہر ہوگیا جمشید سے ضحاک کا

ورد ہے لے قدر مجھکو نام ابن بوتراب

ہاتھہ مین کنٹھا رہا کرتا ہے خاک پاک کا

۷

برنگ زلف نہ اب بل کی لو ہوا سو ہوا — چھوا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا

وہی حضور وہی مین وہی نظر وہی آنکھہ — تم اب سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا

ہم انفعال مین روتے ہین اے سحاب کرم — ہمارا نامۂ اعمال دہو ہوا سو ہوا

ہمارے قتل کا اے یار سوگ کیا کرنا — خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سو ہوا

نہ پوچھو ہم سے کہ منہہ لائی پاس گالکی کیون — منگا کر آئینہ تم دیکھہ لو ہوا سو ہوا

شب وصال مین فرقت کا حال سنکے کہا — نصیب جاگے ہین سوتے رہو ہوا سو ہوا

سنا ہے عشق پہ یزاد ترک کرتے ہو قدر
یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا

۲۳

وصل کا دن جلد بسر ہو گیا — ایک منٹ ایک پہر ہو گیا

آہ جو کھینچی تو شجر ہو گیا — داغ جو کھایا تو ثمر ہو گیا

ہم تو اوسی شعر کو کہتے ہین شعر — منہہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا

بس کمرِ یار نظر آچکی — تارِ نظر موے کمر ہو گیا

دیکھ کے رخسار وہ نالے کیے — طائرِ دل مرغِ سحر ہو گیا

بے طلب آئے مرے گھر آیئے — بیٹھیے بس آپکا گھر ہو گیا

ہاے کسے روؤن مین اے دردِ دل — تو جو تھا دردِ جگر ہو گیا

وصل مین مل ملکے زبانین لڑین — یار سے مین شیر و شکر ہو گیا

آب رہا آنکھہ مین جب تک رہا — آنکھہ سے نکلا تو گہر ہو گیا

عالم اسباب کہان ہم کہان — میلے مین اپنا بھی گزر ہو گیا

کیا مری آنکھون کی ہے عادت بری
دیکھا جسے مد نظر ہو گیا

داور محشر کا قصور اسمین کیا
یار جدہر تھا مین ادہر ہو گیا

گرمی مے سے جو عرق آگیا
چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا

ہجر مین جب پی گئے ہم اشک سوز
کان نمک زخم جگر ہو گیا

تھی رمضان مین مری حالت تباہ
خوب ہوا شہر بدر ہو گیا

دل مین سمایا ترے چہرے کا دہیان
آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا

بے دہنی اور شگوفہ ہوئی
عیب بھی صاحب مین ہنر ہو گیا

ختم ہوئی سنگدلی آپ پر
دل کا سویدا بھی شرر ہو گیا

یار چھلاوا ہے کہ انسان ہے
گاہ پری گاہ بشر ہو گیا

آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے
قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہو گیا

رات کو یاد آپ کی ٹالے گا کون
دن تو امید دن مین بسر ہو گیا

چھیڑ لیا لوگون نے مضمون شعر
ٹکڑے مرا لخت جگر ہو گیا

حالت غش دیکھنے آیا تھا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا

۱۸

دربارون مین خاک اوڑتی ہے جایا نہین جاتا
مٹی مین تو عزت کو ملایا نہین جاتا

اوس خال کا چہرا کبھی کہایا نہین جاتا
لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہین جاتا

ربط ابروے قاتل سے بڑہایا نہین جاتا
تلوار کے منہہ پر کبھی جایا نہین جاتا

جنت نہین کوچہ ترا اے حور تو کیا ہے
جاتے ہین تو پھر کس لئے آیا نہین جاتا

بوسے بھی زنخدان سے لئے ہمنے جبین تک
لیکن وہ دہن تو کہین پایا نہین جاتا

ہو سکتی نہین دلشکنی مجھسے کسیکی
کعبہ تو مسلمان سے ڈہایا نہین جاتا

اس ضعف مین یہ عشق کہین گر نہ پڑے مین
یہ بوجھہ تو گردون سے اوٹھایا نہین جاتا

مرتا ہون مین اسپر کہ وہ آواز سنائین
لو سورۂ یٰسین بھی سنایا نہین جاتا

بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو
نازک ہین بہت ہاتھہ لگایا نہین جاتا

اے رشک چمن خاک مروت نہین تجھمین
اک پھول بھی تربت پہ چڑہایا نہین جاتا

غنچے کی روش دم بخود اس باغ مین ہون مین
بلبل کیطرح شور مچایا نہین جاتا

ہاتھہ آپکو اغیار لگاتے ہین غضب ہے
اک نیمچے کا ہاتھہ لگایا نہین جاتا

ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہین بتون کو
کیا قہر ہے دہیان انکا خدایا نہین جاتا

فرمائے تو قتل پہ کیون ہاتھہ اوٹھاتا
عاشق کا جنازہ اب اوٹھایا نہین جاتا

سیدہی بھی جو کہتا ہون سمجھتے ہو تم اولٹی
کچھہ آج مزاج آپکا پایا نہین جاتا

بدرگ ہے وہ بت کیجیے کسطرح صفائی
پتھر کی لکیرون کو مٹایا نہین جاتا

مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ مین روکون
فرزند تو ہاتھون سے گنوایا نہین جاتا

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے **قدر** مرین کیا
مٹی مین جوانی کو ملایا نہین جاتا

٢٣

اولٹ گئے دفتر سپہر آسمان کا کیا رخ آہون نے لامکان کا
پڑا رہا شور الامان کا دہرا رہا غل کہان کہان کا

تنکا تہا کوٹھا جو اوس جوان کا ہے چڑہکی پہانسی یہ گو جہانکا
کیا سوال اوس سے آسمان کا دیا جواب اوسنے ریسمان کا

ہزار پلّا ہو درمیان کا سچا دعنقا ہے مرغ جان کا
اشارہ اوس ترک نوجوان کا خدنگ ہے اک کڑی کمان کا

عدم کی ہستی کا مین مکین ہون بقا جہان ہون فنا وہین ہون
ہزار اوٹھون مین تو کچھہ نہین ہو غبار ہون صحن لامکان کا

ہوا خزان کی یہ رنگ لائی کہ ہم غریبونکی خاک اوڑائی
وہ زرد دانہ ہی چمن مین آئی پتا نہین اپنے آشیان کا

جو خستہ پائی نے تشنہ پایا تو شمعِ سوزاں مجھے بنایا
کہ خار پا نے جو سر اوٹھایا بنا وہ کانٹا مری زبان کا

نقد انہ سینہ ہی توڑ کافر جگر بھی حاضر ہے دل بھی حاضر
بتا تو اے تیرِ عشق آخر ترا ارادہ ہے اب کہان کا

یہ وہ ہین جو دل سوزِ غم سہیگا تو صبح تک حال کیا رہیگا
کہ شمع سا اشک مین بہیگا پگھل کے مغز اپنی استخوان کا

خوشامدان کی ہی انتہا کچھ ابھی ابھی کہہ چکا ہون کیا کچھ
بڑا ہی معشوق سے سوا کچھ دماغ دربان پاسبان کا

ابھی ہم آغوش ہونگی جا ہی لپٹ بھی جاو کچھ دیر کیا ہے
کہ ناف تک دم نکل چکا ہے بہر دسا کیا تیرے نیمجان کا

پڑا جو غمزے کا دل پہ بھالا چبھا کے پلکون نے پردہ ڈالا
نہ دل نے انکھونکو دیکھا بھالا نہ انکھون نے دلکو تاکا جھانکا

ہم اپنا حسرت بھرا ہوا دل جو لیکے بیٹھے میانِ محفل
ہوا یہ سبکو یقینِ کامل کہ اک مرقع کھلا جہان کا

پڑیگا یکرنگیون کا سایا تو حسن مرجھا کی عشق ہوگا
بنے گا ہر سر دھلکے تنکا چمن مین قمری کے آشیان کا

ہزار نالے کرون تو حق کیا ہی کہین سماعت بھی یا خدا ہے
شوالے مین سنکھ پھنک رہا ہی تو شور کعبے مین ہے اذان کا

بہار کی جب ہوا سمائی تو قسمتون سے خزان ہے آئی
گلاب کی جب قلم لگائی تو پھول وترا ہے زعفران کا

عبث بھری ہی نگاہ جادو کہ تیر کج ہی خطای بازو
بہت بلون پر ہے ناحق ابرو کہ خانہ ہی عیب ہر کمان کا

زمین سے سوی چرخِ گردان چلا تھا نالہ بشور و افغان
ہوا نے ایسا کیا پریشان رہا زمین کا نہ آسمان کا

ہزار پردے مین نگ لائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی
شباب کی جب امنگ آئی تو جوبن ابھرا کسی جوان کا

پڑین تمانچے اگر ہوا کے تو پرزے پرزے اوڑین گھٹا کے
بس آ گئے ہر نالہ رسا کی یہ حال ہی جرمِ آسمان کا

جو بیٹھا اسے محبتِ گل رہا نہ ہو دامنِ توسل
جو خاک ہوجائے جسمِ بلبل غبار ہو صحنِ بوستان کا

وہ برقِ طورِ تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
بجھا ہوا تھا کوئی شرارا حضور کے سنگِ آستان کا

دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونون آنکھون کا سامنا ہے
ادھر ہی اک گھاو تیر کا ہی ادھر ہی اک زخم ہے سنان کا

کہان ہین قدر اجل رسیدہ نگاہ و ابرو ہوی کشیدہ
ہوا وہ ترکش سی تیر چیدہ چڑھا وہ چلہ تری کمان کا

۲۴

جڑا ہوا اس کمر مین فغان کا دہوان اوٹھا سوزشِ نہان کا ‏ — یہ دم گھٹا کچھہ دلِ تپان کا سمٹ کے چھپالا بنا زبان کا

ہدف ہون مژگانِ جانستان کا مین کشتہ ہون تیرِ بی امان کا ‏ — مراد مانگے ہر ایک بانکا لحد پہ چلّہ بندہے کمان کا

وہ حسن ہے غمزۂ نہان کا کہ ہوش اوڑی عشقِ جانستا نکا ‏ — خدا ہی حافظ ہی نقدِ جان کا کہ چور ہی دوست پاسبانکا

ہی یاد ابتک وہ دل کا کھونا وہ آپ ہی آپ رو دو اس ہونا ‏ — وہ آپ ہنسنا وہ آپ رونا وہ خشک ہونا لبِ دہان کا

ہی خانہ داری جنون کاہل جہان کا رنگ دیکھہ ایدل ‏ — چمن مین تنکے چنین عنادل جو سر مین سودا ہو آشیان کا

ابھی وہ سویا ہی سواد اسی گلی جھنکتی ہی کیون ہوا سے ‏ — نہ چونک اوٹھے کہین صدا سی دماغ نازک ہی باغبان کا

یہ تنگ دل کی تھی کارسازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی ‏ — کہ جیسے اونکی زبان درازی گلہ کرے تنگی دہان کا

حجاب کیسا لپٹ ہی جاؤ کہان کا بوسہ زبان لاؤ ‏ — قبا اوتارو نقاب اوٹھاؤ ہٹاؤ جھگڑا ہی یہ کہان کا

گراؤ زخمی جگر ہمارا وہ جلوۂ رخ نے مار اوتارا ‏ — پتا رہے چاندنی نے مارا لحد پہ نمگیرہ ہو کتان کا

قدم کے قدمون سے مین جدا ہون حدوث کی ہاتھہ سے فنا ہون ‏ — جما ہون پر خاک مین ملا ہون وہ نقش ہون پائے کن فکان کا

جسے سمجھتی ہی حور خلقت وہی ہی تصویر خود بدولت ‏ — جسے بتاتے ہین لوگ جنت وہ نقشہ ہی آپ کے مکان کا

بتائین دل نے کچھہ ایسی گھاتین کٹین وہ غم کی پہاڑ راتین ‏ — سنین جو اس سے زبان کی باتین مزہ ملا مجھکو ہمزبان کا

ترے ہتیلی مین خال نکلا کہ نقدِ دستِ جمال نکلا ‏ — اذان دینے بلال نکلا کہ ہاتھہ گلدستہ ہی اذان کا

سرا کے دنیا مین جب مین آیا روا روی اپنی ساتھہ لایا ‏ — خدا نے پتلا مرا بنایا ازل کے دن گردِ کاروان کا

نہ بھاگ عسرت سی امتحان مین وہ عینِ عشرت ہے اس جہان کا ‏ — سنا ہی زندانِ مومنان مین مزہ ہی کفار کی جنان کا

وہ زرد رنگت وہ جسم لاغر وہ سیرِ غربت قدم قدم پر ‏ — گرے جو اوڑ کر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہون مین خزان کا

جنہین سمجھتے ہین لوگ تارے وہ چھید ہین دلِ زار سارے ‏ — یہ ہمنے آہون کے تیر مارے کہ سینہ چھلنی ہی آسمان کا

سیئے گی کیا چاکِ جیب و دامن دل و جگر کی مژہ ہی دشمن ‏ — جسے مین سمجھا تھا نوکِ سوزن وہ کام کرنے لگی سنان کا

جو صحنِ تربت کا دھیان آیا کسیکو پھر خاک مین ملایا ‏ — نیا اوٹھا ہی پھر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہین یہ لالی مسی کیسی ہے کہ لعل حسرت مین دانت پیسے
تمہارے ہونٹھون مین پان کی سی اثر ہے رنگینیٔ بیان کا

دل جگر آنکھہ سینہ سارا ذرا ذرا ہم نے چھان مارا
دہان وہان اب کرین گزارا پتا بتاؤ جہان جہان کا

ہی نخل طوبی تمہاری قامت اوسی ہی بستان کا پہل لطافت
تمام چہرہ ہی باغِ جنت ذقن بہی ہے سیب اوسی جنان کا

جو خاکسارون کا کچھہ نہین ڈر تو کیون خوشامد ہی پہر مٹا کر
زمین کے پاون پر سراسر جھکا ہوا ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود خدا ہے یہ خود مزے اپنی لے رہا ہے
نہ یار محتاج قدر کا ہے نہ **قدر** محتاج قدردان کا

۳۱

اولٹ دیا وہ طبق زمین کا پتا نہین چرخ ہفتمین کا
بُرا ہو آہِ دلِ حزین کا کہ مجھکو رکھا نہین کہین کا

جو داغ ہی عشق دلنشین کا جو دلنشین ہے دلِ حزین کا
وہی ہی تمغا مری جبین کا وہی سلیمان مرے نگین کا

نشان ہے یہ ابرو حسین کا اثر ہے یہ زلفِ عنبرین کا
کہ داغ اپنے دلِ حزین کا ہی مشکنافہ غزالِ چین کا

رہیگا قاتل نہ تو کہین کا نشان ہی یہ بسمل حزین کا
غبار تو پونچھہ لے جبین کا لہو تو دہو ڈال آستین کا

گئی نہ مرکر بہی کینہ خواہی ملا کے مٹی مین کی تباہی
مری طرح سے کہین آہی فلک بہی پیوند ہو زمین کا

یہ قتلگہہ بیاہ کی ہے محفل ذرا مری سیر دیکھہ قاتل
کہ ہو رہا ہے جو رقصِ بسمل لگا ہی گھنگھرو دمِ پسین کا

ترقیون مین ہے کیون مجاہد کھلیگی سختی خدا ہی شاہد
کریگا رفع یدین زاہد تو بت کریگا ہر آستین کا

یہ سرمہ ہی بار اے ستمگر کہ آنکھین اوٹھتی نہین ہین اوپر
کمند کے حلقون مین برابر گلا پھنسا ہر غزالِ چین کا

کلیم تم نے نہ اوسکی مانی تو غش مین واجب تہی تالانی
جو چھیڑی تہی بحث لن ترانی جواب ہینا تہا ہان نہین کا

اگر رُکا ہے رگڑون مین دستِ قاتل ہمارے دم کیطرح سی اے دل
کہ خونِ بسمل سے حلقِ بسمل بنا ہی خود حلقہ آستین کا

تڑپ نہ پوچھو دلِ تپان کی کہو نہین تم سی کہان کہان کی
اسی سے ہی گردش آسمان کی اسی سے ہی زلزلہ زمین کا

ذرا بہی ممکن نہین جوانی ضعیف ہے مرگ ناگہانی
کہ صورتِ اشکِ ناتوانی جہان گرا مین ہوا وہین کا

چھپائین محشر مین کیا گنہ ہم گواہ اعضا ہین اپنے پیہم
یہ ہاتھہ خود اپنے حق مین ہین سم ہر ایک ہی سانپ آستین کا

جہان سر پہ اوٹھا رہا ہون جنون میں وہ میں مچا رہا ہون — جو دشت میں خاک اوڑا رہا ہون وہ داغ گردون ہے یہ زمین کا

جو دم بخود ہون لحد کے اندر ضرور ہون کچھ نشان باہر — مزار پر سرمئی ہو چادر میں کشتہ ہون چشم سرمگین کا

نہ صحبتون کا خیال پوچھو نہ میرے دل کا ملال پوچھو — نہ اگلے وقتون کا حال پوچھو یہ آئینہ تھا کسی حسین کا

کرم میں ہمکو غضب میں ہمکو کیا جو ممتاز سب میں ہمکو — تمہاری دشنام و لب میں ہمکو مزہ ملا زہر و انگبین کا

کرے نہ کیون یار ہم سے عزّا وہ نور ہے خاک سے مبرّا — کہان وہ سورج کہان یہ ذرا کہ فرق ہے آسمان زمین کا

جو حلقہ زلفون کا ہاتھ آیا تو مشک نافہ ختن کا پایا — جو کاجل اون آنکھون کا چھڑایا تو مشک پایا غزال چین کا

مین اوسکی سنتا نہین مزا ہے وہ میری سنتا نہین بجا ہے — ادہر بھی ہان ہان کا غل مچا ہے جو شور اودہر ہے نہین نہین کا

یہ ہونٹھ دونون ہیں قند و شکر ہیں صاف کہدون تمہارے منہ پر — دیا ہے بوسہ ترش جو ہو کر تو ذائقہ ہے سکنجبین کا

جو اشک خون متصل گیا ہے اوسی میں ہر لخت دل گیا ہے — کہ بہتے پانی میں مل گیا ہے تھا سلیمان کے نگین کا

یہ کھینچتا پیچھے یہان ہی تو جا کے محشر میں اونکو پہانسے — نہ بخیہ خون عاشقان سے چھٹے گریبان آستین کا

کہلا وہ باغ خلیل ہو کر بنا سر طور نخل اخضر — ہوا سے جھڑ کر گرا زمین پر جو ایک پھول آہ آتشین کا

ہزار صحبت ہو اون سے بد مذہب بدون سے نیکون کو کیا ہے مطلب — کہ تلخی زہر نیش سے کب مزہ بدلتا ہے انگبین کا

یہ کیسی ضد ہے یہ کیا رکھائی ہمین بھی اک چال ہاتھ آئی — کرینگے اب تم سے ہاتھا پائی جواب کیا اس نہین نہین کا

یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اوٹھ نہین سکتا بار دامن — جو پاون اپنا ہے تار دامن تو ہاتھ ہے تار آستین کا

ہمین جہنم سے خوف ہے کب کہ اشک ٹھنڈے ہین اپنے بیڈھب — خزانہ آنکھون کا ہے لبالب بھرا ہے فوارہ آستین کا

تعلق اونسے جو ہمسے رکھا تو ہمنے ربط اوسکی دم سے رکھا — نہ کام دیر و حرم سے رکھا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا

میان محشر ملالتون سے مین شمع ہون دل کی حالتون سے — کہ پاون تک سو خجالتون سے عرق بہا ہے مری جبین کا

سخن کو قدر اوج دے زبان سے کہ تخم افشان ہو لامکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

۲۱

اسی منہہ پر زاہد خشک نے ہمین سبز باغ دکھا دیا — نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا

ادسے ہین نے دل جو دکھا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکھا دیا — اوسے مین نے آئینہ لادیا مجھے اوسنے آئینہ لادیا

یہ لگائین قبر کو ٹھوکرین کہ لحد سے مجھکو اوٹھا دیا — ابھی آنکھہ لگ گئی تھی ذرا ابھی آکر اسنے جگا دیا

کبھی لائے ابروون پر وہ بل کبھی لب سے لب کو ملا دیا — کبھی مارڈالا اشارے مین کبھی یکدم مین جلا دیا

وہ تو دل تہا زلف سیاہ مین جسے یون سنائی جلی کٹی — وہ اندھیرے گھر کا چراغ تہا جسے منہہ سے تمنے بجھا دیا

چھری ہجر نے تو نہ پھیری تھی ہوئین دتی ردتی وہ سرخ کیون — مری آنکھہ تم ملو تلوون سے کہ تمہین فریب حنا دیا

جو تو بوئیگا وہی کاٹیگا جو کریگا تو وہ بھرے گا تو — ترے کام کچھہ بھی جو آئیگا تو ہمین کا تیر الیا دیا

جو نہین ہے درد دل و جگر تو جلی کٹی مین کہان اثر — جو نمک ملا نہ کباب مین تو کباب نے نہ مزا دیا

نہ سنونگا شمع انھم اب کیا واعظون نے بڑا غضب — کہ لہو جگر سے ادبل پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا

شب ہجر مین گرے ایسے ہم کہ اٹھینگے روز قیام کو — وئے روز صدہون یہ صدمے وہ کہ قد بلند نے ڈہا دیا

یہ تو اپنی اپنی ہین قسمتین کہ ہزار دن ہاتھہ خدا کی ہین — مجھے بوسہ لب کا دلا دیا جو خضر کو آب بقا دیا

نہ حکومتون سے تو بل کی لے نہ سخاوتون پہ گھمنڈ کر — ہو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تجھکو دیا دیا

جو دل اپنا مانگتا ہوت تو اوسی توڑنے پہ دو باتے ہو — نکل آئے ٹھانہ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈہا دیا

ادہر آؤگے کہ نہ آؤگے کہو سینہ مجھہ سے ملاؤگے — مرا داغ دل بھی مٹاؤگے کہ مجھی کو تمنے مٹا دیا

وہ لگا یا منہہ وہ لگا یا منہہ کہ بنا یا منہہ — وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رلا دیا

وہ نظر تمہاری ادہر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا — وہ پلک تمہاری ودہر اٹھی وہ نشانہ تمنے اوڑا دیا

مجھے ایک عالم نزع ہی نہ مرونگا مین نہ بچونگا مین — ترے لب نے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا

تری باتین نقش جگر ہین ہین یہ پھپھولے پھوٹ چکو مرے — یہ جلا دیا یہ کڑہا دیا کہ مرا کلیجا پکا دیا

نہ تمہین گلہ نہ ہمین گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ — تمہین چہرہ چاند سا دیدیا ہمین تمسا ماہ لقا دیا

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا تو پھر اوسکا ذکر ہی روز کیا — یہی اپنے دل مین سمجھتے تم کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجاب راز کی بات ہے
کہو تمکو **قدر** نے کیا دیا کہو تمنے **قدر** کو کیا دیا

۱۵

مستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا — اِک نقطۂ سیہ بھی تیرا دہن نہوتا
افلاس مر گئے پر اتنا سلوک کرتا — شرمندہ مجھسے یارب دزدِ کفن نہوتا
تیرا خیال ہر دم ہے جان و دل سے مجھکو — کب تک خیال تجھکو اے جان من نہوتا
سچ کہتے ہین مہندس ہر خط کی حد ہے نقطہ — میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا
مستی مین تم دکھاتے اوسکو اگر نہ آنکھین — نرگس کا فصل گل مین نشاء ہرن نہوتا
مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر بھڑکتا — ہرگز نصیب مجھکو دو گز کفن نہوتا
ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبنے کو — کیا قہر تھا جو اونکا چاہِ ذقن نہوتا
اوس چشمِ سرمگین کی تیرِ نظر جو پڑتی — زخمون مین مثلِ غنچہ ہرگز دہن نہوتا
جو کلبۂ سیہ پر میرے نہ سورج آتا — ہندوستان بھر مین سورج گہن نہوتا
سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا — دنیا پہ داغ غم کا اتنا چلن نہوتا
کس کام کی وہ رونق بدنامیان ہون جسمین — مین مثلِ مہر یارب داغ وطن نہوتا
اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی — پیدا ختن مین ہرگز مشکِ ختن نہوتا
باغِ جہان مین اے گل اکدن جو آپ تنتے — سروِ چمن نہوتا یا نارون نہوتا
بلبل کبھی نہ بنتی مقتل مین روح اپنی — تلوار مین جو تیری قاتل چمن نہوتا

قاضی کو کیا ترود مفتی کو کیا علاقہ
کیا **قدر** عمر بھر تک توبہ شکن نہوتا

۱۶

تجھے قول کا دھیان ذرا نہ رہا مجھے تجھسے یقین وفا نہ رہا
مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ رہا مرا دم ہوا تو کہ رہا نہ رہا

کبھی مر کے بھی آہ تھمی نہ رہی کبھی سوز جگر کی کمی نہ رہی
کبھی قبر کی خاک جمی نہ رہی کبھی سبزہ لحد کا ہرا نہ رہا

یہی ہے بیان تمہاری بت تنگدہان کہ کرونگا مین شکوہ ہجر بیان
یہ وصال مین جو سہی ہے تو نے زبان کہ زبان مین کوئی گلا نہ رہا

جو گرفتہ میرا دل مردہ ہوا کرے آہ و فغان یہ گردہ ہوا
مرا غنچہ سخن یہ فسردہ ہوا کہ گزار نسیم و صبا نہ رہا

ہین عزیز مجھے دل و اشک روان یہی تو نظرہ ہے راحت جان
کبھی آنکھوں سے یہ بھی ہا نہ نہان کبھی سینہ سے وہ بھی جدا نہ رہا

رہی ہجر و وصال مین بے حرکت کہ نہ تاب تھی مجھکو نہ تجھکو سکت
ترے جسم لطیف سے سایہ صفت مین جدا بھی ہا تو جدا نہ رہا

مری تان پہنچی تھی تا بفلک مری آہ پہ کرتی تھے وجد ملک
مری ضعف سے ہجر مین سانس تلک وہ سکت نہ رہی وہ گلا نہ رہا

تن و روح کی شکل ملا ہی رہا مری حبل ورید مین آ ہی رہا
شب و روز گلے سے لگا ہی رہا کوئی دم بھی مجھ سے جدا نہ رہا

کہین بات کا پاس نہ آج رہا یہ ملی وہ چھٹے یہ رواج رہا
نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ رہے نہ زمانہ رہا

تری در پہ جو سر تھے کٹائے ہوئے وہ پڑے ہین لہو مین نہائے ہوئے
رہے لالے کی شکل بنائے ہوئے کوئی زخم تن شہدا نہ رہا

ہین وجود عدم مین نہان مگر کہ ہے غیب و شہود کا نہین اثر
نہ یہ جسم سے جائین نہ آئین نظر کوئی ایسا بقا مین فنا نہ رہا

ہے تمہارے مریض کا حال عجب بھری بیٹھے ہو تم یہ بڑا ہے غضب
کوئی گالی ملے کوئی بوسہ لب کہ مقام دعا و دوا نہ رہا

تری حلقہ زلف نے پیچ کئی تو دلون نے بھی راستے گھر کر لئے
در محبس ناز جو کھود لئے کوئی قیدی زلف دوتا نہ رہا

رہی رنگ جبر ترے زیر قدم جو قدم سے چھٹے یہ فنا ہوئے ہم
کہ ہمارا نشان بھی تا بعدم کہین صورت رنگ حنا نہ رہا

ملے غمزہ و ناز و ادا و حیا مجھے ذبح کیا یہ ستم ہے نیا
مرا دعوی خون بھی پیش گیا کہ قصاص کسی پہ روا نہ رہا

وہی ہوش و خرد ہین نظر بھی ہے دل قدر بھی ہے جگر بھی ہے
وہی یار و عزیز ہین گھر بھی ہے جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

جو شہید نگاہ جفا نہ رہا تو سہاگ کا ادنکے پتا نہ رہا
وہ یہ رو دے کہ سرمہ ذرا نہ رہا وہ یہ بیٹھے کہ رنگ حنا نہ رہا

رہ عشق مین سہتے ہین غم یہ وہ غم کہ پتا نہیں غم کا بتائین جو ہم
ہوا آبلہ بلا ایسا بہم کوئی آبلہ کف پا نہ رہا

شبِ وصل مین منہہ ترا دیکھتے ہی مری آنکہہ سے لڑ گئی آنکہہ تری
کہ نقاب کے ساتھہ پلک بہی اوٹھی کوئی پردۂ شرم و حیا نہ رہا

حق و ناحق اگر ہے یار جفا تو منایا کرین اوسے اہلِ وفا
کہین چھوٹے جو عادتِ جور و جفا تو وسیلۂ مہر و وفا نہ رہا

جو جفا کشِ غمزۂ دیدہ رہا وہ اجل کا نہ دیدہ شنیدہ رہا
جو نگاہِ ادا کا شہید رہا وہ نشانۂ تیرِ قضا نہ رہا

ارے پہاہا اوٹھا مری کان نمک شدہ ٹیس بہی نہ چلی تنک
تو نمک مرے زخمِ جگر پہ چھڑک کہ تپش کا ذرا بہی مزہ نہ رہا

کبھی رنج سے ہوتا ہے کام روا کبھی داغ سے ہوتا ہے درد سوا
ہوئی سوزشِ دل اثر حق مین دوا کہ کلیجے کا زخم ہرا نہ رہا

جو زمانے کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کبھی ہم تہ دام ریا
جو تعلقِ خلق کو چھوڑ دیا کبھی دام و قفس مین ہما نہ رہا

مجھے سیکڑون آپ نے داغ دئے کبھی ہنس کے کسی سے بہی شکوے کئے
کوئی شکوہ نہین ہے جو بوسے لئے کہ عوض تو رہا جو گلا نہ رہا

مرے سینہ سے لگ کے وہ سرو سہی یہی کہتا ہے مجھہ سے کہ کہہ تو سہی
تری سوزشِ دل ہی نہ رہی ترا دردِ جگر رہا نہ رہا

ہوا آپ جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا
جو سنا تو اونہین بہی خیال ہوا کہ کوئی بہی قتیلِ ادا نہ رہا

جو شباب مین غنچۂ دل نہ کہلا تو بڑہاپے مین ہی مجھے دکہہ ہے ملا
کرون فصلِ بہار کا کس سے گلا کہ خزان مین بہی مین تو ہرا نہ رہا

ہمین غیر و یگانہ کرہتے ہے یونہین کوئی نہ کوئی ستا رہے
کہ رقیب ہے منہہ کو بناتے رہے کبھی یار جو ہم سے خفا نہ رہا

خطِ سبز کو دیکہہ کے برسرِ لب ہی بوسۂ لب کی ہے دل کو طلب
ملے خضر سکندرِ روم کو جب تو وہ تشنۂ آبِ بقا نہ رہا

رہے صبر و ستم مین ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغتِ تازہ دمی
رہا لستما لگا تو چھری نہ تھمی وہ چھری جو تھمی تو گلا نہ رہا

دلِ **قدر** جو تجھہ پہ نثار ہوا تو کہین بہی نہ اوسکو قرار ہوا
جو بتون کی گلی مین گذار ہوا تو وہان بہی وہ مرد خدا نہ رہا

۱۶۰

مرے نامۂ عمل مین نہ ذرا صواب نکلا
مرے دل سے روزِ محشر خطِ حساب نکلا

وہ لحد پہ میری آئے تو نقاب ولٹ کے بولے
ابھی اب تلک نہ جاگے اوٹھو آفتاب نکلا

ہوئے شوق جو گرم پہلو تو دل و جگر کے بدلے
اک ادہر کباب نکلا اک اودہر کباب نکلا

ترے میکدے سے ساقی ہمین نا امید جائین
جو کوئی یہان سے نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سے اشک ٹپکا جو مثالِ موج دریا / تو گرہ گلے مین ہو کر وہ ذر خوش آب نکلا

جسے اپنا فخر سمجھے اوسی دل نے ہمکو کھویا / جسے ہما گوان جانا وہی گھر خراب نکلا

کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض / کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا

گئی گل خزان مین بالکل نہ رہا چمن مین بلبل / نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا

جو دل و جگر جلائے تو سخن نے کی روانی / جو گلون نے جوش کھایا تو کہین گلاب نکلا

بڑہی اپنی حد سے ظالم تو بلا اوسکا کیون نہ نکلے / جو کھنچی وہ زلف پیچان ہین پیچ و تاب نکلا

سنی آہ و اشکباری دل و چشم کی تو بولے / کوئی اور قصہ چہیڑو یہ خیال و خواب نکلا

چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد / ابھی دل پہ ہتھا مارا ابھی بے حجاب نکلا

جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی اونکی نفرت / جسے ناز کہہ رہے تھے وہ نرا عتاب نکلا

مرے سر پہ **قدر** برسا وہی بنکر ابر رحمت
جو مین حشر مین لحد سے بہت آب آب نکلا

۲۲

بڑہی ہو کیون **قدر** منہہ لپیٹے ذرا بتاؤ تو حال دل کا / نہ منہہ سے بولو نہ سر سے کھیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

تمہارے دل پر خود آئینہ ہی کہون مین کیا تمسے حال دل کا / کہ دل سے ہوتی ہے راہ دل کو نہ کیون ہو دل کو خیال دل کا

وہ محوِ آئینہ ہو رہے ہین اس آئینے پر ہے کم توجہ / وہ خال و خط مین پھنسے ہوئی ہین خیال ہے خال خال دل کا

پڑینگے کسکے گلے مظالم یہ اوسکا ظالم وہ اسکی ظالم / جگر کا خون دل کو شیر مادر ہے تونکو ہے خون حلال دل کا

نہ تیغ ابرو کا ہمکو ڈر ہے نہ تیر مژگان کا کچھ خطر ہے / ہمیشہ سینہ یہان سپر ہے تو حوصلہ کچھ نکال دل کا

ابھی سے مین گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ / وہ مجھسے بیشرم ہونگی جسدن تو پہلا ہوگا سوال دل کا

عجیب دلکش ہے طاق ابرو ہے کعبہ اپنا تو لوا / جدہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پہرے کیا مجال دل کا

تم اپنی زلفون مین اسکو جانا سمجھ لو ایک آدہ شب کا مہمان / تمہین بتاؤ کہ کیا پھر سا ضعیف دل کا نڈہال دل کا

اودہر گلستان مین پہول کہلین ادہر پڑین داغ میرے دلپر
اودہر چمن مین بہار آئی ادہر ہو چہرہ بحال دل کا

بھنور ہی چاہ ذقن تمہارا پڑ رہا کے دیتی نہین سہارا
کہ اوسمین مچھلی ہے دل ہمارا تو دام گیسو ہی جال دلکا

ہی دل کو تیرا خیال ہردم تجھے بھی آتی ہی یاد اوسکی
ہی اوسکو ہر وقت یاد تیری تجھے بھی کچھ ہی خیال دلکا

ہمارے سینے پہ کان رکھکر ذرا سنو نالہاے دلکو
قفس ہے یہ سینہ مشبک کہ اسمین پڑہتا ہی لال دلکا

وہ زلف پیچان سے اوڑ چلا تہا تڑپ تڑپ کر پہڑک پہڑک کر
یہ دام چارو نطرف سے لپٹا کہ پھنس گیا بال بال دلکا

ادہر ہوا جذب اسکو پیدا اودہر وہ سینے سے آگی لپٹے
یہ بارہا آزما چکا ہون ہین کشف دلکے کمال دل کا

تمہاری زلفین لٹک رہین ہین جو انمین ہوتا تو گر ہی پڑتا
تم اپنا جوڑا تو کہول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

نہ پوچھیے حال ناتوانی کہ آہ و نالہ سے تہی گرانی
بس ایک ہچکی تہی اوسکو آنی کہ ہو گیا انتقال دلکا

تپش قیامت ہے آہ محشر نہ پہول بلبل پر اے گل تر
کہ تونے دیکہا سنا نہین ہے جو غم مین ہے حال و قال دلکا

تمہاری ابرو پہ خود فدا ہی تمہارے تلووں کی خاک پا ہے
مزاج کیا خستہ حال دلکا دماغ کیا پایمال دل کا

ہمارے سینہ کو مول لیکر سنگار دان اپنا تم بناؤ
ہے اسمین زخمی جگر کا شانہ تو آئینہ بے مثال دلکا

کبھی ہے سودا کبھی ہی الجھن کبھی پریشان ہین ہمہ تن
تمہاری زلفون پہ مشفق من پڑا ہی بیشک وبال دلکا

بہار آئی ہی ابکی ایسی کہ جوش وحشت سے شق ہی سینہ
مرے سنبھالے نہین سنبھلتا یہ رنگ ہے ابکی سال دل کا

بھرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اون سے اے قدر ہین بکدر
ہمین جہان مین نہ قحط دلبر نہ اونکو دنیا مین کال دلکا

ردیف باے موحدہ

۱۷

شک نہین قامت ہے نیزہ روے انور آفتاب
حشر ہے اک نیزے پر آیا اوتر کر آفتاب

غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب
لاکھہ گردش کہاے گردون لاکھہ چکر آفتاب

کان کے بالے ہین روی یار کی دونون طرف — ہوگیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب

جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہین — کچھ نہ اوڑھی ہے نہ کچھ پہنے ہے زیور آفتاب

دور ساغر ہم تلک پونہچا نہ ساقی یا نصیب — جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب

مہر چون ہالہ نشیند قتل سرداران کند — دل رئیس و ہالہ خط در روے انور آفتاب

الحفیظ اے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ — بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب

زیر گیسوے سیہ چہرہ تماشا ہوگیا — دیکھتا ہون مین تہ بازوے شہپر آفتاب

چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہین — سبزہ کرتین ہین تو رخسارہ مقر آفتاب

آپ کی الٹی سمجھ سے خلق مین اندھیر ہے — آپ دن بہر چاند بنجاتے ہین شب بہر آفتاب

حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہی خاک — پاؤن کے نیچے ہین ذرے اور سر پر آفتاب

رات دن روشن ہے گہر ساقی عالی ظرف کا — ساغر سیمین قمر ہے ساغر زر آفتاب

ایک سینے سے چھپاؤن کسطرح داغ فراق — دیکھئے چار آسمانون سے ہے باہر آفتاب

شام کب ہوگی وہ کب آئینگے اے گردون دون — ہوگیا کیسا مری چہاتی کا پتھر آفتاب

جو حسین نکلا زمانے مین وہ ہرجائی ہوا — دیکھئے پہرتا ہے گہر گہر چاند گھر گھر آفتاب

صبح کو کر دے شب دیجور تیرا عکس زلف — چاند کو کر دے فروغ روے انور آفتاب

اب نچھوڑونگا مین دامن قدر کے دن پہیرئے
آپ نے پہیرا ہے یا ساقیٔ کوثر آفتاب

١٩

نبض کی شکل ہے رگ رگ مرے قاتل بیتاب — اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب

رقص بسمل کبھی کاہیکو نظر آیا تہا — ہوگیا مارے ہنسی کے مرا قاتل بیتاب

مجھسے فرماتے ہین لے رکھ لے کلیجے مین اسے — ہے اگر خنجر ابرو پہ ترا دل بیتاب

عشق مین دل لگی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی	عرش تک مجھکو اوچھالا یہ ہوا دل بیتاب
منزلین عشق کی رہ رہ کے تڑپ کر کاٹین	مثل بسمل ہین ہوا ہر سر منزل بیتاب
ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری تڑپ	جب گرد دل ہین مری شکل جلاجل بیتاب
آہین وہ کہینچون کہ شعلے کیطرح کانپ اٹھین	بات جب ہے کہ وہ خود ہون سر محفل بیتاب
ایسی دو تین وہ القاب مجھے لکھتے ہین	عاشق و مضطر و خود رفتہ و بسمل بیتاب
اور نکھرا کرو تم لوٹ مجھے برباد کیا	اب تو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب
یہ وہ موقع ہے فرشتونکے قدم ڈگتے ہین	سچ ہے کر دیتے ہین یہ زہرہ شمائل بیتاب
مایہ داردن سے کوئی کام نہ نکلا اپنا	پیاس کے مارے ہوئے ہم لب ساحل بیتاب
ہنسکے بولی ابھی مسی ہے نہ کنگھی چوٹی	بھاڑ مین جائے جو ہوتا ہے ترا دل بیتاب
واعظو قلقل مینا جو کہین سن پاؤ	حال وہ آئے کہ محفل کی ہو محفل بیتاب
واہ اے حضرت موسی تمہین ہی دیکہہ لیا	اچھے ہوتے ہین کہین عاشق کامل بیتاب
اپنا مکھڑا جو ہبو کا سا اوسی دکھلا دو	مثل سیماب ہو تم پر مہ کامل بیتاب
تم جو آؤ گے تو کل آئینگے انشاء اللہ	قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب
ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقہ روک	ارے لیلی ہے بس پردہ محمل بیتاب
گرم رفتاری و رخسار و قد و لب سے ترے	کبک و پروانہ و قمری و عنادل بیتاب

ہنسکے فرماتے ہین یہ **قادر** کا رونا نہ گیا
جب کبھی ان سے سنو ہائے ہوا دل بیتاب

ویران گھر کیا تو مجھے خانمان خراب	٢٧	یارب ہو میرے گھر کیطرح آسمان خراب
ہے ذکر بوسہ لب شیرین بیان خراب		ہوگی چٹورپن سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکہاتا ہے ناحق بہار مین
کلیجی کلی ہے یہ نہ کرے باغبان خراب

کوے بتان کی راہ مین لوٹی گئے ہین دل
کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب

شمشاد و سرو سدرہ و طوبیٰ لی اصل کیا
اوس قد پہ ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب

کیا عشق مین بجا ہین عقل و حواس و ہوش
فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب

سوے کمر کی فکر مین ہین مو شگاف تنگ
ہین نکتہ دہن مین ترے نکتہ دان خراب

لیلی کو قیس محمل دل مین اوتار لے
ناقہ لیے پہرا ہی کرے ساربان خراب

گلبرگ ہین نفیس مگر خار سخت ہین
ہونٹھ اونکے لاجواب ہین پر گالیان خراب

وحشت سے زندگی مین خرابہ تہا اپنا گہر
اب گور بہی ملی ہے تو مثل مکان خراب

سر کا شراب تلخ کے بدلے لنڈہا دیا
ساقی ترش مزاج ہے پیر مغان خراب

بے نام و بے نشان ہین نہ پوچھو ہمارا حال
برگشتہ بخت دیو وطن و خانمان خراب

کیا دید کیجیے کہ نہین تہمتے اشک چشم
کیا جوڑ لے نشانہ کہ ہی دیدبان خراب

مجھکو لحد مین رکہکے ہین یون دوست منتشر
جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب

پہیری جو تمنے آنکہہ تو دفتر اولٹ گیا
لو ہو گیا خدا یہ کون مکان خراب

دیکہو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر
ہین اس سیاہ خانے مین اہل زبان خراب

برباد لاغری سے ہین برگ خزان کی شکل
مانند بو ہین باغ مین ہم ناتوان خراب

اوبلینگی جب فراق مین اپنی تنور چشم
طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب

ہین جان و جسم وقت جسمی لحد مین ہیچ
لیلی تباہ ناقہ تہکا ساربان خراب

شیرین پہ منحصر نہین اہل وفا بہت
اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب

حال جو اس خستہ کہون کیا مین عشق مین
تلپٹ تباہ خاک سیہ رائگان خراب

اوڑتے ہین آسمان و زمین سے مرے حواس
راہ بلند و پست مین ہے کاروان خراب

مکھڑا ہے تیرا چاند سا ماتھا ہلال سا
پر چال ڈھال سے ہے صفت آسمان خراب

ہوگا ہماری آہ سے برباد آسمان
کر دے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب

چھایا ہے دل پہ رنج و غبار گزشتگان
ہون گرد کاروان سے پس کاروان خراب

اے طفل اشک تجھپہ دل و چشم ہون نثار
گھر در ترا ابھی ہے کہین او خانمان خراب

اے قدر ساتھ چھوڑ دیا قافلے کا کیون
اب ہو بھٹک بھٹک کے پس کاروان خراب

۱۵

آپ کی تقریر لاثانی دہن سے ہے لاجواب
پہر جواب اسپر ندو مجھکو تو اسکا کیا جواب

وصف زلف و لب مین یہ ساری غزل ہی لاجواب
ہان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب

فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانی گر چلے
لو جوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب

تینون باتون مین جو کچھ ہونا ہی جھٹ پٹ ہو بھی جائے
یا تو مجھسے وعدہ کر یا مے دے ساقی یا جواب

بل پڑا ابرو پر امید نگاہ لطف مین
کیا ہمارے سید ہے مطلب کا تھا یہ ٹیڑھا جواب

تو پیمبر عاشقون کا ہے لئے جاتا ہے خط
یاد ون تیرا در میان ہے جلد قاصد لا جواب

بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ
کاش مجھکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب

کیا چھپے حق سے کہ دست و پا ہین یار آستین
مین چھپاؤن کیا کہ دیتے ہین مرے اعضا جواب

آتی ہے سنگین دلونکو کب کڑی باتونکی تاب
جو کہو وہ کوہ سے پھر کر ملے اولٹا جواب

پرزے کر کے اک لفافے مین مجھے بھجوا دئے
یار نے خط کا مرے بھیجا تو یہ بھیجا جواب

دیکھئے آئی نہ آئی مین وہ کیا لکھتے ہین اب
ورنہ خود جاؤنگا مین ٹھیرا ہوا ہون تا جواب

دوسری بھی کھچتی ہی جب ایک کھنچ جاتی ہی تیغ
ایک ابرو یار کا ہے ایک ابرو کا جواب

پوچھو سوسن سے نہ تم مسی ملی ہونٹھونکا وصف
دس زبانین ہون تو دے سکتا نہین گونگا جواب

حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا
پہرون چلایا کرو مطلق نہین دیتا جواب

ہند مین اے قدر غالب کا کوئی ثانی نہین
سب عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب

۲۳

ایکدن بوسے کہ تم سے ہے مجھے انکار کب
پھر تو موقع پا کے مین نے بھی کہا اے یار کب

ہجر مین جب سو گئے النوم اخ الموت سے
بخت خفتہ کیطرح ہوتے ہین ہم بیدار کب

یہ جھڑی اب ہمارے روکے کب رکتی ہے
اشک تھمتے ہین بھلا اے یار بے دیدار کب

موت لیجائے کہین اسکو نہ تھما مار کر
دوڑ اے غم دو گھڑی ٹھیرے کی جان زار کب

آنکھ رونے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو
کوئی شے اوسنے بنائی جسم مین بیکار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

جھولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے
سان پر چڑہتی نہین قاتل تری تلوار کب

کھل گیا عشق مجازی مین ارے مست الست
تھا بلے کہنے مین اے دل یہ ترا اقرار کب

پھر رہا تہا آنکھون مین اٹھلا کے چلنا آپ کا
دم مری آنکھون سے نکلا دفعتہً اے یار کب

جانور ہین قمری و بلبل جو ہین تمسے خلاف
سرو مین رفتار کب غنچون مین یہ گفتار کب

اونگتے کو ٹھیلتے کا اک بہانہ چاہیئے
لیچلین بھٹی پہ پھر زاہد کو ہے انکار کب

سینہ دے دیکر پونہچتا ہون دل معشوق مین
چور بن بنکر ٹھہرتا ہون پس دیوار کب

دل چرا کر عاشقون کا ٹہاٹہہ بدلا آپ نے
اونچا جوڑا باندہتے تھے آگے تم اے یار کب

ابر ہے گلشن ہے ساقی ہے مے گلرنگ ہے
خاک ہے سب دل بہلتا ہے بھلا بے یار کب

پر رحم آتا ہے مجھے ہلکان دونون ہوگئے
لڑ چکین گے یا الٰہی کافر و دیندار کب

مین نے کب چہیڑا تمہین تمنے مری کب مان لی
پاس او ٹھے بیٹھے ہو کس دن کس گہڑی آیا کب

آسمان کی او سطرف سا کہا ہے تیر آہ کا
یہ تو سے کو توڑ کر نکلا نہین اُس پار کب

دیکہنا دو ایک بوسون مین نکہر جایگا حسن
روپ پر آیا ابھی آئینۂ رخسار کب

آنکہون کے بوسے لپٹکر لینگے اے ساقی ضرور
مانتے ہین سب پیئے سرکار کی میخوار کب

ہمکو بلبل اور ہم بلبل کو سمجھاتے ہین یون
کوئی دل بے رنج کب ہے کوئی گل بیخار کب

کب بنینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے
قتل کا بیڑا اوٹھائیگی تری تلوار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین
طالب دیدار کو دکھلاؤ گے دیدار کب

آسمان ٹلجاے پر ہرگز نہین ٹلتا ہے **قدر**
ڈٹ گیا ڈیوڑہی پر اب اوٹہتا ہی میرا یار کب

۲۵

داغ جو کہاے عندلیب نقشے جماے عندلیب
رنگ یہ لاے عندلیب گل مین سماے عندلیب

دل ہے بجاے عندلیب نالہ صداے عندلیب
طرز اوڑاے عندلیب مجھکو نہ پای عندلیب

پہول سے گال کہولکر جاتے ہو باغ کو مگر
دہوکے مین دیکہو دوش پر بیٹھ نہ جای عندلیب

جب غم گل مین سانس لی ذکر ترا ہو اجلی
ننگی پہول کی کلی قبلہ نماے عندلیب

اونکا جنون ہے ساختہ ہم ہین حواس باختہ
طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہاے عندلیب

خون وفا کا جوش ہے اب وہ عبث خموش ہے
گل ہمہ تن تو گوش ہے شور مچاے عندلیب

اُف رے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس
گل کی جگہہ ہین خار و خس پر ہین بجاے عندلیب

ہاتہہ ہی پہولونکی چہڑی اونگلی ہر اک ہے پہلجہڑی
چھیڑ وستار جس گہڑی نکلے نواے عندلیب

جب گل و غنچہ باغ کے چننے کو باغبان چلے
اپنی کلی کے نام سے پر مین چھپاے عندلیب

ہم نے کئے ہزار غل وسنے اوڑادی وہ گل
یار مین ہے جفاے گل ہم مین وفای عندلیب

ہمسے مباحثہ ٹھنے نالون سے گاڑھی یون چھنے
غیر سے آدمی بنے ہوش مین آئے عندلیب

دل مین نہو جو تیرا داغ دلکو کرون مین بے چراغ
بے گل تر میان باغ آگ لگائے عندلیب

غیر اجاڑا آشیان تو سہی دیکھہ باغبان
بوے بیان بوستان چند بجاے عندلیب

فصل بہار کی ہمین منتظری سے کیا کہین
پتا جو کھڑکا باغ مین سمجھی صداے عندلیب

دیکھہ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہین گلاب کو
تیرے لبا شراب کو عکس بناے عندلیب

روتے ہین باغبان تک جلتے ہین آسمان تک
پونچھے نہ گل کے کان تک آہ رساے عندلیب

عشق کا رنگ دیکھنا خار سے سینہ سب چھنا
غازۂ روے گل بنا خون وفاے عندلیب

روٹھتے ہین دونون ہی ستم اب یہ صلاح ہے ہم
گل کو منائین جاکے ہم اونکو مناے عندلیب

یون ہین رہے جو صلح کل دونون طرف ہوا یک غل
بولین ہزار ہاے گل گل کہین ہاے عندلیب

عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
آتش گل سے جا ملی گرم نواے عندلیب

صحن چمن سے تا بدر گل ہی گل آئین سب نظر
آئے بہار اسقدر بار نہ پاے عندلیب

الفت رخ کا پہل ملا سینے مین تازہ گل کہلا
ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صداے عندلیب

حسن کو لاکہہ ناز ہو سہی گری ہی ہو فوق عشق کو
تم سر گل پہ دیکھہ لو زیر بنہ پاے عندلیب

عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی
چٹکی اگر کوئی کلی آئی صداے عندلیب

باغ تو کوے یار ہے پہول وہ گلعذار ہے
غیر بجاے خار ہے قدر بجاے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

جانور مین آدمیت سے ہمیان کوے دوست ۱۴۲
ہین سگ اصحاب سے بڑھکر سگان کوے دوست

ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست
یا دن بہوے خط گرا بھولا نشان کوے دوست

ساتھہ قاصد کے مین جا پہونچا میان کوی دوست
ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کوے دوست

صور کی آواز کو سمجھے صداے پاسبان
حشر مین اوٹھتے نہین افتادگان کوی دوست

میرے سودے نے بنا رکھا تھا محشر زاوسے
میرے مٹنے سے مٹا نام ونشان کوی دوست

وہ بھی دن ہو یا الٰہی یار ہو آغوش مین
مجھسے انعام آکے مانگے پاسبان کوی دوست

مرگئے گو تفرقہ ڈالا محبت سے وہی
روح جنت کو گئی دل ہے میان کوی دوست

چاندنی کوٹھے پہ چٹکی شاید اوس رخسار سے
شام سے کیون غل مچاتے ہین سگان کوی دوست

عالم رویا مین ہمکو حج اکبر ہو گیا
سو گئے جب سنتے سنتے داستان کوی دوست

کچھہ سر و پا کی خبر مجھکو نہین مانند قیس
آشیان سر پر بنالین طائران کوی دوست

آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھو ڈالیئے
شاعر رکس منہہ سے کرتے ہو بیان کوی دوست

خفتہ بختی سے کھڑے ہو ہو کے راتین کاٹ دین
یا دن سوئے سو گیا جب پاسبان کوی دوست

آنکھہ سے دل تک جا و خانہ ہے اوسکے حسن کا
یہ گلی دلچسپ ہے کیسی لبسان کوے دوست

قدر جنت مین جو پہونچا منسکے رضوان نے کہا
آئیے اے شاعر رنگین بیان کوے دوست

۱۷

چاند سورج نہین رہتے کبھی یکسان ذرات
ایک عالم یہ ہے لیکن رخ جانان ذرات

تہ ابرو ہین رخ و زلف نمایان ذرات
برج میزان مین تلے رہتے ہین یکسان ذرات

دل مین جب جا ہو چلے آؤ مکان آپکا ہے
باز رہتا ہے در دیدۂ حیران ذرات

کفر و دین ایک ہے تسبیح مین زنار بھی ہے
کیون لڑے مرتے ہین ہندو و مسلمان ذرات

میرے زخمونکو مزہ ہے وہ نمکپاشی کا
خرچ ہو جاتے ہین دس بیس نمکدان ذرات

یاد گیسو مین مرے منھ سے جو آہین نکلین
کالی آندھی وہ اوٹھی ہو گیا جانان دن رات

دیکھنا پھاند کے دیوار چلا آوے گا
تیری ڈیوڑھی سے سرکتا نہین دربان دن رات

صبح سے شام تلک زلف کا مذکور رہا
میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشان دن رات

کیا چمکتے ہین یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
تم جو ماتھے پہ چنے رہتے ہو افشان دن رات

خشک و تر مین تری الفت نے ہوا باندھی ہے
جا بجا بلبل و سرخاب ہین نالان دن رات

دن کو تڑ مارتا ہون رات کو براتا ہون
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانان دن رات

لب سے رخسار تلک خط ہے نکلتا آتا
وصلیان لکھتا ہے یاقوت رقم خان دن رات

اک سحر بھی ہے ترے چاک گریبانون مین
یونہین پھٹ جاتے ہین دس بیس گریبان دن رات

وصف خط رخ گلرنگ کیا کرتا ہون
لکھا کرتا ہون حواشے گلستان دن رات

دانت تارے ہین ہلال ابرو سر قبۂ عرش
کہکشان مانگ رخ و زلف پریشان دن رات

حسن کے ساتھ لگی رہتی ہے سرگردانی
دیکھو چمکتے ہین مہر و مہ تابان دن رات

عشق ہے چاہ ذقن کا نہ دہن کا اے قدر
لوگ یون مجھپر اوٹھایا کرین طوفان دن رات

۱۵

لڑاتا ہے آنکھین گرفتار الفت
نظر بند ہوگا گنہگار الفت

ادھر رمز دلبر ادھر طعن واعظ
ہے اقرار آمیز انکار الفت

وہ آنکھین ہین یا نور کی ہین دکانین
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت

ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت

مجھے شیشۂ دل کا دھڑکا لگا ہے
اوٹھاتا ہے سنگ گرانبار الفت

ہے قد کے تصور مین پتلی مسیحا
کھڑی رہتی ہے سامنے دار الفت

عجب ہنستی ہنستی ہی پیشانی اونکی
نمایان ہین چہرے سے آثار الفت

مجھے اور غیرونکو یکسان نہ سمجھو
کھرے کھوٹے پرکھو تو دینار الفت

غرض آگئی ہاتھاپائی کی نوبت
بڑہی میری اونکی یہ تکرار الفت

ترے دانتون پر جب سے آنکھین پڑی ہین
پلک ہے سحاب گہر بار الفت

یہ سب ہے علم سینہ نہ علم سفینہ
کتابون سے باہر ہین اسرار الفت

وہ ہی تیری نکھونمین عارض مروت
عجب کیا ہون مشہور بیمار الفت

دعاؤن سے بہتر لگاوٹ کی گالی
گلون سے بھی عمدہ ہین یہ خار الفت

بہلے چنگے مرتے ہین مٹھی بیٹھا کے
ہے مرگ مفاجات آزار الفت

وہ کہتے ہین اے **قدر** سنکر شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرفدار الفت

۲۳

کھیتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات
ہو گی سمٹ کے تل کے برابر تمام رات

چمٹا رہا جو وہ مہ انور تمام رات
کمرہ تہا اپنا برج دو پیکر تمام رات

ظاہر مین رو سفید ہون باطن مین تیرہ دل
باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات

مانگین دعائین سجدے مین سر پھوڑ پھوڑ کر
وہ مہ نہ آیا ہا سے مقدر تمام رات

افشان چنی جبین پہ جو اے ماہ تا سحر
چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات

کروٹ ادہر بدلتے نہین شکوہ در کنار
آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات

بیحس دہان و چشم کی الفت نے کر دیا
ساکت تمام دن ہون تو ششدر تمام رات

اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین
ہوتے ہین تارے تم پہ نچھاور تمام رات

دل مین جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے
آنکھین کھلی رہین صفت در تمام رات

تارون سے ہجر یار مین ہیبت جھلکتی ہے — ہے کوڑیالا سانپ مقرر تمام رات

وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی — مجھکو سونگھائی زلف معنبر تمام رات

وحشت سے مجھکو دیکھکے گیسو قریب چشم — گزری کی اس مریض پہ کیونکر تمام رات

تا صبح تیغ ابروی قاتل کا ذکر ہے — ہم یونہین کاٹ دیتے ہین اکثر تمام رات

بیٹھا جو رونے کو مین شب غم مین ایکدم — مثل حباب ترتا پہرا گھر تمام رات

جھومر کا چاند اسکو کسی شب بنائیے — صدقے سے چاند آپکے سر پر تمام رات

ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق مین — پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات

غم نے ہمین زمین کا اختر بنا دیا — ہم جاگنے کے ہو گئے خوگر تمام رات

آٹھون پہر وصال مین عیش و نشاط ہے — عید و شب برات ہے دن بہر تمام رات

اوٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے — بھاری تھی ہجر یار مین مجھپر تمام رات

سر چڑھکے زلف یار مین سرگشتہ دل ہوا — معراج مین پہرے ہین پیمبر تمام رات

خط شام ہے تو آخر شب عید عنبرین — مانگ آدہی رات کا کل دلبر تمام رات

تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر — نو چکیان چلین مرے سر پر تمام رات

اے قدر شام غم سے مجھے بیتی رہین
نہ آسیاے چرخ برابر تمام رات

۱۳

چلے آؤ آنکھون مین تم گھر کی صورت — بچھا لینا پردون کو بستر کی صورت

کہان دم ہے دیکھے اپنے لاغر کی صورت — پڑا ہون مین بستر پہ بستر کی صورت

خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا — شب ہجر ہے روز محشر کی صورت

عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا — کہ جھکنے مین اوسکی ہے خنجر کی صورت

گھلے انتظار خط یار مین ہم
بدن ہو گیا تار مسطر کی صورت

جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ
دہکتے رہے داغ اخگر کی صورت

نہ لایا کبوتر خط یار اب تک
دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت

جہان مین جہان آفرین کا ہی جلوہ
اس آئینے مین ہے سکندر کی صورت

سوا آپ کے کوئی دل مین نہین ہے
چلے آئیے گا یہان گھر کی صورت

دلون کا نشانہ اوڑاتی ہین آنکھین
نگہ تیر موے مژہ پر کی صورت

تری گات ہے تیری چھاتی کا پتھر
کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت

جنون مین نہ حال وطن ہمسے پوچھو
کہ برسون سے دیکھی نہین گھر کی صورت

سفر مین بھی اے قدر یہ آبرو ہے
ٹپکنے مین قطرہ ہے گوہر کی صورت

۱۶

گل سے بہتر ہے یار کی صورت
طوطے خط ہزار کی صورت

مٹکے پونہچے ہین کوے جانان مین
اوڑ کے آئے غبار کی صورت

بوسے کے نام سے اوڑا ہی رنگ
دیکھنا میرے یار کی صورت

زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے
جسنے دیکھی ہزار کی صورت

نہ خفا ہو کہ گل ہو اے صاحب
کیون اولجھتی ہو خار کی صورت

وہ کمر آنکھون مین سماتی نہین
میرے اس جسم زار کی صورت

بھر رہا ہون جھڑی لگا دونگا
آج ابر بہار کی صورت

کوئی رہکر محل مین بھول نہ جاے
یاد رکھے مزار کی صورت

چاہون تو صاف کھینچ دون تصویر
نقش ہے دل پہ یار کی صورت

غم فرقت سے آب آب ہے دل — دیدۂ اشکبار کی صورت

آنکھین جادو ہین عاشقون کیلئے — خط ہے خط حصار کی صورت

داغ لائے ہین چاند مین جہائین — سب سے بہتر ہے یار کی صورت

لاغری دے نہ بوجھہ گردن پر — ہے گریبان کی تار کی صورت

تم سبھی اے ماہ پہر گئے ہمسے — فلک کج مدار کی صورت

آج پھر آپ بل کی لیتے ہین — گیسوِ تابدار کی صورت

قدر جب صبح سوکر اوٹھتے ہین — دیکھہ لیتے ہین یار کی صورت

١٢

اوس شمع رو نے ایک نہ مانی تمام رات — رویا کیا مین اپنی کہانی تمام رات

قصہ ہمارے سوز کا ہے یاد شمع کو — تمکو سنائیگی وہ زبانی تمام رات

اپنا شب وصال مین کیا رنگ جمگیا — لوٹی بہار باغ جوانی تمام رات

آنکھین سفید ہو گئین مانند آئینہ — تھی اسقدر تری نگرانی تمام رات

روتا پھرا مین یاد مین گیسو کی ہر جگہہ — برسا تمام شہر مین پانی تمام رات

کروٹ بدلیئے صبح کا تارا نمود ہے — منہہ پھیر کر نہ سویئے جانی تمام رات

کہایا کیا جو مین غم گیسو تمام دن — کیسی رہی ہے مجھکو گرانی تمام رات

دامن چھوڑا کے آج سر شام سی گئے — آئے نہ پھر وہ یوسف ثانی تمام رات

دن گیسوؤن کی عشق مین سودا جو ہو گیا — پھر پھر کے خاک دشت کی چھانی تمام رات

پایا تھین جو نیند مین پہلو مین دل تھین — کیا کروٹین بدلتا ہے جانی تمام رات

چھیڑون جو اپنا قصہ بہانہ ہو نیند کا — یون دل سے سنئیے اور کہانی تمام رات

موقع ملا نہ وصل کا اے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام رات

٢٢

دل تو تڑپے ذقن و زلف سیہ فام بہت
پر تو جھاڑے کہین بلبل قفس و دام بہت

تھہرے بیٹھنا آآ کے لب بام بہت
خود تری ذات کریگی تجھے بدنام بہت

مجھسے کہتے ہین کہین ذبح نہ کر ڈالو نہین
رکھکے سر زانوؤن پر کرتے ہو آرام بہت

کیا کوئی مجھسا گنہگار نہین دوزخ مین
منہہ پسارے چلے آتے ہین دو دام بہت

نور معنی ہین ہو صورت نہین کام آتی ہے
تھا بلال حبشی ورنہ سیہ فام بہت

زلف یاد آتی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے
ٹیس اوٹھتی ہے مرے دل مین سر شام بہت

سر پھرا دونگا ترا دیکھنا اے گردش دہر
کاٹے دونگا تجھے اے ابلق ایام بہت

ایک بوسہ تو دیا آپنے آباد رہو
بس بہت اتنا بہت ہے بت خود کام بہت

قیدی زلف کا رہ رہکر اوکھڑتا ہے دم
شب سے ہے خانہ زنجیر مین کہرام بہت

چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلدستہ
لالہ رخسار و سمن بوے و گل اندام بہت

اسقدر وصف دہان و کمر یار بڑھا
شعرا شعر مین کہنے لگے ایہام بہت

ایک چلو نہ بھرا خیر چلے اے ساقی
میکدے سیکڑون ساقی گل اندام بہت

آنکھین ہم سینکتے ہین حضرت موسی کیطرح
ابتو وہ بیٹھتے ہین آکے لب بام بہت

ترک چشم سیہ یار سے شہ پائی ہے
کچھہ بلون پر ہے وہ گیسوے سیہ فام بہت

نہ اونہین ناز سے فرصت نہ ہمین غم سے نجات
مل چکے اونکی طرح ہمکو بھی ہین کام بہت

روز دو جام چڑھاتا ہے خدا خیر کرے
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت

عشق گرمانے تو دو حسن جھجک جانے تو دو
ہمسے ناکام بہت آپسے خودکام بہت

ہائے صیاد نے کریال مین غلہ مارا
فکر تھی اوسکو ہماری سحر و شام بہت

ایک بوسے پہ بھلا جان مین کیونکر دیدون
کہ رقم آپکی تھوڑی سے ہے مگر دام بہت

جہانتک ساقی کوئی قاشنی دو پیادہ سے آیا
دہوم بھٹی مین مچاتے ہین جے آشام بہت

آہ ... نفس ... نہ کر ... ان
اس مالے پہ مین جیتا ہون ترا نام بہت

قادر رندانہ غزل خوب کہی صلّ علی
رات کیا پی گئے تھے بادہ گلفام بہت

۲۵

راہ تکی جو تمھاری رات آفت کی رہی بیداری رات
تارے گن گنکے گزاری رات ان آنکھون نے کاٹی ساری رات

آئی پہاڑسی بھاری رات اس ہجر مین پھر اندہیاری رات
آتی تھی ہی ہماری رات ایک ایک گھڑی ہے ساری رات

وصل سے گھر ہی پھر نورانی آئی تو پھر اے راحت جانی
بھینی بھینی بھیگی سہانی میری پیاری پیاری رات

مویات ونکا ہی زنگاری مو کے سیہ ہین قدرت باری
شام سے آئی رات اندہیاری پچھلے کو ہو زنگاری رات

اب چلیگا حیلہ حوالا وصل مین اچھا نخرا نکالا
وعدون مین تمنے دن بھر ٹالا تو نہین ساری گزاری رات

زلف کا حلقہ پھر مین لایا آنکھ نے جادو اپنا جگایا
دل کو بچانا میرے خدایا آج ہی اس پہ بھاری رات

تمنے خبر لی پھر نہ پلٹ کر آٹھ پہر کیا گزری ہم پر
روئے پیٹے بلکے دن بھر تڑپے اوچھلے ساری رات

کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ رو کا سارا
خانۂ دل مین لاکے اوتارا آئی جو اونکی سواری رات

چہرہ دکھا کر ہمکو وہ کافر زلف مین اپنی پھانسیگا آخر
چار ہی دن کی چاندنی ہے پھر آئیگی اندہیاری رات

کچھ بھی عزیز و تاب و توان ہے اسکی ہمین برداشت کہان ہے
سنگ مزار سے دن بھی گران ہے یون تو لحد مین ہے بھاری رات

کیسی آنکھ مین چربی چھائی خوب سزا گلگیر سے پائی
شمع کی لو پر پروانے پر آئی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات

دن کو وصل کا جھگڑا چھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا
چلئے اچھا پیچھا چھوٹا آپکا دن تو ہماری رات

صبح نمایان رخ کے سبب تھی مکر کا تیلا چاندنی شب تھی
دہوکے مین رخصت اونکی غضب تھی اف ری تری بیداری رات

دھوپ کا پردہ ہی یہ سا سر دن کا کلیجا جلتا ہی ہم پر
نام کو شبنم گرتی ہے شب بھر کرتا ہی بھر زاری رات

باہین ڈھونڈھتے چین سے تجھکو خواہ ادھر خواہ ادھر
دیکھ چکا تو دل کو جگر کو تڑپے باری باری رات

وصل کی شب کل ہمنے سنائی آج وہی شب غیر نے پائی
چاند کی صورت پھر جائے پھرتی ہی ماری ماری رات

آخر شب ہے چوٹی سا کی رات ہوئی موباف سے بھاری
آدھی رات سے مانگ تمہاری بال ہین کند ہکر ساری رات

سینے میں اک گھر ہم ہوا تو آنکھ کے لڑتے ہی کام ہوا
صبح کو کام تمام ہوا وہ پڑ گئی دل پہ کٹاری رات

ناحق نقشا او تارہے ہین ناحق آپ سنوار رہے ہین
آنکھین بال بگاڑ رہی ہین کی ہے کہین میخواری رات

ہے سے غریبون کے گھر آکر کیا کرے دولت وصل لٹا کر
ساتون فلک کے تارے پاکر بنگئی ہفت ہزاری رات

شام سے اس نے وہ ہوش اڑائے پچھلے سی نالے رنگ وہ لائے
ہم بھی رات سے عاری آئے ہے بھی آئی عاری رات

آئینہ خود آئینے کا گھر تھا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تھا
خود دل شب مین شب کا گزر تھا زلف جو اوسنے سنواری رات

ٹوٹا دل کا جو چھالا ہمارا عشق خطا رخ کھل گیا سارا
ہجر کی شب مین ٹوٹا وہ تارا ہو گئی سب زنگاری رات

قمری ہے شب بھر ہجر کا ہونا ایک تڑپنا ایک ہے رونا
سوچ مین تیرے کیسا سونا ڈوبے اوچھلے ساری رات

زلف شب قدر اونکی ہی ساری دلکو پھر اوسمین کیا دشواری
بڑھکے کریگی خود دلداری وہ تو ہی **قدر** ہماری رات

ردیف ثاے مثلثہ

آنکھ کو سرمہ سے منظور نظر کیا باعث
کیون دیا صاد یہ بیکار نہ بر کیا باعث

اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کی ساتھ
کوئی آتا نہین دونون مین ادھر کیا باعث

طفل دل دامن گیسو مین پڑا ہے بیمار
لگ گئی کیا تری آنکھونکی نظر کیا باعث

ایک ساعت ترے آنیکی مقرر ہوگی
نیند آتی نہین کیون آٹھ پہر کیا باعث

۱۵

آفتاب رخ پر نور کو دیکھا شاید
ورنہ کیون خشک ہوے دیدۂ تر کیا باعث

عدم آباد کو بھیجو گے سیہ بختون کو
بال لٹکائے ہین کیون تا بہ کمر کیا باعث

سنتے ہین برف مین بھی آگ رہا کرتی ہے
ٹھنڈی سانسو مین نہو سوز جگر کیا باعث

خاک حاصل ہی ہوا جسکو سمائی ہے یہان
کیون بگولے نے زمین خاک بسر کیا باعث

کس بداطوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا
نیمچا آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث

ہون مین حیران بڑھاپے مین یہ غفلت کیسی
نیند آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث

جان لیتی ہے شب ہجر کسیکی ہر شب
روز پھٹتا ہے گریبان سحر کیا باعث

کسی سرکش کو خدا نے نہ سرافراز کیا
سرو مین کیون نہین آتا ہی ثمر کیا باعث

آتش رخ سے مرا دل تو پھنکا جاتا ہے
تیرا گھونگٹ نہ جلا رشک قمر کیا باعث

کیا مرے ساتھ شب ہجر نے پھیری ہے چھری
بولتا آج نہین مرغ سحر کیا باعث

تم ہو بھولے ہوے اللہ پہ شاید اے **قدر**
ورنہ یون رہتے ہوا عدا سے نڈر کیا باعث

٢٦

بسملون پر لوٹے ہے قاتل عبث
تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث

چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث
جھک کے تو مجھسے نہ اتنا مل عبث

تھی نہ آب خنجر قاتل عبث
ہچکیان لینے لگے بسمل عبث

کر نہ غمزے نے خنجر قاتل عبث
کج ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث

مفت مین خنجر پہ خنجر چلگیا
ذبح کرنے کو جھکا قاتل عبث

ٹے پھر سینے سے قاتل اوٹھ گیا
یہ تڑپ ہے تیری اے بسمل عبث

بے غمون سے غم کی فرمایش ہے کیون
بیدلون سی مانگتے ہو دل عبث

تیغ ابرو کو نہ آئینے مین دیکھہ
آپ تو اپنا نہو قاتل عبث

ہضم کرنے کا ارادہ تو نہین
لیکے دل پہر مانگتے ہو دل عبث

چلتے چلتے کشتی مے رہ گئی
رک گیا ساقی دریا دل عبث

تو جو اے دلبر ہمارا دل نہین
کیون پہڑکتا ہے ترا تل تل عبث

ہوگا سینے سے جدا وہ نازنین
تو تڑپتا ہے بہت اے دل عبث

تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر
فق ہے منہہ تیرا مہ کامل عبث

کیون کرون پتہر سے شیشہ چور چور
کیون ملاؤن تیری دل سی دل عبث

آگ مین دانہ کبھی جمتا نہین
ہے رخ روشن پہ تیری تل عبث

جو نہ سوز غم سے ہو جل بھنکے خاک
وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبث

خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر
منہہ کا جل کا بنایا تل عبث

خون گرفتہ ہون مرا بے موت مین
مجھسے چہوٹا کوچہ قاتل عبث

کیون گھلون فکر میان یار مین
ہیچ ہے بیکار لا حاصل عبث

شمع کی مانند کٹوا دی زبان
بک نہ اتنا عارف کامل عبث

زلف مین ناحق دل بیتاب ہے
دام مین ہے طائر بسمل عبث

پہر ترا دہیان آ گیا محشر ہوا
ہوش مین آیا ترا غافل عبث

قیس کی آنکھو مین تپلی ہی سیاہ
کب ہے دیدہ لیلی محمل عبث

داغ پروانہ کو دی چہوٹے گا شمع
کیون ستی ہو گی سر محفل عبث

تیرا سر ہے اور تیشہ کوہکن
کاٹتا ہے عشق کی منزل عبث

دل تو کب کا اشک ہو کر بہہ گیا

قدر کرے تہمت تر ہو دل عبث

١٥

مختار ہون تو پھر خطِ تقدیر ہے عبث
مجبور ہون تو تہمت تقصیر ہے عبث

ابرو نہیں یہ زلف گرہ گیر ہے عبث
پر کاٹ پھانس ہی بہت ہے تیر ہے عبث

ابرو سے کج ہی ہیچ جو سیدھی نہ مانگ ہو
سچ ہے کمان باندھنا بے تیر ہے عبث

معشوق جسکا دور ہو حال اوسکا سوچیئے
اس باب مین حضور کو تحریر ہے عبث

احباب مجھکو اونکی طبیعت پہ چھوڑ دین
کچھ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث

اے جوشش جنون جو سلامت ہے لاغری
یہ ہتھکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث

ہم زر کنار غیر پہ چھوڑا نہ ایک ہاتھ
بس کھولئے کمر سے یہ شمشیر ہے عبث

جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے
اے واعظو یہ وسعت تقریر ہے عبث

پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی
کیا میری جان نالۂ شبگیر ہے عبث

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
ساقی پلا بھی دے کہین تاخیر ہے عبث

ایسا نہو کہ خلق تجھے سنگدل کہے
اتنی نہ کھائی اے بتِ بے پیر ہے عبث

گردن کے گھوٹنے کو گریبان کم نہ تھا
طوق گران جنون مین گلوگیر ہے عبث

جو میرے حق مین تم کہو وہ آیت و حدیث
یہ بات ہے تو پھر خط تقدیر ہے عبث

ایذا رسانیون سی اندھیرا مجھے قبول
کیا کام اسکا بزم مین گلگیر ہے عبث

آنکھین لڑائین قدر نے آنکھین دکھایئے
کچھ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

١٣

باتین کرتے نہین ہے غنچہ دہن کیا باعث
پھول جھڑتے نہین اے رشک چمن کیا باعث

دیکھکر زلف کو کیا آتش غیرت بھڑکی
کوئلا جل کے ہوا مشک ختن کیا باعث

روے روشن مین اگر تابش خورشید نہین
خشک رہتا ہی ترا چاہ ذقن کیا باعث

ہمدمو کیا وہ نہین آئے مری میت مین
اب تلک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث

کچھہ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل ہووے
آج ہے اور ہی عالم یہ چمن کیا باعث

بال ہے تیری کمر یار لچا لو تو نہین
پھر چُراتی ہے نگاہون سے بدن کیا باعث

نوجوانون کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید
جامہ آبی ہے ترا چرخ کہن کیا باعث

نہ مین یوسف ہون نہ یعقوب کے فرزند ہین وہ
پھر مرے پیچھے پڑے اہل وطن کیا باعث

کیا مرے ساتھہ گیا زیر زمین جوش جنون
نہ رہا قبر مین اک تار کفن کیا باعث

غیب دانون سے معمے یہ کبھی پوچھون کا
نہ کمر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث

چشم نرگس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید
کیون نہین کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث

شام غربت کسے اوس زلف نے دکھلائی ہے
اپنا سر دھنتے ہین یاران وطن کیا باعث

بے سبب آپکا چہرہ نہین اُترا اے **قدر**
کچھہ تو فرمائیے اے مشفق من کیا باعث

١٥

کہتا ہی کہ ظالم مین تو نہین ظلم کی پھر بنیاد عبث
کیون باڑھ چھری پر کہتا ہی تو کاجل ہی ستم ایجاد عبث

کیون لاش پہ میری روتی ہین سب ان مفت مین انکھین تر ہین سب
چونکو گا نہ خواب مرگ سے مین ہے شور عبث فریاد عبث

ہے مرضی مولا از ہمہ اولی تیرا اجارہ اسمین نہین
ہر عیش مین ہے تو شاد عبث ہر رنج مین ہے نا شاد عبث

سودا ہی تجھے قارون طمع نہ بن کچھہ راہ خدا مین صرف بھی کر
یہ بوجھ نہ تجھسے اوٹھہ سکیگا سر پہ بہت تو لاد عبث

پتا نہ ہلے بے حکم خدا بے اوسکے پرند مارے نہ پر
پھر باغ مین پھر آتا ہی کیون گلچین کو لئی صیاد عبث

برچھی ہی نگہ ابرو ہے کمان انکھین ہین چھری ناوک ہی پلک
پھر قتل پہ ناحق باندہی کمر ہتیار سجے جلاد عبث

تصویر پہ اونکی کھینچ سکیگا دیکھہ ادہورا کام بھی کیا
کھینچی کی نہین معدوم کمر محنت تو نہ کر بہزاد عبث

برہ کا فدائی ہوں ہیں ترا تو مجھسے ہوں پڑا ان خلب
جو آپ ہی تجھپر مرنے لگا پھر اوسپہ کر بیداد عبث

نہ ٹھنگے ملی ہی موت کسی دل کو ہی مری سودا سا ہوا
بے وقت اجل کب آنے لگی ہی یار کی اوسکو یاد عبث

ے فے یہ سلوک ای عشق یہ کیا رکہا نہ کہیں کا تو نے مجھے
آہونکا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برباد عبث

جب جان پر اپنی کہیل گئے رستم بہی اگر ہو مال ہی کیا
خسرو یہ نہ ہاتہہ اک صاف کیا سر پہوڑ لیا فرہاد عبث

ہم تو ہاں ہیں نثار سرو قدان وہ جانوروں سے چال جاہیں
تنتے ہیں چمن میں سرو عبث کہنچتے ہیں کہڑے شمشاد عبث

سینے میں تپاں ہے دل جو مرا ہے کون پکڑتا ہاتہہ ترا
تو عمر بہر اپنی زلف میں رکہہ ہی جیل عبث صیاد عبث

سودا ہی غضب کا خون کہاں سب جل کی ہوا ہی خاک سیاہ
ہی چشم سیہ کا روگ مجھے نشتر نہ لگا فصاد عبث

اک ہاتہہ سے تالی بجتی نہیں ای قدر تمھیں کیوں خبط ہوا
لو تمکو تو بہولے بیٹھے ہیں وہ تم کرتے ہو اونکو یاد عبث

ردیف جیم تازی

۱۶

قاصد یہ کہنا یا کے مرے یار کا مزاج
پوچھا ہے اک غریب نے سرکار کا مزاج

خورشید حسن کہتے ہیں یا پادشاہ حسن
شاعر بگاڑتے ہیں مرے یار کا مزاج

یہ لن ترانیاں ارنی سے ہے زبان پہ
بہکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج

صیاد نے چمن میں قفس لا کے رکہدیا
کیا پوچھتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج

منت کش مسیح نہو گا وہ حشر تک
ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج

حافظ خدا ہے گور غریباں کا اندنون
بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج

نے نکہری کب وہ آتے ہیں کوٹھی پہ شام کو
پہچانتے ہیں طالب دیدار کا مزاج

دونوں جہاں کی قید سے چھوٹا اسیر زلف
قابو میں کب ہے تیرے گرفتار کا مزاج

بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کبھی سنے
ملتا ہے گل سے کچھ مرے دلدار کا مزاج

دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہین
کیا خفتگان سایۂ دیوار کا مزاج

ٹیڑھا نہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر
سیدھا رہے گا اوس بت عیار کا مزاج

تنگی گلی کے وہ چھٹتا ہے ہر قدم
کیا پھر گیا ہے عاشق رفتار کا مزاج

عشق بتان مین باندھکے رکھو نہ رہ سکوان
خوگر ہوا سکونت کہسار کا مزاج

کب آگی پھر طبیب کے پھیلے گا اوسکا ہاتھ
چوتھے فلک پہ ہے ترے بیمار کا مزاج

صیاد سے کہو رگ گل کا بنائے جال
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج

فرہاد و قیس و وامق و مجنون مین ایک ہے
مثل عناصر ایک ہے دو چار کا مزاج

۱۲

کیون مثل شمع روؤن نہ اس انجمن مین آج
سوز دروں سے آگ لگی تن بدن مین آج

مژدہ سنا صبا سے جو فصل بہار کا
پھولا نہین سماتا ہے بلبل چمن مین آج

پتھر کی پار ہوتی ہے برچھی نگاہ کی
دہاکین بندھی ہوئین ہین تمہاری دکن مین آج

پڑھتے ہین شعر وصف مین دندان یار کے
موتی بھرے ہوئے ہین ہمارے دہن مین آج

بکھرے جو منہہ پہ زلف تو اندھیر چھپا گیا
کیا چاند چودھوین کا چھپا ہی گہن مین آج

غنچون مین یہ دہن نہ عنادل مین یہ سخن
اے گل نہین ہے آپکا ثانی چمن مین آج

تربت پہ تمنے پائی خدائی جو رکھ دیا
اک آگ سی لگی ہے ہمارے کفن مین آج

مذکور کسکے عارض رنگین کا آگیا
باتون ہی پھول جھڑتے ہین اس انجمن مین آج

کس نوجوان نے منہہ سے لگا کر دیا ہی جام
ساقی نیا مزہ ہے شراب کہن مین آج

پائی نہ ایک گل مین بھی بو اوس نگار کی
شبنم کی مثل روتی پھرے ہر چمن مین آج

دن عید کا ہے آئینگے ہم لوگ نذر کو
بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن مین آج

کعبے مین کل تو قدر او نہین کرچکے تلاش
ڈہونڈہینگے جا کے بتکدۂ برہمن مین آج

۲۳

نازک ہے بو سے اوس ستم ایجاد کا مزاج
جب تو ہوا پہ رہتا ہے صیاد کا مزاج

ابرو نے کر دیا نئی ایجاد کا مزاج
ٹیڑہا ہے تیغ سے کہین جلاد کا مزاج

رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج
پوچھا دہان زخم سے جلاد کا مزاج

آہوے چشم یار کی تصویر کھینچکر
وحشی ہوا ہے مانی و بہزاد کا مزاج

کلیونکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہین پر
گلچین سے لڑ گیا مرے صیاد کا مزاج

مر کر نہ جائین صاحب جوہر کی قوتین
جب تو قوی ہے کشتۂ فولاد کا مزاج

میلے مین جیسے دوست کسی دوست سے ملے
محشر مین یون مین پوچھونگا فرہاد کا مزاج

اپنی خودی مین آپ سے باہر ہین اہل دل
پابندیون مین رکھتے ہین آزاد کا مزاج

ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین دفعتہً
کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج

وہ تیوریان چڑہائین وہ ابرو پہ بل پڑا
آیا بلون پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج

اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن مین
رنگین ہو گیا مرے جلاد کا مزاج

شانہ ہو زلف مین تو لچکنے لگے کمر
نازک ہے میرے غیرت شمشاد کا مزاج

طفلی کا وعدہ تمسے جوانی مین ہو وفا
دیکھا سنا نہین کہین استاد کا مزاج

یہ سخت جانیان کہ ذرا سانس بھی نہ لی
دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج

زار و نزار غم مین دل چاک چاک ہے
صورت جو قیس کی ہے تو فرہاد کا مزاج

تلوار تولتے ہوئے شانہ اوتر گیا
کیا تولہ ماشہ ہے مرے جلاد کا مزاج

ہان اے زبان تیشہ بہت دن کی نہ لے
کچھہ بیستون سے سخت ہے فرہاد کا مزاج

مردان حق سے قحبۂ دنیا بہت نہ اوڑ
صورت چڑیل کی تو پریزاد کا مزاج

دیکھا جو زیر دام پہڑکتے ہوئے مجھے
کیسا پہڑک گیا مرے صیاد کا مزاج

ٹھنڈا ہے کوئی دم مین ہوا تہہ پاؤن پر
ہے سر تیرے کشتۂ بیداد کا مزاج

ہے خبیثی روح ویسے فرشتے شکل ہے یہ
واعظ ہی پوچھتے رہین زہاد کا مزاج

برہم ہے پیچ کہاتا ہے کیسا بلون پہ ہے
کیا زلف ہو گیا ستم ایجاد کا مزاج

کلیان چٹک رہین ہین جو اے **قدر** باغ مین
گل پوچھتے ہین بلبل ناشاد کا مزاج

۲۱

دلکو ہے مژگان ترک دلشکن کی احتیاج
اس گرہی کیواسطے ہی اک تمن کی احتیاج

اب بھی کچھہ باقی ہے کیا ہمین سخن کی احتیاج
ہم وہ بت راضی تو پھر کیا برہمن کی احتیاج

جان من پنجو نکے بل چلنا یہ چھن چھن کیا ضرور
بھولی بھولی شکل ہے کیا بانکپن کی احتیاج

لاغر اتنا ہون کہ پر چیونٹی کا کافی ہے مجھے
سبزۂ خط پر فدا ہون کیا کفن کی احتیاج

رات کو چھپکر نکلجاتا ہے سورج کی طرح
اب مرے گھر مین نہین اوس بدچلن کی احتیاج

یہ گناہون کی ندامت کا بڑا احسان ہے
خود زمین مین گڑ گیا کیا گورکن کی احتیاج

تنگ آیا لاغری سے اسقدر مین آج کل
ڈوب مرنے کو ہی اوس چاہ ذقن کی احتیاج

دخل لہرونکا نہین آئینے کے تالاب مین
تیری پیشانی کو کیا چین و شکن کی احتیاج

کنکرون پر لوٹتا ہون جوش سودا ہی سے مجھے
کب یہان ہے کودکان سنگزن کی احتیاج

بوسہ مانگون تو دہن کی تمکو کچھہ حاجت نہو
گالیان کہاون تو ہو جاے دہن کی احتیاج

خوش نفس رہتے ہین دنیا کی علائق سے جدا
روح کو ہرگز نہین ہوتی کفن کی احتیاج

وحشی تجھسے ہم ہون تنگی گریبان کم نہین — خود گلا کٹجائیگا کیا تیغ زن کی احتیاج

دل نہ باجسے ہم تو پھر اپنا پرایا چھوڑئے — مٹگئے جب خود تو پھر کیا ما و من کی احتیاج

دل ہین آہین اک طرف ہین اور اک سو داغ ہین — میرے گلشن کو نہین سرو و سمن کی احتیاج

اے صنم لاکھون سے بیٹھے ہین تمپر آج کل — اسکو حاجت گور کی اُسکو کفن کی احتیاج

دم نہین تو عشق کسکا جان ہے تو ہی جہان — بلبل تصویر کو کب ہے چمن کی احتیاج

اسقدر اے شمع و گل کر مرے ہم آپ پر — اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج

جا کر اون زلفون مین دل رخسار کو ڈہونڈا کیا — شام غربت مین رہی صبح وطن کی احتیاج

چشم بد دور آپکے بازو پہ زیور کیا ضرور — نیلا تاگا باندہئے کیا نورتن کی احتیاج

دونون زلفون سے تمہاری عطر آگین ہے مشام — کب ہمین ہے عنبر و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شعر کس کام آئے گا توبہ کرو
اس زمانے مین نہین صاحب سخن کی احتیاج

ردیف حاے حطی

۱۷

جو چاہے آئے جائے خریدار کیطرح — گھر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح

تا روز حشر آپ نہ سلجھا سکین اوسے — گیسو بڑہے ہے جو میری شب تار کی طرح

سینے سے ہم لگائے رہے دل اچھل گیا — تصویر یار پاس رہی یار کی طرح

تربت مین ہم جو زخم جگر ساتھ لیگئے — سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح

یارب زمین سخت ہے اور آسمان دور — بے بس ہوا ہون مرغ گرفتار کی طرح

رندون کی بات کا کوئی دے سکتا ہے جواب — واعظ بھی کھو گیا دہن یار کی طرح

اے یار لامکان مین جو تیری خبر ملے
اچکون مین عرش تک تری دیوار کیطرح

آنکھون پہ لوگ مجھکو بٹھاتے ہین خلق مین
سب سے جھکا ہون ابروے خمدار کی طرح

دیکھو دبے زبان سے بوسی کا حکم ہے
اقرار آپ کرتے ہین انکار کی طرح

پانی مرا جو اشک پیئے مین نے ہجر مین
سینہ ہے چاک رخنۂ دیوار کی طرح

وہ رند ہون کہ خردۂ مینا جہان ملے
پہلو مین اپنے رکھہ لون دل زار کیطرح

قاتل نکل ہی جائیگی منہہ سی بری بھلی
ہم بھی زبان رکھتے ہین تلوار کی طرح

اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سی چل بسے
آگے بڑہے وہ قافلہ سالار کی طرح

نالان ہو کیون نہ دل مرا زلف سیاہ مین
یہ رات اوس پہ بھاری ہی بیمار کی طرح

منہہ پر نقاب ڈال لے اے آفتاب حسن
ہم دہوپ مین کھڑے ہین گنہگار کیطرح

وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولجھہ رہے
ہو صاف صاف یار کے رخسار کیطرح

اے قدر وصل مین جو سنائیگا وہ تلخ بات
پی جائیے گا شربت دیدار کی طرح

۲۰

پہنو تم اپنے کان مین بالا کسیطرح
لٹکا دو یار ہالے مین ہالا کسیطرح

بدصورت اونکو شہر مین کہتے ہین اسلئے
جسمین وہ کہولدین رخ زیبا کسیطرح

پیری مین بھی نہ موے سر اپنی ہوئی سفید
جاتا نہین دماغ سے سودا کسیطرح

محشر تک انتظار مین تیرے جئیگا کون
مانونگا مین نہ وعدۂ فردا کسیطرح

پھیلاؤ جال لوٹ کی کرتی کمر تلک
پھانسو تم آج دام مین عنقا کسیطرح

نظرون سے گر گیا تو وہ پلکونمین گھر کیا
بچتا نہین ہے آپکا تاکا کسیطرح

ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھہ لین
عالم کو کیجئے تہ و بالا کسیطرح

دریا بہایا نجد مین آنکھون سے قیس نے
چلتا نہین ہے ناقۂ لیلی کسیطرح

بھڑ کر حضور بیٹھے ہین گستاخیان معاف
کہنے مین اب نہین دل شیدا کسیطرح

سرگشتگی ہے روح سے اس مشت خاک کو
قایم کبھی رہا نہ بگولا کسیطرح

غصے سے آنکھہ سرخ نہو گی حضور کی
لالہ نہو گی نرگس شہلا کسیطرح

دل پر تمھاری آنکھہ پڑی حشر ہو تو ہو
کعبے کی چھت پہ آئین مسیحا کسیطرح

غصے مین لال پیلے اسی واسطے ہوئے
کہلاؤ جسمین تم گل رعنا کسیطرح

اللہ رے ضعف عشق مین ہین قم تے مرگیا
اوٹھا نہ مجھسے ناز مسیحا کسیطرح

انگور اوتر کے تاک سے یارب کھنچی شراب
ہو آفتاب عقد ثریا کسیطرح

محفل مین آپ شوق سے آنکھین لڑا گئے
دیکھون مین پتلیونکا تماشا کسیطرح

منت سبھی کی خوشامد مین بھی پاؤن بھی پڑے
لاکھون طرح منایا نہ مانا کسیطرح

پتلی سے میری کیونکہ وہ پتلی لڑی رہے
ہوتا نہین جدا کبھی جوڑا کسیطرح

اے لاغری مین اونکی قدم سے لگا رہون
بنجاؤن گھل کے خط کف پا کسیطرح

اے قدر ناحق آپ چلے ہین منانیکو
وہ ہٹ دھرم نہ مانیگا اصلا کسیطرح

۲۳

ہان شوق کھینچکے وہ ادہر آئین کسیطرح
ہان نازکی بہار اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

دل مین ہمارے آپ سمائین کسیطرح
در پردہ سینے سے تو لگائین کسیطرح

ہین آنکھین پہاڑ پہاڑ کے دیکھون یہ شوق ہے
آنکھون مین بالکل آپ سمائین کسیطرح

فرقت کی شب مین ہم جگر و دل سے تنگ ہین
آتا ہے چین دہنے نہ پائین کسیطرح

بوسے جبین سے تا بہ ذقن لینے دیجئے
ہم آپ کے دہن کو تو پائین کسیطرح

لیجا کے رکھدیا خطِ تقدیر حشر مین
ثابت ہوئین نہ میری خطائین کسطرح

سینے پہ سر دہر کبھی زانو بغل مین لا کے
مطلب یہ ہے کہ دلکو دکھائین کسیطرح

ساقی سے جا کے لین ابہی ہم لال لال مے
اوٹھین تو اودی اودی گھٹائین کسیطرح

آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھکر
پانی مین آپ آگ لگائین کسیطرح

قاتل ہی بن جو اے لب جانان تو ہی مسیح
سیکھہ ابروون کی بانکی ادائین کسیطرح

اے زلف یار حضرتِ دل آ چلے ہین پہر
اب دام سے نکلکے نہ جائین کسیطرح

اوٹھواتے ہین وہ بزم سے ای بار غم مدد
جب جانین ہم کہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

بہولے ہین وہ ہماری وفائین تو بہول جائین
بہولینگے ہم نہ اونکی جفائین کسیطرح

دریا مین دیکھہ لین وہ حبابونکا پہوٹنا
منعم جہان مین سر نہ اوٹہائین کسیطرح

کیون بار بار سامنے رکھین نہ آئینہ
ہم اپکا غرور توڑہائین کسیطرح

تیوری چڑھائین آنکھین دکھائین گھڑک بھی لین
اس پردے مین وہ آنکھین لڑائین کسیطرح

نالہ کجا دہن سے ہمارا دہان زخم
ممکن نہین کہ ہونٹھہ ہلائین کسیطرح

دینگے ہم اونکو دیدۂ حیران کا آئینہ
جسمین وہ ہمکو منہہ تو دکھائین کسیطرح

نکلے کسیطرح جو نہ ادریس خلد سے
ہم ہی نہ کوے یار سے جائین کسیطرح

بیجے مین ہے اونکے در پہ کرین جبہہ سائیان
تقدیر کے لکھے مٹائین کسیطرح

آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہون
دل کی لگی ہم آج بجھائین کسیطرح

کچھہ وہم سی کمر تو دہن کچھہ گمان سا ہے
دونون وہ ہین کہ ہاتھہ نہ آئین کسیطرح

مہندی تمہارے تلوون مین کیونکر ملین نہ قدر
آخر یہ اپنا رنگ جمائین کسیطرح

۱۶

دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلرو کیطرح ۔ سرو نے لاکھہ اوڑائی قد دلجو کیطرح
روتے روتے شب فرقت مین اندہیرا چھایا ۔ اب تو آنکھین بہی بہی جاتی ہین آنسو کی طرح
دیکہو باریک کمر کو تو وہ ہی بال کی کھال ۔ پوچہو اوس تنگ دہن کو تو سر مو کی طرح
سوزش باطن و ظاہر سے مری رونق ہی ۔ کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح
صبح رخسار سے ہٹتی نہین اللہ رے طول ۔ شب یلدا ابھی نہو گی شب گیسو کی طرح
قتل کر کے مجھے ایسے کف افسوس ملے ۔ طائر رنگ حنا اوڑ گیا جگنو کی طرح
شمع داغ دل سوزان ہی اگر ملکے چلے ۔ گرم ہو جائے نسیم سحری لو کیطرح
ضعف سے نرگس بیمار کے بیمار ہین ہم ۔ جب گرے اوٹھہ نہ سکے پہر کبھی آنسو کیطرح
شب فرقت مری رونے سے ہی برسات کی رات ۔ چرخ سے تارے اوڑے جاتے ہین جگنو کیطرح
قد موزون کے نظارے کی تمنا ہی مجھے ۔ آنکھین تہرا گئی ہین سنگ ترازو کی طرح
رکھکے سر پاؤن پہ روتا ہون دلاسا دو تم ۔ سرکشی اب نکرو سرو لب جو کی طرح
رشتۂ زلف معنبر سے سیا زخم جگر ۔ جب تو انگور بندھا نافۂ آہو کی طرح
قتل کرتی ہین مجھے اونکی نشیلی آنکھین ۔ دور جمشید ہوا دور ہلاکو کی طرح
کبھی آتی نہین وہ میرے سیہ خانے مین ۔ چاندنی کو بھی ہی شرم اوس بت مہرو کیطرح
کیا بہار آئی ہے انگور ہے چشم مخمور ۔ بار سے شاخ جھکی جاتی ہے ابرو کیطرح

ردیف کی قید رہے ایسی غزل کہیئے قدر
کام کرتا ہے کلام اپکا جادو کی طرح

۱۱

گھر مین ہون آپ سے باہر دل محزون کی طرح ۔ کون جنگلین پہرے وامق و مجنون کی طرح
بانٹ دے نام پہ اللہ کی حاتم بنکر ۔ سر پہ کیا لاد کے لیجائیگا قارون کی طرح

+

چشم میگون کے تصور مین لہو روئے ہم
باغ مین نرگس اوگی دیدۂ پرخون کی طرح

صورت چرخ مٹا کر مرا ماتم نہ کیا
کپڑے آبی نہ رنگے آپ نے گردونکی طرح

بیٹھیے مصرع ثانی نہ لگائے کوئی
حشر برپا نہو صاحب قد موزونکی طرح

چشم مخمور مین کیفیت جام مُل ہے
لال ڈورے بھی ہین موج مے گلگونکی طرح

شعر مین آئی زبان سے تو زبان پر دل سے
عرش سے دل مین اتر آئے ہو مضمونکی طرح

محتسب کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ
بیٹھی ہے دختر رز خُم مین فلاطونکی طرح

نفی ہو جاتے ہین جو لوگ بدلتے ہی نہین
ایک سا اوّل و آخر ہے مرا نونکی طرح

بوے وحشت گل مضمون سے چلی آتی ہے
اندنون رنگ سخن جوش مین ہی خونکی طرح

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
ابتو مشہور ہوئے وامق و مجنون کی طرح

ردیف خاے معجمہ

۱۸

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی صفت دل اے شوخ
کہ شرارت سے بھرا ہی ترا تل تل ای شوخ

قید ہاروت سے یا اسمین مرا دل ای شوخ
ہے ترا چاہ ذقن یا چہ بابل ای شوخ

اپنے کیون خنجر ابرو پہ ہے مائل ای شوخ
آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل ای شوخ

کھولدون حال ترا سب سر محفل ای شوخ
ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل ای شوخ

کیا کڑی گات تری اودھری ہے اللہ اللہ
اس سے ثابت ہے کہ ہی سخت ترا دل ای شوخ

تیغ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہون
اب مناسب ہے تخلص مرا بسمل ای شوخ

چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے
ربط کرتا ہے مرے دل سے ترا دل ای شوخ

تلخ باتون نے تری لب کو اثر دکھلایا
خط بھی نکلا تو ہوا زہر ہلاہل اے شوخ

ایسا دیکھا نہین جسنے کوئی بانکا ترچھا
سر سے پا تک تو تری وضع ہے قاتل اے شوخ

پہلے کب باندھا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا
تو نے بے شبہہ چرایا ہے مرا دل اے شوخ

لب پہ ہلتا ہے ترے ناک کا موتی ایسا
جیسے تڑپے کوئی مچھلی لب ساحل اے شوخ

ہندو زلف کہان مصحف رخسار کہان
ایک جا دیکھ رہا ہون حق و باطل اے شوخ

کیون بڑہاتا ہے عبث گیسوونکو ایڑی تک
تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل اے شوخ

ہے مرے قتل سے انکار تو کیا پروا ہے
خود لہو ملکے شہیدون مین ہون شامل اے شوخ

کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب دل کو
ترا رخسار ملیح اور ترا تل اے شوخ

شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا
تیری شوخی سے ہین تجھپر ہوا مائل اے شوخ

جب ترا سامنا ہوگرتی ہے مجھپر بجلی
اچپلاہٹ تری کردیتی ہے بسمل اے شوخ

قدر دل بیچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل اے شوخ

١٨

پرزے گھونگٹ کے اوڑے مثل کتان جو پا رخ
چاند کا چاند ہے اے جان جہان رخ کا رخ

میرے دل کیلیے آپس مین اولجھتین زلفین
نہ صفائی کو اگر بیچ مین پڑجاتا رخ

انہین چار دن مین کسینے تو مجھے مارا ہے
قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ

دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا مین
بوسے رخسار کے لیتا جو کہین پاتا رخ

سنتے ہین برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہین
دیکھ لین حضرت موسی وہ بھبوکا سا رخ

کہین پیدا تو کرین طالب دیدار آنکھین
ایک آئینے سے پیدا ہون ابھی صدہا رخ

سنگ اسود ہی وہ ماتھے کا ترا خال سیاہ
پوشش کعبہ ہے گیسوے سیہ کعبا رخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق مین جی چہوٹتا ہے
ورنہ رستم سے بہی ہمنے نہ کبہی بدلا رخ

اس گلستان مین کوئی مجہسا نہین سبز قدم
میرے آتے ہی پہرا باد بہاری کا رخ

چشم حیران سے یہ وحشت ہے اوسی وا نصیب
سامنے آئینے کے بہی وہ نہین کرتا رخ

ہم وہ عاشق ہین مگر کہو لگے بیٹہے یر رو
دیکہہ پائے جو کہین اچہی کہرا ہو پیارا رخ

جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا
حبب لگا منہہ سے پیالہ تو چمک اوٹہا رخ

ڈر یہی تہا کہ کہین پاون نہ پہر جاتے اودہر
نزع مین کیا ترے کوچے کیطرف کرتا رخ

پان مسی ہی نہ کاجل نہ خط و خال نہ زلف
ذبح کرتا ہے مجہے ہاے ترا سادا رخ

بول بالا قد بالا کا ہے گو گردون تک
قد بالا سے بہی لیکن ہے ترا بالا رخ

طالب دید نے اشکون سے جو سینچا گلشن
شاخ گل مین ہوئی پہولونکی جگہہ پیدا رخ

یک رخی چاند نے تصویر اوتاری تیری
تو نے کروٹ سے دکہایا جو اوسے آدہا رخ

بعد مرگ آکے عزیزون سے مرے پوچہتے ہین
قدر جب مرنے لگا تہا تو کدہر کو تہا رخ

١٩

پرتو رخ سے ہوا یون خانۂ دلدار سرخ
جسطرح عکس شفق سے ہون در و دیوار سرخ

ہے مسی مالیدہ لب لاکہی سے کب ای یار سرخ
یہ گل سوسن ہوا ہے صورت گلنار سرخ

جادۂ صحرا یہ جب مجروح تلوون سے چلون
صورت قوس قزح کردون دم رفتار سرخ

پار نکلا ہے دل پر خون کو برماتا ہوا
تیر تیرا کیون نہو پیکان سے تا سوفار سرخ

نقطۂ آیات و جدول کالی کالی صفحہ لال
تل سیہ آنکہین سیہ زلفین سیہ رخسار سرخ

صاف تقریرون سے دندان ہوگئی اونکے سفید
لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار سرخ

پہوٹ نکلا ہی ترا رنگ اے بت گل پیرہن
جسم کو تیرے جو چہو جاے تو ہو زنار سرخ

سوزشِ دل سے مرا سینہ بھبوکا ہو گیا
آگ جس گھر مین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ

لال ہو گئے ساقیو آنے تو دو فصلِ بہار
ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانۂ خمار سرخ

تھوکتے ہین خون باغِ دہر مین اہلِ سخن
ہے شہادت کیلیئے توطے کی بھی منقار سرخ

آئین زلفین جھوم کر منہہ پر طمانچے پڑ گئے
نازکی سے ہو گئے دونون تیری رخسار سرخ

یاد کر کے فصلِ گل کو خون روئیگی خزان
چشمِ نرگس ہو گی مثلِ دیدۂ خونبار سرخ

کھد گئی کان بدخشان لعلِ لب کا دور ہے
ڈھیریان ہین لعل کی ہی جوہری بازار سرخ

خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہین
کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ

اس زمین مین پھر پڑھو اے **قدر** اک رنگین غزل
دستو پا کردو عروسِ فکر کی دو بار سرخ

۱۵

خون رونے سے نہین مژگان دمِ دیدار سرخ
لڑتے لڑتے ہو گئے مرغِ نظر کی خار سرخ

ہی خوشی سے آج روئے بلبلِ نادار سرخ
کیا زرِ گل لے اوڑا ہی باغ سے دوچار سرخ

اوسکے منہہ پر جب مرا ذکرِ شہادت آئیگا
خود بخود مثلِ زبان ہو جائیگی تلوار سرخ

پاے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقشِ قدم
زخم کی صورت ادھر آیا دمِ رفتار سرخ

دیکھیئے آئینۂ قدرت کی مینا کاریان
خطِ عارض سبز ہی گیسو سیہ رخسار سرخ

کھل گئی وحشت مین الفت اوس طلائی رنگ کی
داغِ سودا ہین ہمارے صورتِ دینار سرخ

پھر پھر آیا خون پھر یاد آ گئی تیغِ نگاہ
پھر ہوا زخمِ جگر پر مرہمِ زنگار سرخ

زلف پیچان مین نہ کیون ہر خونِ دلِ عشاق ہون
سننے مین آئے ہین اکثر کیچھائے مار سرخ

یہ شبِ ہجران مین نکلی ہے دلِ خون گشتہ سے
ہے شہاب آسا ہماری آہِ آتشبار سرخ

دیکھہ قاتل چشمِ خشم آلود سے دو تین بار
قتل کے محضر پہ میری مہرین ہون دوچار سرخ

روے گلگون دیکھکر آنکھون مین یہ سرخی کبھی
جسطرف اوٹھی نظر ہین سب در و دیوار سرخ

ماتھے پر افشان چنی چین جبین سے قتل کر
میرے خون ہی ہو تو ظالم تیغ جوہر دار سرخ

ہم نے ٹکرا کر سر پر خون گھر وندا کر دیا
سو جگہہ سے ہو گئی اوس شوخ کی دیوار سرخ

اب کلیجا پیپ ہے آنسو جو آتے ہین سفید
خون تہا پہلے جو قطرے آ گئے دو چار سرخ

تیرے آتے ہی خزان مین آگئی گویا بہار
زرد چہرہ قدر کا کیسا ہوا اک بار سرخ

ردیف دال مہملہ

۲۲

سنے گا باغ مین میری اگر فغان صیاد
دبا کے دانتو نمین رہجائیگا زبان صیاد

اجل کے منہہ مین ہون مین زار و ناتوان صیاد
ہی تیرے غنچہ پیکان مین آشیان صیاد

تجھے سناؤن مین گلشن کی داستان صیاد
کہ چہچہا ہے مرا نظم بوستان صیاد

قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخین
ہوا ہے مرغ چمن کا مزاجدان صیاد

مری تلاش مین وحشت زدہ پہرے گا تو
ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد

مجھے جو ایک کہے گا مین سو سناؤن گا
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

غضب ہے غمزۂ مژگان و عشوۂ ابرو
اوڑائے دیتا ہے نے تیر نے کمان صیاد

مین کیا ہون طائر سدرہ کو پہانس لائیگا
کریگا ایک زمین اور آسمان صیاد

وہ زلف دام ہے کنپا ہوئین ہین دانے خال
غرض کہ اونکو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد

ادہر زمین اودہر آسمان یا قسمت
اب اس قفس سے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد

رہیگی شاخ نشیمن نہ ایک پر بلبل
گٹھے ہوئے ہین گلستان مین باغبان صیاد

تو بوے گل سے الٰہی ہوا سقدر مجنون
کہ تیرے سر پہ بناؤن مین آشیان صیاد

مین ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
جہان گیا مرے پیچھے پڑا وہان صیاد

چمن مین خاک گل و بلبل اب ہمنفسین بولین
کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدگمان صیاد

محال ہے کہ نکلجاؤن بچکے پہلو سے
بلا کی ترچھی نگاہین ہین الامان صیاد

سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمۂ رنگین
قفس پہ ڈالدے پھولونکی بدہیان صیاد

بنا رہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے
مین ناتوان ہون میرا مزاجدان صیاد

چمن کی بو سے پھڑکتے ہین تو اسیر چمن
خدا کے واسطے انکو نہ لا یہان صیاد

ابھی تو شاخ سے آبیٹھتا ہون سر پہ ترے
دکھادے پھول سا مکھڑا مری جوان صیاد

مین ہوشیار ہون گیسو و خط کو دیکھ چکا
بزیر کاہ نگر دام تو نہان صیاد

یہ لاغری ہے نکلجاؤنگا مین حلقون سے
پھنسا سکیگا مجھے دام مین کہان صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے قدر
چمن مین ساتھ ہی آئین اگر خزان صیاد

۱۴

پامالون سے ہے رتبۂ مظلومیان بلند
دیکھو زمین پست ہے اور آسمان بلند

کیونکر بلائے یار ہمین اپنے بام پر
اللہ بھی نبی سے رہا دو کمان بلند

کوے بتان مین سرو اوگین کچھ عجب نہین
اس سرزمین مین دفن ہین کیا کیا جوان بلند

وہ خاکسار ہون کہ نہین خوف اہل اوج
میری زمین سے خاک نہین آسمان بلند

بجلی کا ہو اور قرب ہوا ہمسے یا نصیب
جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند

کہیے تو وصف قامت موزون سناؤن مین
مضمون تو ہاتھ آیا ہے ای جان جان بلند

بازو یہان پھڑکنے لگا واہ رے اثر
خط لیکے ہوگیا جو کبوتر وہان بلند

خود مجھکو میرے اوج نے پیسا تمام عمر
گھر کی زمین ہوگئی تا آسمان بلند

سورج کہان کا عرش کا تارا ہوئی جبین
طالع ہین آپکے بہت اے مہربان بلند

منصور تیری دار مبارک ہے تجھے
اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند

اللہ رے سوز خلق کو سمجھو نشتر ترا
لیکر بچا ہوا جو مری ہڈیان بلند

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلینگی منہہ سے آہ
ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دہوان بلند

نام خدا جوان ہوئی اب تو کچھہ جھکو
نیچے نظر کرو کہ ہوئین چھاتیان بلند

ہم خاک اڑاتے ہین سحر و برق مر چکے
اے قدر ہے غبار پس کاروان بلند

١٥

پہلے دل مین ہو یا جگر مین درد
کہین ہو غم سے عمر بھر مین درد

وہ بھی سن لین تو ہو جگر مین درد
ہے وہ ہر نالۂ سحر مین درد

پنج پیری سے ناک مین دم ہے
گاہ گھٹنون مین گہ کمر مین درد

مے سے بھر دے ہمارے جام و سبو
دیکھہ ساقی ہے چشم و سر مین درد

روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے
کب ہوا چوٹ سے سپر مین درد

یون تو پتھر بھی کچھہ پسیجتا ہے
چاہیئے ہے دل بشر مین درد

سر سیاہی تھی کیا وہ چشم سیاہ
کھو دیا دل کا اک نظر مین درد

بھاری موباف جب پڑا سر مین
ہوگیا یار کی کمر مین درد

مدد اے نالہ عرش ہلجائے
کہ نہین آہ بے اثر مین درد

کوچہ گردی کرو نہ پاؤن ڈگین
ہو نہ پہنچتے ہی میکے گھر مین درد

نالۂ بلبلان پہ ہنستے ہین گل
نہین دلہائے اہل زر مین درد

طے کرون کیسے بہل مین عشق کی راہ — پاؤن کرنے لگے سفر مین درد
نزع کے وقت ہے عجب عالم — نہوا تھا یہ عمر بھر مین درد
درد انگیز خط جو مین نے لکھا — ہوگیا پاے نامہ بر مین درد

آہ لب پر ہو قطرہ آنکھ مین اشک
دل مین یاد اوسکی ہو جگر مین درد

۱۸
خدا کی ذات ہے دریا کی آب کے مانند — اوٹھے ہین حضرت آدم حباب کے مانند
یہ رنگ روپ ہے جبتک کہ ہے بہار شباب — تمہارے گال ہین فصلی گلاب کے مانند
وصال ہجر مین موسی نے کیا بسر کی ہے — کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند
کبھی ہنسے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم — یہان گزر گئے برق و سحاب کی مانند
اکڑ رہے ہین جوانون کی طرح سر چمن — بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند
نہ ہاتھ آئے کبھی یہ نہ اوس سے بوسہ ملا — کمر بھی ہے دہن لاجواب کی مانند
بھڑک گیا مری آہون سے چرخ کجرفتار — الف ہوا فرس بدرکاب کی مانند
سر وہی کھینچ کی جب قتل کو وہ آتی ہین — کمر مین اونکی لپٹتا ہون ڈاب کی مانند
دہان تنگ ہے شیرین مثال تنگ شکر — زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند
جگر مین آگ لگی ہے پھنکا ہی سینے مین دل — کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند
رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہو جائین — وہ گرمیان جو کرین آفتاب کی مانند
ہماری آہ سے اونکے جگر مین چوٹ لگی — اوچھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند
نشیلی آنکھڑیون مین کیفیت ساغر مل ہے — وہ لال ڈورے ہین موج شراب کی مانند
مین کیا کہون کسے آئیگا اعتبار اوسکا — بہت کچھ آنکھون سے دیکھا ہے خواب کی مانند

چڑھا لیا ہے جو نظرون پہ سیخ مژگان نے
جگر مین چھید پڑے ہین کباب کی مانند
جو منھہ دکھایا تو انگیا مین کیا ہی شرم و حجاب
اسے بھی کھولدو بند نقاب کی مانند
جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق مین روشن
تو زرد چہرہ رہے آفتاب کی مانند
جو بیستون پہ مین فرہاد کو پکارون قدر
ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند

٢١

نہ مجھے سیب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند
ہے زنخدان و لب و چشم دلارام پسند
تم کرو دل مین کرون زلف سیہ فام پسند
اپنے اپنے ہی پھر آگئے بت خودکام پسند
چھوڑ کر وصف دہن شعر پڑھون عالم پسند
کہ نہ اغلاق کسیکو ہی نہ ایہام پسند
قبر ٹھکرا کے مری کہتے ہین کس ناز سے وہ
تمہین بیچین تھے اللہ رے آرام پسند
روشناس ایک جہان کا ہون تری گردش سے
تیرے کاوے ہین مجھے ابلق ایام پسند
نظر آجاے جو اونکو دہن تنگ بتان
آشیانے کو کرین طائر اوہام پسند
دل بیتاب ہوا و تنا ہی جفاکش یارب
بخت خفتہ ہے مرا جسقدر آرام پسند
پھیر لین بوسہ اگر دل نہین لیتے ہین حضور
کہ ہمین چیز کسیکی نہین بے دام پسند
سرمۂ طور کو آنکھونمین جگہہ دیتے ہین
خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عام پسند
ہندو چشم کجا مصحف رخسار کجا
کفر کے تحت مین ہمکو نہین اسلام پسند
پتلیان آنکھون سے اوٹھتین نہین چلنا کیسا
یونہین بیکار ہین سب مردم آرام پسند
جال سے رزق جو ہاتہ آئی جو خنجال ہے وہ
جانور ہے کرے دانہ جو تہ دام پسند
لن ترانی کی بہت آپ بہی لیتی ہین
اب نشست آپ بھی کرتے ہین لب بام پسند
خون دل آنکھون مین بھر بھر کے پیا کرتا ہون
یہی شیشہ ہی یہی مے ہے یہی جام پسند

جو لگاوٹ کی نگہ ہے وہ بناوٹ کی کہان
وہ تو ہے خاص پسند اور یہ ہے عام پسند

اب مٹائے نہ مٹے گا ترا سکہ بیٹھا
ہے مرے دل کے نگینے کو ترا نام پسند

رمز الفت کو نہین دست زبان سے مطلب
کیون کرون رسم رہ نامہ و پیغام پسند

نام کو کرتے نہین عاشق دل تنگ قبول
ننگ کو کرتے نہین عاشق بدنام پسند

جسکے سینے مین ہے خود اپنی جگہہ پر بیتاب
طائر قبلہ نما ہے دل آرام پسند

آگ وہ سینے مین بھڑکے نہ پانی مانگون
ہے مجھے عشق کے آغاز مین انجام پسند

شرم آتی نہین اے قدر تخلص بدلو
کسطرح عشق کی ذلت مین ہے یہ نام پسند

ردیف ذال معجمہ

۱۹

بھر کے اوس زلف کی تعریف سے خط کا کاغذ
جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ

کھولتا ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ
لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ

قبر یون دیگی ہمارے تن لاغر کو فشار
جسطرح سے کہ دباتا ہے شکنجا کاغذ

لکھتے لکھتے تری معدوم کمر کا احوال
خامہ ہے گردن عنقا پر عنقا کاغذ

بحر الفت مین رہ و رسم کتابت کیا مال
ناو کاغذ کی ہے کب تک یہ چلیگا کاغذ

ہوگئے ہین مرے دندان ہوس کاغذ گیر
پتلے پتلے یہ ترے ہونٹھ ہین گویا کاغذ

ہے لفافہ ترا یا شاہد مقصد کی نقاب
نقطے تل سطرین ہین زلفین رخ زیبا کاغذ

حشر مین اشک ندامت نے بڑا کام کیا
نکل آیا مرے اعمال کا کورا کاغذ

سر سے پا تک ہے لکھا دیدۂ تر کا احوال
ہو گا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ

خط مین رنگین مضامین جو بہری تہی تمنے
بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تختا کاغذ

بک گیا ہے مرا دل روز ازل آپکی ہاتہہ
آپ کے نام ہوا ہے مرے گہر کا کاغذ

رشک سے زلف کی رنگت کا جلا کر دیکہو
جلکے بل کہا سے تو بل کہا کے ہو کالا کاغذ

خط کے لکہنے مین وہ کہاتے ہین اعجاز کلیم
کہ عصا اونکا قلم ہے ید بیضا کاغذ

وصف اوس رنگ طلائی کا جو لکہا او سیر
کاغذ زر کی طرح بک گیا سارا کاغذ

اونکے قامت کا بندہا وصف قیامت آئی
ہوگیا سب کے مری دیوان کا سادا کاغذ

چہرۂ شاہد مقصود دکہا دیتا ہے
آئینہ ہے ترے نامہ کا مصفا کاغذ

کہلکے وہ مجہسے ملینگے یہ کہلا نامے سے
ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپیٹا کاغذ

ہاتہہ پہیلا کے لیا اوسنے جو میرا خط شوق
کہل گیا صورت آغوش تمنا کاغذ

اوس جلوہ ریزکی سے اے **قدر** منگا جلد خبر
گہوڑے کاغذ کے بنا کر کہین دوڑا کاغذ

بہرا جو آہ کے مضمون سے نامے کا کاغذ ۱۴
تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑ چلا کاغذ

اجل رسیدہ ہون نسخہ لکہنے بیٹہی اگر
قلم دوات نہ پائے طبیب یا کاغذ

لکہون عبارت رنگین جو خط مین اُس گل کو
یقین ہے کہ حنائی ہو نامے کا کاغذ

کبہی نہ شاد کیا تمنے ایک پرچے سے
تن اپنا رنج سے کہل کہل کے ہوگیا کاغذ

یہ تازگی ہے جو لکہون سفید کاغذ پر
برنگ برگ ہو دیوان کا ہرا کاغذ

چڑہا ہے نشۂ افیون خال مرتا ہون
پلا دو دہو کے مجہے اونکے نامے کا کاغذ

تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیرونکو
لگا یا تاج مین جائے پر ہما کاغذ

لکہون جو آئینہ روے صاف کے اوصاف
مثال آئینہ ہو جائے پر ضیا کاغذ

ہمارا نام بھی داخل ہی کب سے دفتر مین
کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا کاغذ

خدا علیم ہی کب سے بھرے ہوئے ہین ہم
بھرینگے یار کے خط کا ذرا ذرا کاغذ

کبھی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے
ادہر لکھا کہ ادہر صاف دہو گیا کاغذ

جو دل دیا ہمین جاگیر مین ملا بوسہ
کہ یار کے خط و عارض نے لکھدیا کاغذ

حضور خط جو لکھین اوسمین مطلب اچھا ہو
کچھہ اسکا دہیان نہین ہو برا بھلا کاغذ

گمان ہے خطِ جانان کا اسقدر ای قدر
پڑا ہوا کہین دیکھا اوٹھا لیا کاغذ

١٨

وصلت مین بوسہ دُمے گلفام ہی لذیذ
ساقی کا ہونٹھہ اور لب جام ہی لذیذ

چوسے تو پشتِ چشم سیہ فام ہے لذیذ
یہ چھلکے سمیت آپکا بادام ہے لذیذ

حقہ ترا غضب بت خود کام ہی لذیذ
بوسہ نہین تو بوسہ یہ پیغام ہے لذیذ

جھوٹا جہان کہاتا ہے میٹھے کیواسطے
بوسے کے ساتھہ آپکی دشنام ہی لذیذ

ہان اے دہان زخم نہ پیکان کو چھوڑنا
مثل زبان یار گل اندام ہے لذیذ

اے عشق لخت دل بھی ہے خون جگر بھی ہے
ہے بامزہ گزک مے گلفام ہی لذیذ

لب پر جو گالیان ہین تو انکھو نمین سیل ہے
پستہ ہے تلخ شیرۂ بادام ہی لذیذ

شکر سفید یا ؤن مین یا زہر تیلیا
جو کچھہ نصیب ہو سحر و شام ہی لذیذ

یارب دہن مین نام یہ کسکا سما گیا
لیکر ہمارے ہونٹھہ سی تا کام ہی لذیذ

پیری مین عشق لب تجھے واعظ ضرور ہے
یہ شیر پختہ و شکر خام ہے لذیذ

کیچڑ مین لوٹ لوٹ کی کہتے ہین مے پرست
موجین بُری ہین بادۂ گلفام ہی لذیذ

گو خاک بہا کنا ترے باعث نصیب ہو
اے آسیاے گردش ایام ہی لذیذ

سرمے کی طرح حلق مین آتی ہی چاشنی
بیٹھی نظر تری بت خود کام ہی لذیذ

عہد شباب و پیری و طفلی مین تین پہل
نورس مزیکا پختہ ہر اخام ہی لذیذ

خال و ذقن ہی خوب لب و چشم خوب ہے
انگور و سیب و پستہ و بادام ہے لذیذ

ہر دم چبا چبا کے جو تم بات کرتے ہو
گننے کیطرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ

واعظ ادہر تو آؤ ذرا اسکو چکھہ تو لو
تم چوکتے ہو کیا مے گلفام ہی لذیذ

دل دیکے قدر کیون نہ لبونکی مزے اڑائین
جس چیز مین لگا ہے کچھہ دام ہے لذیذ

ردیف راے مہملہ

۲۴

گردون شیشہ جہکا دے مرے پیمانے پر
ہنس پڑے ستارہ ہی ساقی ترے میخانے پر

اوڑکے پونہچے گا مرا نام ہی جس دانے پر
برگ خوشے مین نہین سبحہ ہین مولانے پر

شب غم چہائی ہی کب میرے سیہ خانے پر
سایہ ہے دیو سیہ کا ترے دیوانے پر

گرمی حسن بڑہی سرد ہوا عاشق زار
شمع کے پہول سے بجلی گری پروانے پر

چک شانہ آجاے کمر مین کہین کہنا مانو
نیمچا ناز سے رکھکر نہ چلو شانے پر

کیا صبا آج ادہر زلف کی بو لائی ہے
کالی آندہی سی ہی چہائی مرے ویرانے پر

ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہین ہونے دو
چاندی سونے کی کلس ہین مرے میخانے پر

ہان ستمگر یہ نتیجہ ہے دل آزاری کا
مار ضحاک ہے گیسو ترے ہر شانے پر

داغ کا نامۂ اعمال مین ہونا ہی ضرور
چاہیے مہر کچہری کی بہی پروانے پر

تیرگی ایسی ہے فوراً ادسی لگجاے خسوف
چاند آئے جو کہین میرے سیہ خانے پر

تو بھی دعوئِ خدائی جو کریگا اے شوخ
ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر

سوچتا ہی کہین مجھکو نہ ترس آجاے
کان دہرتا نہین ظالم مرے افسانے پر

رات دن تیری جدائی مین جو کچھہ سہتا ہون
نہ وہ سرخاب پر آفت ہے نہ پروانے پر

حالت گریہ مین بہی نام ترا رٹتا ہون
اسم پڑہتا ہون مین تسبیح کی ہر دانے پر

رمضان آتا ہے للہ جھکا دے ساقی
تیس دن رال ٹپکتی نہین پیمانے پر

پاؤن مین ہی وہ سنیچر کہ الٰہی توبہ
عشق جن بنکے چڑہا ہی ترے دیوانے پر

موہنی کہتے ہین جسکو وہ فقط خدمت ہے
آزماؤنگا یہ جادو کسی بیگانے پر

گر میان ہین تو مرا دیدۂ تر حاضر ہے
چھوٹے مژگان کا ہزارہ ترے خسخانے پر

پھر بہار آئی ہی پھر دلکو ہوا شوق چمن
پھر نکالے ہین مرے بلبلِ شیدا نے پر

کیسی ہر بار پھسلتی ہے طبیعت اپنی
کبھی ادھر سے ہوے سینے پہ کبھی شانے پر

وہ جگہہ ہے کہ پرندہ بہی نہ پر مار سکے
کیا پڑے بوم کا سایہ مرے ویرانے پر

سوز ظاہر ہی جدا سوزش باطن ہے جدا
چرب ہوتا نہین جگنو کبھی پروانے پر

غش ہوا گردنِ ساقی پہ کبھی آنکھہ پہ لوٹ
کبھی شیشہ پہ گرا مین کبھی پیمانے پر

وہ بہی اے **قدر** تھا اِک نقشِ قدم حیدر کا
رکھتے تھے مہر نبوت جو نبی شانے پر

۲۰

کھلا رنگ اور حبیب و سمہ لگا ابروے جانان پر
کیس اے حسن یہ تو نے چڑھایا تیغ بران پر

نکلتا آتا ہے سبزہ ترے لبہاے خندان پر
چڑہی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان پر

کیا ہی ذبح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہون مین
کہ میرے خون کے چھینٹے تمہارے جیب و دامان پر

تمہاری آنکھہ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا دوڑو
اوٹھا لو برچھیون پر اسکو یعنی نوکِ مژگان پر

تجھی اے قیس شاید چشم لیلیٰ یاد آئی ہے
کہ پہیرا ہاتھہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر

دہر و منہہ پہیرے سینے پر بے گا دل تو کیا پروا
نزد و کچھہ نہین قرآن رکہدیتے ہین قرآن پر

لڑا کر آنکہہ اون سے غیر اونکے گہر مین جا پونہچا
انگوٹھی پا کے بیٹھا دیو بہی تخت سلیمان پر

اودہر طاوس کے نالون سے اک دود سیہ اوٹھا
ادہر گہنگہور اک ابر سیہ چھایا گلستان پر

کیا ہے ناخن وحشت سے اسکو جا بجا پرزے
جنون نے پہول گویا چن دیئے سیر گریبان پر

ہتیلی پر دہرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا
ابہی تو آگ مین ہم کو دتے ہین اک تری ہان پر

محبت مین بہلا قمری و بلبل جانور ٹھہرے
قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان پر

لگی بیساختہ منہہ دیکھنے یون دیدبازی کی
ہوا شک اونکو آئینے کا میری چشم حیران پر

جنون مین رہگئے تھے چند مشت استخوان باقی
ہما ہر پہر کے منڈلایا کیا میرے بیابان پر

ہوا ہے مرغ آتش زن مرا مرغ دل سوزان
بنائے آشیانہ شوق سے سرو چراغان پر

لڑائی آنکہہ تجھسے جب ہوا ناسور بند اپنا
تری پتلی سے گل کہائے ہین ہمنے چشم گریان پر

تمہارے قد پہ عاشق ہین تمہارے خط پہ قمریان
پڑے رہتے ہین پای سرو ہم بیہوش ریحان پر

لڑائی آنکہہ آئینے نے کسی نے لیا بوسہ
اودہر ہاتھہ پہیریان شانے نے کین زلف پریشان پر

اوگا سبزہ جو عارض سے تمہارے لب تلک پونہچا
حلب سے جب بخار اوٹھا گہٹا چہائی بدخشان پر

قیامت مین جنان پاؤن نہ پاؤن خیر اے واعظ
برا ہو تو سیکشی مین چہوڑتا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہوگئی قدرؔ سیہ بخت اوسمین مدفون تھا
سنا ہے آج بجلی گر پڑی گور غریبان پر

۲۱

نور جبین یار رخ بے مثال پر
ایسا چراغ ہے کہ جلاد نکو مال پر

ناقص کبہی ٹلے نہین جنگ و جدال پر
دیکھی کسی نے بارہ نہ تیغ ہلال پر

برہم ہوئے یہ بوسۂ رخسار و خال پر
اک گرم ہیپیار رکھدیا دست سوال پر

کھاتا ہے ماہ داغ ترے گورے گال پر
جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر

گالی ترے دہن مین سمائی تو کیا عجب
لکھتے ہین لوگ سورۂ اخلاص دال پر

کھائے نہ آپ وہ نہ کسیکو کھلا سکے
بیٹھے گا سانپ منعم موذی کی مال پر

خط سیاہ یار پہ لہرا رہی ہے زلف
صیاد نے یہ جال بچھایا ہے جال پر

تیر جفا ہزار پڑے ہین کچھ اثر نہین
سینے کو میرے فوق ہے گینڈے کی ڈھال پر

میرے اسیر ہونے کی اسقدر ہے خوشی
صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین جال پر

چلنے مین جھونکے لیتا ہی ہر ایک پائنچا
یا ناچتے ہین مور تری بانکی چال پر

اے منعمو روپے نہین حسرت کے داغ ہین
تمکو نظر ہے مال پہ مجھکو مآل پر

ابتک بہار ہے ہمین للہ چھوڑ دے
صیاد وقت جاتا ہے پھر اگلے سال پر

گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غرور سے
کامل وہ ہے جو سر نہ اوٹھائے کمال پر

بلبل تو اوڑ کے جائیگا صیاد سی کہان
وہ پتے پتے پر ہی جو تو ڈال ڈال پر

جاؤن جدھر جنون مین نہ روکے کبھی کوئی
للہ چھوڑ دین مجھے سب میرے حال پر

ہین دام مین پھڑک کے ہوا رشک لالہ زار
کلیون کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال پر

سنبھلو تمہاری آنکھ پہ آتا ہے میرا دل
چیتے کو چھوڑتا ہون شکار غزال پر

یہ دیکھنا یکایک مجھے ہوتا ہے اور رنج
خوش خوش ہین آپ کیون مرے رنج و ملال پر

تو صیدگاہ دہر مین غافل ہے کسلیے
پھندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پر

مین دیکھتا ہون خواب مین ہر شب ہلال عید
شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پر

میکش نہین ہون قدر مگر کیون نہ جاؤن مین

بھٹی مین قرض آتا ہے میر اکلال پر

٢٩

میرا دل بیتاب اوڑا آہ رسا پر
ہے بیت مقدس کہ معلق ہی ہوا پر

ہو مے سے دماغ اپنا نہ کیون عرش علا پر
لے اوڑتی ہے یہ لال پری ہمکو ہوا پر

برباد ہوا دل مرا اوس رُخ کی ضیا پر
غبّارہ جو اوٹھا تو چلا روسے ہوا پر

چہایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر
جسطرح بخارات چڑہین اوج ہوا پر

پار اوترینگے خود تیر کے دریای شہادت
ہم سینے کے بل جائینگے شمشیر جفا پر

پہر قلقل مینا پہ چلے رند سیہ مست
پہر آئی گھٹا جہومکے مورون کی صدا پر

ہے بیکسی و یاس و غم و رنج کا انبوہ
میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر

وہ خاک نشین رند ہون جب ہاتھہ اوٹھاؤن
ہو عرش پیالے کیطرح دست دعا پر

گردن کو جہکا کر خم شمشیر بنے ہو
ہے شرم و حیا یہ بھی نظر ظلم و جفا پر

چلتی ہے وہ اٹکھیلونکی چال تمہاری
دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچھہ باد صبا پر

کہاے گا مرے سینہ سوز انکی جو تہڑی
لوگون کو سمندر کا گمان ہوگا ہما پر

پہر آنکہہ کو منظور نظر سرمہ ہوا ہے
رکہی گئی پہر بارڑہ تری تیغ جفا پر

افسوس تیرا منہ کبھی جی بہر کے نہ دیکھا
جمتی ہے نظر کب ترے چہرے کی ضیا پر

رزاق عطا کرتا ہے گمنام کو بھی رزق
روزی وہی پونہچاتا ہے عنقا کو ہوا پر

پہر دیکھنا یاد اش مین چپک آئیگی ظالم
پہر آج کمر کستا ہے تو ظلم و جفا پر

ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا نہ تل
قبضہ کوئی جڑ لیجیے شمشیر ادا پر

آئینے مین یہ آنکھین یہ زلفین جو لڑا دو
خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر

اوٹھے گا زمین سے صفت گلشن شداد
کیا نکہت گل سے چمنستان ہی ہوا پر

نالون سے یہ دل زار کے بل کرتی ہی وہ زلف
جسطرح کوئی سانپ کسی نے کی صدا پر

کیا نام خدا لب پہ مسین بہیگ رہین ہین
چھائی ہوئی ظلمت سے تری آب بقا پر

اس ظلم و رضا کا ہے وہی دیکھنے والا
آنکھہ اونکی ستم پر ہے نظر اپنی خدا پر

پُر داغ ہوے سینے تری خستہ دلونکے
چادر چڑھے ہے پہولونکی مزار شہدا پر

پہر گشتی مے باد بہاری سی روان ہے
پہر تخت پر یزاد چلا اوج ہوا پر

دل اپنا تمہارے لب جان بخش پر آیا
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑہا آب بقا پر

آلائش دنیا سے ہین خاصان خدا پاک
پیکان نہ چڑھے ہے کوئی کبھی تیر قضا پر

کیونکر نہ رہین عاشق زار آہ کے پابند
کسطرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر

ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
چھریان نہ جفاؤن کی پہرا حلق وفا پر

خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار
خود پڑنے لگی ترچھی نظر بانکی ادا پر

کب چاہ زنخدان کا لیا **قدر** نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر

۱۸

دل جلے بتان ہو عشقِ ستم ایجاد پر
خود فراموشی کرے تہمت دہر سے استاد پر

قیس پر روے کبھی ماتم کیا فرہاد پر
کیا کرین کس سے کہین افتاد ہی افتاد پر

انتقام عشق آ جائے اگر امداد پر
قیس پر لیلی مری شیرین لیسی فرہاد پر

ابرو و چشم بتان نصِ حدیث حسن ہے
نون لکھا ہی کاتب قدرت نے حرف صاد پر

رعب حسنِ یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
گل پہ قمری ہی ادہر بلبل ادہر شمشاد پر

دفعتہً کیا دونون آنکھین محو جانان ہو گئین
بسگئے ہاروت و ماروت ایک آدم زاد پر

جا پڑا جسوقت اوڑ کر خون میرا گرم گرم
پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد پر

سیری منہہ سی پہول جہڑتے ہین بہار آئی بہار
باغ کا عالم ہوا ہے خانۂ صیاد پر

اونچا جوڑا اس قد و قامت پہ کیا پھبتا ہی آہ
اور بھی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر

روے رنگین پر ہوا بلبل کو دہوکا پہول کا
شاخ سے وہ اڑ کے جا بیٹھا سر صیاد پر

ہاتہہ دہوئی اپنے گہر سے تو بہی اے خسرو اہی
عشق اگر کچھ بار رکھدی تیشۂ فرہاد پر

کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت اوسکی ہے
خیر ہنسیے آپ میرے نالہ و فریاد پر

زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغون پر ہین داغ
رونا آتا ہے ہمین حال دل ناشاد پر

جسکی موت آتی ہی بے کھٹکے چلا جاتا ہی وہ
چھوٹتے جاتے ہین قیدی رات دن میعاد پر

فصل گل ہی فصدین کہلتی ہین کوئی ہوتا ہی قید
دوڑ ہے فصاد پر تاکید ہے جلاد پر

بلبلو غنچے کی صورت دم نہ مارو باغ مین
باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر

فصل گل آئی تو میخانے سی مسجد تک ہو ہو
تو بھی خم رکہکے لیجاؤن سر زہاد پر

کیون چہری پر بار رکہوائی گلا کاٹو گے کیا
قدر تم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر

۱۵

بگڑ کر کہتے ہین جب آنکہہ ڈالو خال ہندو پر
وہ چتکی دل مین لونگا نیل دہر آئیگا پہلو پر

مسی خوف سے ابرو تمہاری چشم جادو پر
کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر

ترے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا ہمکو
خضر نے اپنا سجادہ بچھایا ہی لب جو پر

جہلاوا یار کی آنکہونکا دکہلاے جو وحشت مین
سنگوٹی چاندی سونیکی چڑہا دون شاخ آہو پر

کسی نفتری سے بوسہ خال کا ملتا نہین ہمکو
کوئی افسون نہین چلتا ہی اس چہوٹے سے بچہو پر

تمہاری بینی نازک سے دل بنا ہوا زخمی
ہماری آنکہہ پڑتی ہے اسی تیر سہ پہلو پر

ہماری خاک مرقد سے کہچے کا عطر مٹی کا
کہ پہڑکے روح اپنی آپ کے زلف سمن بو پر

بڑی مشکل سے تسلی بیٹھا ہے اوس دم وہ مہ خوبی
یقین جب میری آنکھونکا ہوا چشم ترازو پر

کرام کاتبین ہین ساتھ عصیان کا نہ دھیان آئے
لگے ہین محتسب دو دمے گلرنگ کی بو پر

خدا نے وحشت وحشت لکھدیا میرے مقدر مین
مری قسمت کا دانہ رکھدیا ہی شاخ آہو پر

نگاہین لڑ گئین اب پوچھنا کیا راز الفت کا
مرے قابو مین وہ آئے چڑھا مین انکی قابو پر

یہ پیاری پیاری صورت آپکی بوسونکی قابل ہے
مزین ہی جو چھٹے بہی ہون حلیہ مصحف رو پر

نہ وہ ہمسے اشارے ہین نہ وہ چتون نہ وہ آنکھین
کسی نے یار جادو کردیا ہے چشم جادو پر

کبہی باندہین نہ ہمنے دوہری چہریان دوہری تلوارین
کبہی چمکانہ عشق اپنا جوان چار ابرو پر

سوا شعر و سخن کے اور بہی کچھ فکر رہتی ہے
کہ حب دیکھو تمہین اے **قدر** سر رکھا ہی زانو پر

۱۰

ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر
آگے کم ظرفون کے اے دل ہاتھ پہیلایا نکر

کاٹے کو سون یاد کاکل مین نکلجایا نکر
رات بہر اتنا دل بیتاب گھبرایا نکر

یہ بہی قسمت کا لکہا ہے لکھتا ہی وہ شوخ
خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بر بہیجا نکر

مستی مل لے پان کہا لے وصل مین مہندی لگا
آنکھون مین کاجل لگا زلفونمین اپنی شانہ کر

بدشگونی ہے کسیکو ٹوکنا چلتے ہوئے
میکدے جاتے ہوئے واعظ مجھے ٹوکا نکر

رہو زدلکی دوربین سے دیکھہ لیتے ہین تجھے
اے مہ خودبین بہت عشاق سے بہاگا نکر

وہ مثل ہی خاک ڈالے سے کہین چھپتا ہے چاند
روح ہونکی جسم خاکی مین تو پھر پردا نکر

بازآیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو
ٹھڈیان کہانیکو سر پہ اے ہما سایا نکر

آہ سوزان چشم گریان درد ہجران داغ دل
اتنے گاہک ہین ہمارے تو نکر نخرا نکر

شمع ہے حب علی اے **قدر** اپنی نیند سو

اسقدر تاریکی مرقد کا اندیشا نکر

۱۶

کانپا مین زلف و قامت دلدار دیکھکر / دل ہلگیا مرا رسن و دار دیکھکر

کہتے ہین قتل پر مجھے طیار دیکھکر / کیا پھیلا پڑتا ہے بڑی تلوار دیکھکر

کروٹ ادہر بدلتے نہین اور دیکھئے / لو بڑہگیا دماغ مرا پیار دیکھکر

سمجھا ہی مین آب گہر مین چہپائی تیغ / مقتل مین آئے دانت پہ تلوار دیکھکر

غنچے سے تنگ تر ہی چمن عندلیب کو / پہولا نہین سماتا ہے گلزار دیکھکر

تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو / چونکا مین رات خواب مین تلوار دیکھکر

یہ لن ترانیان ہمین ہرگز نہین پسند / موسی کو کیا ملا تجھے اک بار دیکھکر

کوٹھے سے مجھکو جہانک کے تم منہہ چرا گئے / مین رہگیا فلک کیطرف یار دیکھکر

مژگان کی مثل سوکھکے کانٹا ہوا ہی جسم / بیمار ہون مین نرگس بیمار دیکھکر

شہرگ یہان پھڑکنے لگی شوق قتل مین / جب مجھکو دیکھنے لگے تلوار دیکھکر

چھلکے ہین دونون جام شراب الست سے / آنکھین کھلین حضور کا دیدار دیکھکر

بل کھا گئی کمر تو نہ تعظیم کو اوٹھے / بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھکر

کیسا مزاج تھا کہ برآمد نہین ہوئے / پہر پہر گئے ہین طالب دیدار دیکھکر

اس انجمن مین اب نہ کھلیگی زبان شمع / چپ ہے تمہاری گرمی گفتار دیکھکر

مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر / مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھکر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑہے نہ جاو
کھٹکا ہے ہوشیار خبردار دیکھکر

۲۲

اوسنے آنکھون کی مثل پا کر / ساغر چٹکے اوٹھا اوٹھا کر

کیا تجھکو ملے گا دل دکھا کر — کعبے کو نہ ڈہا خدا خدا کر

ہم دسیان ہین زلف یار لاکر — روئے سرمہ لگا لگا کر

کچھہ محض ضحک ہنسی نہین ہے — غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر ٭

یاد ابرو نہ بھول اے دل ٭ — ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر

بندہ ہین اسی لئے ہوا تھا — لو رکھدیا خاک مین ملا کر

کہتا ہون کیا ہے تمنے بیہوش — فرماتے ہین ہوش کی دوا کر

اپنا خطِ جام ہے تقیہ — پیتے ہین شراب ہم چھپا کر

چلنے مین کسیکا دل نہ پس جاے — رکھیئے گا قدم ذرا سجا کر

اے دل کوئی نالہ حسب معمول — بلبل ایک آدہ چہچہا کر

ہی ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ — کوئی نہ پھرا وہان سے جا کر

رویا کیا مین نہ وہ پسیجے — کیا ٹال دیا ہے مسکرا کر

دل مین کوئی حوصلہ نہ رہجاے — جی کھول کے مجھسے تو جفا کر

کٹجاتی ہے شب ہنسی ہنسی مین — رہجاتا ہے شوق گدگدا کر

مٹی دے نہ پڑہ نماز میت — یہ فرض تو اے صنم ادا کر

کالی رنگت پہ گرتی ہی برق — ہنسیئے تو ذرا ادہر ہی جا کر

اے عمر رواں کہان گئی تو — تنہا مجھے گور مین سلا کر

اے یار چلے کو کیا جلانا — اب منہہ نہ چھپائیے دکھا کر

آفت ہے وبا ہی قہر ہے عشق — زاہد تو مرے لئے دعا کر

جوڑے کو نہ کھولیئے خدارا — قصہ نہ بڑہائیے گھٹا کر

اوڑھتا ہے جہان نقاب اُنکا | رہجاتی ہے شمع جھلملا کر

کیون قدر بتون کا ذکر کیسا ﷺ
اے مرد خدا خدا خدا کر

ردیف زای معجمہ

دل آپکے دانتون پہ تو آتا نہین ہرگز | میں کوڑیون پر لعل گنوا تا نہین ہرگز
دم گھٹتا ہے دن ہجر کا جاتا نہین ہرگز | کن آنکھون سے دیکھون مجھے بہاتا نہین ہرگز
ڈر ہے کہ کہین پھر نہ خیال آپکا آجاے | اسواسطے مین آپ مین آتا نہین ہرگز
جس وضع کی جس خلق کی تعریف سنی تھی | ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہین ہرگز
اللہ جنون مین یہ سبکدوش ہوا ہون | مین ناز بھی پریونکا اوٹھاتا نہین ہرگز
مہوے کی سہی پہول تولادے مرے ساقی | یہ گاؤن کا ٹھرا مجھے بہاتا نہین ہرگز
گو وامق و فرہاد نے سر میر پھرایا | پر کوئی مری راہ پر آتا نہین ہرگز
زاہد یہ نہ کہہ مین نے ہی پہچانا خدا کو | کہتا ہے وہ جو منہہ مین سماتا نہین ہرگز
منظور ہے سیراب تو ہو تشنۂ دیدار | خنجر کو وہ پانے مین بجہاتا نہین ہرگز
چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چہاتا | ایسی کمر ایسا کہین جہاتا نہین ہرگز

ٹھوکر مری تربت کو لگاتا نہین اے قدر
سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہین ہرگز

دل ہی یہ ربط گیسو پیچان ہے چند روز | ہم جانتے ہین خاطر مہمان ہے چند روز
آواز آرہی ہے یہ زنجیر سے ہمین + | اے قید یو جہان کا زندان ہی چند روز

عقدے کھلینگے دلکے شروع شباب سے
حلقے مین تیرے گوی گریبان ہی چند روز

لیلی سے قیس کہتا تہا مجھکو نہ بہولنا
اے میری جان لطف دبستان ہی چند روز

ہوگا جوان تو بوسون سے نیلم بناؤنگا
ہونٹہ اِدس پری کا لعل بدخشان ہی چند روز

جب میری جان جائے تو جانا تم اپنے گہر
دعوت تمہاری ابتو مرے ہان ہی چند روز

ہم ڈہونڈہکر نکالتے ہین یار کا دہن
پوشیدہ ہمسے چشمۂ حیوان ہے چند روز

ہے چاردن کی چاندنی پہر ہے اندہیری رات
شفاف خط سے چہرۂ جانان ہی چند روز

گلشن مین لطف بلبل و گل ہی بہار تک
سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز

تشہیر کررہے ہین پریرو ہماری لاش
ہمکو نصیب تختِ سلیمان ہے چند روز

دم جو گزر رہا ہی دمِ واپسین ہے وہ
بیچارہ عاشق آپکا مہمان ہے چند روز

پرزے اڑیگا جیب جنون ہاتھ تھکینگے ہاتھ
یہ دستِ جیب دستِ گریبان ہی چند روز

ٹرہجائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گہر
یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز

مرمر کے کوی یار مین پہونچے ہین ضعف سے
اب ہم ہین اور کوچۂ جانان ہی چند روز

اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن مین جنون ہوا
خیر ابتو یار سیرِ بیابان ہے چند روز

۱۳

سن اے پری لقا مرا افسانہ چند روز
دنیا مین اور ہے ترا دیوانہ چند روز

شبکو کبھی فراق ہے دنکو کبھی فراق
سر خاب چند روز ہون پروانہ چند روز

ہر ایک کی کڑی بہی اوٹھا ئیگا اے صنم
تہر بہی کہائے گا ترا دیوانہ چند روز

جبتک جوان ہو آنکہہ کا بوسہ ملا کرے
منہہ سے لگا رہے مرے پیمانہ چند روز

اے شمع تو نے خانۂ الفت جلادیا
رہنے نہ پایا بزم مین پروانہ چند روز

دنیا مین کارخانۂ عقبیٰ کی فکر کر
آباد ہے جہان کا ویرانہ چند روز

دشت جنونکو جاتے تو ہین شہر چھوڑ کر
گھبرائیگا بہت دل دیوانہ چند روز

آیا مہ صیام چھپا جام آفتاب
ہوگا مقفل اب در میخانہ چند روز

اے واعظو نہ دیکھیے جنت کا راستہ
ہوجائے سیر کوچۂ جانانہ چند روز

نکلے گا دود آہ دل چاک چاک سے
اولجھے گا دام زلف مین یہ شانہ چند روز

قاصد کے انتظار مین گھلتا ہون رات دن
مین آپ جاؤنگا جو وہ آیا نہ چند روز

دل کے سوا کہین نہ تمہارا پتا لگا
چھانا کیا مین کعبہ و بتخانہ چند روز

انجام کار سوئینگے سب فرش خاک پر
اے قدر ہے یہ مسند شاہانہ چند روز

ردیف سین مہملہ

۱۳

گات اوبھر آئی بھرے رخسار یار ابکی برس
ہوگئے وہ قابل بوس و کنار ابکی برس

اگ برساتا ہے ابر نوبہار ابکے برس
داغ اوگتے ہین میان لالہ زار ابکے برس

اے مہ کامل مبارک طوق منت کے بڑھے
پوہنچے مقصد کو ترا امیدوار ابکے برس

ایک سودا ایک اولجھن اک شب فرقت کا غم
صورت گیسو ہین مجھکو انتشار ابکے برس

دل تو دل تمنے جگر بھی لے لیا ای جانجان
مجھکو بالکل کردیا بے اختیار ابکے برس

دیکھیے ابکے ہمین کیا داغ ہوتا ہے نصیب
دیکھیے کیا گل کھلاتی ہے بہار ابکے برس

خشک سالی ہوگئی یا تم ہوا پر آ گئے
چار پھولونکو ترستا ہے مزار ابکے برس

ہجر کے بارہ مہینے ہوگئے بارہ برس
سخت گزرا ہے تمہارا انتظار ابکی برس

دبے ہوا ان کی تیرا احسان ہو اے لاغری ۔۔ کاش پہچانے نہ مجھکو میرا یار ابکے برس

پھر نئے پیچ نکالے ہین تمہاری زلف نے ۔۔ پھر نئے پہنسجائینگے دو تین چار ابکے برس

داغ [illegible] جگر میرے دلکو دوالی ہین کہا ۔۔ کیا گھروندے پر بنی نقش و نگار ابکے برس

چارۂ دل [illegible] نہ اے حداد کاٹین بیڑیان ۔۔ قید مین ہمکو کٹی ساری بہار ابکے برس

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی
دیکھیے کیا رنگ لائے میرا یار ابکے برس

قتل بہی کرکے کہے گا نہ وہ قاتل افسوس ۔۔ ۱۱ ۔۔ کیسی بے رحم کا کشتہ ہی مرا دل افسوس

چھپ سکا سوز جگر شبکو نہ پروانے سے ۔۔ جل گیا شمع پہ گر کر سر محفل افسوس

میرے دل مین عوض عیش بہری ہی حسرت ۔۔ میرے پہلو مین بہرا ہی عوض دل افسوس

جس سے لو اپنی لگاؤن وہی بے پروا ہو ۔۔ مین تمہین یاد کرون تم رہو غافل افسوس

اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام اشیا کا ۔۔ غافلو خلق سے کیون ہوتی ہو سائل افسوس

دہن گور سے لیلی کی یہ آتی ہے صدا ۔۔ مرے مجنون مرے عاشق مرے بسمل افسوس

یون تو جو بوتا ہے انسان وہی کاٹتا ہے ۔۔ مزرع دہر کے لیکن ہین محاصل افسوس

مین تہ تیغ بہی کیا تشنۂ دیدار رہون ۔۔ پیاس کے مارے مرون مین لب ساحل افسوس

ہاتہہ منہہ مین نہین دیتا ہے کوئی کالے کی ۔۔ جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس

بند ہو جائیگی جب آنکہہ تو پچہتائے گا ۔۔ خواب غفلت سے نہ چونکا کبہی یہ دل افسوس

سخت جان **قدر** سا اور ایک نگہ مین تڑپے
یہ جوان اور ہو اک وار مین بسمل افسوس

دیکھیے کالی گھٹا دن مین بہار طاؤس ۔۔ ۱۱ ۔۔ بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طاؤس

آنکھ اگر ہو تو قدامت کو نہ بھولے انسان
چمن خلد ہو ہر نقش و نگار طاؤس

چلین برسات کی جسوقت ہوائین سن سن
ابر بن بنکے اڑا صبر و قرار طاؤس

کام آتا نہین معشوق کا جلوہ ہرگز
کبھی تجلی نہ ہنی شمع مزار طاؤس

بول چال آپکی وہ ہے کہ ہزارون ہین فدا
بلبلون کی ہے نہ گنتی نہ شمار طاؤس

بجلی رنجک ہے تو بندوق ہی بادل کی گرج
باغ مین کھیلتا ہے ابر شکار طاؤس

ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتۂ رقص
مور کبکون پہ فدا ایک نثار طاؤس

اے ہوا رحم ذرا کب سے مٹا رکھا ہے
ابر تک اوڑ کے پونہچ جاے غبار طاؤس

چشم گریان مین سمایا ہے انکڑنا اوسکا
بنگئے نہر مرے آئینہ دار طاؤس

کوکتے کوکتے آب آب ہوا جاتا ہے
ابر دیکھے تو کہین حالت زار طاؤس

زلف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم بھی اے قدر رسو قرب جوار طاؤس

۱۵

آنکھین طاؤس ہین ابرو پر و بال طاؤس
خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس

جب سے پہنا ہے زمرد کا جڑاؤ گہنا
تنتا پھرتا ہے مرا یار مثال طاؤس

غیر ممکن ہے کہ کوا بھی چلے ہنس کی چال
آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس

موسم گل مین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے
پھول پتون سی ہین شاخین پر و بال طاؤس

تجھسے اے ابر جو رگ رگ مین پونہچتا ہی رنج
داغ بن بنکے اوبھرتا ہے ملال طاؤس

حسن پامال ہو یار جو نیچون سے ملا
کھو دئے پاؤن نے سب حسن و جمال طاؤس

پھر مرے زخم ہرے ہونگے جو آئیگی بہار
داغ بنجائینگے نقش پر و بال طاؤس

دود آہ دل عاشق سے ہین معشوق آب آب
ابر شاہد ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس

بزم جانان مین کوئی شیشہ مے ہوتا تھا
باغ کو دیکھکر آتا ہے خیال طاؤس

جنکی ظاہر مین ہے زینت نہین باطن مین کمال
گل کے ہونے سے معلق نہین بال طاؤس

دیکھہ عشاق کی خادم ہین یہ سارے معشوق
ہر برس آ کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس

ابر کو تو نے اوڑایا ہے گرے گی بجلی
اے ہوا تجھپہ پڑے گا یہ وبال طاؤس

زلف کو دیکھ کے وہ دل پہ گزر جاتی ہے
ابر کو دیکھکے ہوتا ہے جو حال طاؤس

داغ کہا نامے مرنے بہی ثابت ہوگا
مور چہل قبر پہ ہونگے پر و بال طاؤس

اپنا چہلا تو عنایت کر دے اے ابر بہار
قدر گل کہا نیسکو آندہی ہی مثال طاؤس

١٥

روز آئین تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس
یون بے بلائے ہم تو نہ جائین خدا کے پاس

تیرے مریض چشم کا یہ طور آج سے ہے
دوہرے پیالے رکھے ہوئے ہین دوا کے پاس

نے اونکے زانوون کے نہ نکلے گا اپنا دم
اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹھا کے پاس

آنکھون کے پاس بر جانان کی دہوم ہے
ہے ایک قتل گاہ بہی دار الشفا کے پاس

اچھا ہنسی ہنسی مین نکالا ہے ہنسنے کام
سب کو او نہین لٹا ہی لیا گدگدا کے پاس

خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے
چین و ختن کے نافے ہین باد صبا کی پاس

کیا کیا ہین شعر رنگ حنائی کے وصف مین
نسخے ہزارون رکتے ہین ہم کیمیا کے پاس

کمر کے پردے چہوڑ دئے شام ہوگئی
دن اسطرح گزرتے ہین اوس مہ لقا کی پاس

یاد آتے ہین جو یار کے رنگین دست و پا
روتا ہون بیٹھ بیٹھ کی نخل حنا کے پاس

خالق ہے سرپرست امیر و غریب کا
دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس

کب سے کھڑا ہون اونکو مراد بیان کچھ نہین
کیسا رقیب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

کرتی ہے ایک دل یہ ہماری ہمین سے بل
کیا ایسی کائنات سے زلف دوتا کی پاس

دیکھا جو اپنے کوچے مین بولے بگڑ کے وہ
اک جہوپڑا ابہی ڈال لو دولتسرا کے پاس

کچھہ کم نہین رقیب سے ہمکو حجاب یار
آتے نہین ہین وہ کبھی ماری حیا کے پاس

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت مین کھویئے
جایا نہ کیجیے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین معجمہ

۱۵

خاک چھانی نیاریونکی ساتھہ دردر کی تلاش
مجھکو فکر سیمبر تہی ورا و نہین زر کی تلاش

دل تو میرا لیچکے سینے سے بھی لٹتے ہین حضور
آئینہ پایا تو کیون باقی رہی گھر کی تلاش

خاکساری ہمنے پائی ملگئی اکسیر اد سے
اف ہماری جستجو تف کیمیاگر کی تلاش

پھر بہار آئی ہے پھر جاگے نصیب باغبان
پھر وہان ہونے لگی پھولون کے زیور کی تلاش

کچھہ نہ کچھہ تو فیصلہ ہوگا خدا کے سامنے
حشر مین ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش

اسطرح غم ڈھونڈھتا پھرتا ہے مجھکو بعد مرگ
جسطرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش

شاعرون سے بڑھکے دنیا مین کوئی جز رس نہین
ہے کمر کی یاد ہان تنگ دلبر کی تلاش

لاغری سے تار بستر ہوکے فرقت مین بچا
موت نے کیا کیا مرے بالای بستر کی تلاش

انکی باتون پر کبھی دھوکا نکھائے آدمی
کسکی الفت ان گلونکو رہتی ہے زر کی تلاش

آپ سے بے آپ ہوجائینگے تجھکو ڈھونڈکر
گھر سے بے گھر ہمکو کردے گی ترے گھر کی تلاش

فکر روزی سے کبھی راحت نہین انسان کو
رات کو مردہ بنادیتی ہے دن بھر کی تلاش

ڈھونڈہ کر آخر نکالا عرش اعلی پر تجھے
عاشقون نے کسقدر اللہ اکبر کی تلاش

ہے مثل لڑکا بغل میں ہے ڈھونڈوں شہر میں
خوب گرتی ہے طبیعت جب کہیں ہوتا ہے شعر

پاس دل ہے کھو کر زلف معنبر کی تلاش
کیا جو شکایتی ہے گنویں، ہر مصرع ترکی تلاش

اک یہی باقی رہا ہے یا الٰہی نسیم ہو
آج ہوتی ہے وہان قدر سخنوں کی تلاش

۱۵ ہوگا نہ کبھی نالۂ و فریاد فراموش
اس بات پہ بلبل سے ہدکی یاد فراموش

سو سر جو کٹین پھر وہین سر از سر نو ہو
ہے شمع ترا عاشق بیداد فراموش

آتا ہے نظر خواب مین ہمکو ملک الموت
ہوتی ہے نہین صورت صیاد فراموش

مین اپنا گلا کاٹونگا آتی نہین ہچکی
کیون مجھکو کیا اے ستم ایجاد فراموش

تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی
صیاد کے دل سے ہوئی میعاد فراموش

قاتل ترے دیدار مین یہ محو ہوئے ہم
محشر مین ہوا انکو وہ بیداد فراموش

اک سل سی دھری رہتی ہی چھاتی پہ ہماری
دم بھر نہین ہوتا غم فرہاد فراموش

آرونکے بھی نیچے ترا منہ کو نہ جائے
ہو جیتے یون تلی بھی تری یاد فراموش

ایسی کبھی تصویر خیالی نہ کھنچیگی
کرتا نہ کمر کو کہین بہزاد فراموش

صیاد کبھی اوسکو نشانے مین نہ چوکے
جب تجھکو کرے مرغ چمن زاد فراموش

یاد آتی ہین ہر لحظہ تری لام سی زلفین
ہوتی نہین آنکھون کی تری صاد فراموش

امید ہے جسوقت کہ ہو شاد ترا دل
اوسوقت تھو یہ دل ناشاد فراموش

دشمن کو بھی تو قسمت روزی مین نہ بھولا
فرعون نہ ہامان نہ شداد فراموش

ہر سمت زمانے مین مری ہوم مچی ہے
ہین قیس و نل و امق و فرہاد فراموش

اے قدر مین انکو نکی جھڑی کیون نہ لگاؤن

ہوتا ہی نہین برق سا ائستاد فراموش

ردیف صاد مہملہ

۱۵

بے اسکے بڑہیگا نہ کبھی یار سے اخلاص
ہو اوسکے کسی محرم اسرار سے اخلاص

وحشت مین رہی خار بیابان سی محبت
صحبت مین رہا اوس گل بیخار سی اخلاص

اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا
جتنا ہے یہان درہم و دینار سی اخلاص

کنگھی پہ بہت سورۂ اخلاص نہ پڑہیئے
کام آئیگا اتنا دل بیمار سے اخلاص

دیرون مین وہی شکل حرم مین وہی صورت
کس کسکو نہین اوس بت عیار سی اخلاص

اوس سرو رواں کے جو گل رو سی ہوا عشق
قمری نے کیا بلبل گلزار سے اخلاص

خود مصحف رخ دہو کے پلانے لگی پانی
اسدرجہ بڑہا عاشق بیمار سے اخلاص

بوسے دیئے اونکو مجھی منھ بہی نہ لگایا
مجھسے نہ کھلا اور یہ اغیار سے اخلاص

نفرت ہمین گل سی ہے تو اکسیر سے وحشت
رکھتے نہین ہرگز کسی زردار سی اخلاص

کس درجہ مزاج اونکا برا ہے مرے اللہ
دشمنین سے وحشت ہے تو دو چار سی اخلاص

سچ تو کہو کیا آئینۂ دل کی طلب ہے
اسدرجہ ہے کیون آج گنہگار سی اخلاص

ہم تنگ نہین ملک خدا تنگ نہین ہے
غیرونکو مبارک رہے سرکار سے اخلاص

بے کھٹکے چلا جاؤنگا جنت مین پس مرگ
ہے مجھکو تمہاری در و دیوار سے اخلاص

وہ شکوۂ الفت پہ یہ فرماتے ہین ہنسکر
بکتا ہو تو لے آؤن مین بازار سی اخلاص

اے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتون کا
کافر سے محبت کبھی دیندار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

۱۵

خال سے رکھتے ہین قدرت یہ تمہاری عارض — کہ مجھے دنکو دکھا دیتے ہین تارے عارض

چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ھذا ربی — دیکھہ پاتے جو خلیل آپکے پیارے عارض

بوسے کے خوف سے گھونگٹ مین چھپا جاتا ہے — کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض

اسمین کیا شک ہے ہمیبہ کو تو قرآن اترا — آپکو عرش سے خالق نے اوتارے عارض

لے لیا بوسہ کہین آگ ببولا تو نہون — اوڑ نہ جائین کہین بن بنکے شرارے عارض

چاند بھی اتنا چکورون کو نہ ترسائے گا — دور سے ہی مجھے دکھلا مرے پیارے عارض

منہہ رگڑتے ہین ترے پاؤن پہ سب مہ جبین — بنگئے ہین تری جوتی کے ستارے عارض

مجھسے پوچھین جو نکیرین ترا کعبہ ہے کون — کہین ایسا نہو دل میرا پکارے عارض

خال رخسار کیجا داغ ہین میرے دلکے — توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض

جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے — چاند کو چودہوین تک روز سنوارے عارض

حلقۂ زلف مین آتی ہین کہ بوسے لے لوٹ — آنکھین بن بنکے یہ کرتے ہین اشارے عارض

دیکھہ لیتے جو ستارے تو نظر لگجاتی — کوٹھے پہ ڈہانک لئے آپنے بارے عارض

تمتما جاینگے فق ہونگے ہر اک بوسے پر — کیسے کیسے نہ ابھی لینگے حرارے عارض

اس نزاکت پہ یہ زلفون کے تھپیڑے ہین غضب — نیلگون دونون طرف ہوگئے سارے عارض

کہدے کہدے کہین اک دن ترے ہونٹھون کے نثار
چوم لے چوم لے اے قدر ہماری عارض

۱۳

لیا ہے بوسہ لبونکا دل حزین کے عوض — اکھڑے رہے کہ نگین ملگیا نگین کے عوض

لپٹ ہی جاؤنگا مین اس حنائی چنین کے عوض
کبھی تو ہان بھی نکلجائیگا نہین کے عوض

بہت کھری ہے تری سیم حسن کیا کہنا
ہرن کھری ہی ملی ابرو و جبین کے عوض

یہی پہر اتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھے
سر آسمان پہ پٹکا کرون زمین کے عوض

ہمارا دشت بھی رمنا ہے دیدبازون کا
چھٹے ہین کالے ہرن چشم سرمگین کے عوض

کہان کی بال نکالی ہے ہمنے بال کی کہال
کمر کا شعر لکہا زلف عنبرین کے عوض

ہمارا نام ہے عشاق مین فنا فی العشق
جڑا ہے سنگ لحد مہر مین نگین کے عوض

بجاے داغ مرے دل سے نکلے نالۂ و آہ
مرے چمن مین اوگے سرو یاسمین کے عوض

کبھی تو دام مین یارون کے آہی جاؤگے
خدا سنائے گا ہان ہان نہین نہین کے عوض

بجاے بوسۂ لب گالیان سناتے ہو
یہ نیش تھی مری قسمت مین انگبین کے عوض

یونہین پہنچتی ہے پونہچے کا ہاتھ گالون تک
ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہے آستین کے عوض

ضرور چاہیئے ایک آدہ داغ بوسے کا
ملا ہے چاند کا ٹکڑا تمہین جبین کے عوض

کمال تنگ ہین اس کورده مین ہم اے قدر
ذرا کہے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طاے مطبقہ

١٦

یہ دہن پہ گالیان یہ منہہ کا بنجانا غلط
وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط املا غلط

حال وعدو نکا تری موزون کیا تہا اسقدر
اہل مطبع نے مرا دیوان سب چھاپا غلط

طفل دل کو ہا ہی کیون پہانسی لگائی زلف نے
اوسکی باتون سے ہوا کرتا تہا غم میرا غلط

سچ کہون آتا ہو کس کا فکر تو تیرا اعتبار
تو غلط گو قسمین سب جھوٹی تری وعدا غلط

ذکر کسکا کیجئے ہر ایک سے ہے حرف نادرست
کیا پڑہون مین صفحہ عالم ہی سر تا پا غلط

زلف کا حلقہ امینون نے اوتارا ہو بہو
جب دہن کی پاس پونہچے ہو گیا نقشا غلط

خود ہی مین دیتا تمھین دل خود ہی رد تا واہ واہ
تہمتین ہین جہوٹ ہی طوفان ہی بیجا غلط

جہوٹے وعدے کیون نکالی اس دہان تنگ سے
خود ترے منہہ سے معما ہو گیا تیرا غلط

صاد کی سورے مین جسدم صادر ہو مدرست
کب ہے چشم یار پر پہر ابرو زیبا غلط

وصف رخ نے وہ مرا دیوان جھکا جھک کر دیا
جسکے آگے ہو گیا اکسیر کا نسخا غلط

وصل ہو جائے تو سمجھون سچ ہے اے وعدہ خلاف
ورنہ یہ ہون ہون غلط ہان ہان غلط اچہا غلط

فرط بیتابی سے انکو لکھہ گیا ہون کچھہ کا کچھہ
سو جگہہ سے ہو گیا ہے یار کا نامہ غلط

جو گزرتی ہے وہی کہتا ہون اپنے شعر مین
شعر سچ ہین ورنہ ہو تقدیر کا لکہا غلط

آنکھہ مین تل آپکی ہے بیمروت کیون نہو
قاعدہ دیکھو تو جب بہی عین پر نقطا غلط

بر نہ آیا ایک مطلب بھی مرا افلاک سے
سات ورقون کا رسالہ کسقدر نکلا غلط

آگے کہتا تہا او نہین جان جہان اب جان ہن
قدر سمجہا روزمرہ ہو گیا اگلا غلط

١٥

ہون اگر بار خط بہیجون مین ہر بار خط
اتنے لکہون یار خط پڑہنے ہون دشوار خط

رخ ترا قرآن ہوا یا کہ گلستان ہوا
کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط

خط کی بہی کیا بات ہے دور کی سوغات ہے
نصف ملاقات ہے بہیجئے اے یار خط

ورنہ دم بہر لگا ہاتہہ جہپٹ کر لگا
کب ہے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط

بیخ کہان تک سہین نامہ بر آ کر کہین
آپ سلامت رہین لیجئے سرکار خط

آپکے سر کی قسم مرتے ہین ابرو پہ ہم
شرط لگا و ستم ڈالے جو تلوار خط

خط مین نہ تو دیر کر یار انہ اندھیر کر
مین تو اولٹ پھیر کر پڑھتا ہون سو بار خط

کیون نہ پھرا اے گلبدن جا بجا کی نکلی سخن
نقطہ ہے تیرا دہن ہے خط پرکار خط

طول تھا اتنا گلا قطع نہ تھا سلسلا
دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط

قشقہ و چین جبین زلف و خط عنبرین
ہمکو تو اے نازنین بھاتے ہین یہ چار خط

آنکھون کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے
آپ کی تحریر ہے آنکھون پہ اے یار خط

دوش سے اسکو اتار انرم بدن پر ہے بار
دیکھہ پڑے گا نگار صورت زنار خط

دل مین جو ہون غم بھری لکھہ کی دل آگو دھرے
رقعۂ شادی کرے دیدۂ خونبار خط

رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر بھر دئے
ہو گیا میرے لئے مرہم زنگار خط

آگئے قاصد یہ تنگ قدر وہان ہین یہ ڈھنگ
بنتے ہین جا کر پتنگ جاتے ہین بیکار خط

١٥

پھر بہار آئی ہوئے جمع پھر اسباب نشاط
چمن و بادۂ و دف ساقی و ارباب نشاط

دور گردون مین کہا دور مئے ناب نشاط
وہ تو ہے غم کا بھنور اور یہ گرداب نشاط

وہ مرا حال کہے دیتے ہین مین اونکا راز
غم کی برداشت ادھین ہے نہ مجھے تاب نشاط

غم فرقت مین لہو ہو کے گرے آنکھون سے
شیشۂ دل مین بھری تھی جو مئے ناب نشاط

بوٹی بوٹی مری مقتل مین پھڑکتی ہی پڑی
پرزے پرزے ہو کبھی نہ بھولا ادب آداب نشاط

وصل ہو خواب مین تو ہجر ہو بیداری مین
غم کی تعبیر ہو دیکھون جو کبھی خواب نشاط

ہنستے ہنستے شب وصلت مین ہوئی شادی مرگ
صبح کاذب تھی ہماری شب مہتاب نشاط

مست و مدہوش ہوا انت مین ڈوبا ایسا
دور ساغر ہے مجھے حلقۂ گرداب نشاط

آنکھین کھلجاتی ہین دیدار رخ جانان سے
نور کے تڑکے سے کھلتے ہین مرے باب نشاط

خواب مین کیجیئے ماتم ہی تو ہم انکھین نہ کہلین
نیند اوچٹ جائے اگر دیکھ لین ہم خوابِ نشاط

ہاتھا پائی جو کرے وصل مین وہ رشکِ قمر
بام پہ فرش کتان ہو شبِ مہتابِ نشاط

اشک ہون گریۂ شادی جو اونہین یاد کرون
دانت ہین تیرے ہنسی مین درِ خوشابِ نشاط

روے خندان ترا او ترا ہے لئے تازہ بہار
آج مرجہایا ہوا ہے گلِ شادابِ نشاط

تنگدستی کی دوائین ہین سفر و مستی
سیکھ لے ہم سے کوئی نسخۂ نایابِ نشاط

دن چڑہا خوابگہ وصل سے اوٹھیئے ای قدر
صبح سے بیٹھے ہین الغام کو اربابِ نشاط

ردیف ظاے منقوطہ

۱۶

گستاخ ہون جنون مین سمجھتا ہون کب لحاظ
باقی نہین رہا ہی کسیکا ادب لحاظ

چتون مین قہر چال مین محشر لبون مین سحر
ہے نیچی نیچی نظرون مین تیرے غضب لحاظ

اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہین ہان
مشہور ہوگیا ہے ترا تا حلب لحاظ

ان روز دن بات بات مین رہتی ہی چھیڑ چھاڑ
مین اور چھیڑتا ہون وہ کرتے ہین جب لحاظ

خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے
باہر نکل کر آپنے کھویا ہے سب لحاظ

یہ ربط ہے عروس لحد اور مین ہون ایک
اب وہ کہان رہا کہ جو تہا پہلے شب لحاظ

تم ایک اگر کہو گے تو مین دس سناؤنگا
تمکو نہین حجاب تو مجھکو ہے کب لحاظ

مجنون کو ہمسے پوچھیئے یا ہم کو قیس سے
آپسمین خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ

کیون یار وہ اشارے وہ باتین کدہر گئین
آنکھون کے مثل سیکھ گئے لعل لب لحاظ

غنچے کے مثل جامے سے باہر ہوا تو کیا
وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ

پہنسنا تھا زلف مین ہوئین ہتہ پہیریان ادہر
دل جب تلک تہا پاس جبہی تک تہا سب لحاظ

کون اپنی آبرو کو وہان خاک مین ملائے
آتا ہے ہمکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ

تم رشک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکہہ
تم ماہ ہو تو پہیر نہ کرو وقت شب لحاظ

رندون سے مفت حضرت واعظ الجہتے ہو
بوڑہا سمجہکر آپکا کرتے ہین سب لحاظ

گیسو میں ڈن ل سے انکہہ چرائے نہ کیون نگاہ
شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ

وہ تو سمجہہ چکا انہین الفت ہے قدر سے
پہر آپکو رقیب سے ہے نے سبب لحاظ

۱۵

رونے مین جان کا خدا حافظ
ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ

حضرت دل جنون مبارک ہو
رخ ہے میدان کا خدا حافظ

تپ غم سے مزاج برہم ہے
دن ہے ہجران کا خدا حافظ

میرا دل لیکے کہو دیا کیا خوب
آپ کے دہیان کا خدا حافظ

نظم کرتا ہون حال دزد حنا
میرے دیوان کا خدا حافظ

آنکہہ پڑتی ہے دل پر اوس بت کے
اپنے قرآن کا خدا حافظ

دست وحشت نے پاؤن پہیلائے
اب گریبان کا خدا حافظ

اے صنم وصل ہو تو پوجون پاؤن
خیر ایمان کا خدا حافظ

کہینچتا ہون مین تیغ نالہ و آہ
تیرے دربان کا خدا حافظ

تیز ہے اونکا نشتر مژگان
اپنی شریان کا خدا حافظ

مزرع دہر ہے متاع غرور
اسمین انسان کا خدا حافظ

اب دہڑی جمتی ہے خدا کی پناہ
شوق ہے پان کا خدا حافظ

لاکھ بکئے نہین سمجھتا دل
ایسے نادان کا خدا حافظ

جھڑکی ہر وقت کی معاذ اللہ
غصہ ہر آن کا خدا حافظ

قدر کو بتکدے مین دیکھا ہے
اس مسلمان کا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

کس شعلہ رو کی یاد مین ہی بیقرار شمع
کیا کیا تڑپ رہی ہے مثال شرار شمع ۱۵

اوس قد کی دہوکے تکتا ہون مین باربار شمع
اندہیر کر رہی ہے شب انتظار شمع

پہر پہر کے گرد صدقے ہو پروانہ وار شمع
گیسو تو دود شمع ہین رخسار یار شمع

دل بجھگیا مرا ترے گیسو کے روبرو
کالے کے سامنے جلے زینہار شمع

مجھسے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا
تم سے بچا جو نور بنے اوس سے یار شمع

پروانہ سوز عشق مین جب جان دیچکا
جلکر ستی ہوئی وہین بے اختیار شمع

شعلے کیطرح کانپا اوٹھا جسم ناتوان
ہمراہ غیر قبر پہ لایا جو یار شمع

پروانے سوز عشق سے جل جلکے خاک ہون
جلدی نکال لے کہین دل کا بخار شمع

آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ
پوشاک کو کرے نہ کہین تار تار شمع

لکھتا ہون بیٹھے بیٹھکے جب اوسکے سامنے
روتی ہے حال زار پہ کیا زار زار شمع

گلگیر زلف یار ہے پروانے خال ہین
فانوس ہے نقاب تو رخسار یار شمع

سانچے مین اونکا سارا بدن ہے ڈہلا ہوا
رخسار سے ہی پاؤن تلک قد یار شمع

تاریکی لحد کی خبر کوئی لے ذرا
کب چاہتا ہون مین سر سنگ مزار شمع

وہ ایک ہی ہے لاکھہ دلیلین کوئی کرے
اوجیا لاایک لاکھہ جلاؤ ہزار شمع

اے قدر روشنی مین کٹے گی شب لحد
ہوجائے گا جمال شہ ذوالفقار شمع

ردیف غین معجمہ

۱۶

کھلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلائے داغ
اوٹھتے ہی باغ دہر مین ہمنے اوٹھائے داغ

اہل عروج رکھتے ہین دل مین کدورتین
یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مبتلائے داغ

افسوس گھر رقیب کا روشن ہو یار سے
روشن ہماری قبر مین ہون شمعہائے داغ

ہون تمسے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو
اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ

ہے عشق سلطنت مرا دل بادشاہ وقت
سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمائے داغ

باغ جہان مین دود جگر سے گھٹا اوٹھی
طاؤس کی روش دل وحشی نے کھائے داغ

کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پر مرے
کیون مثل مہر نام کو اپنے لگائے داغ

ہمکو مٹایا نقش قدم کیطرح تو کیا
جب جانین وہ نگار جگر کا مٹائے داغ

جلکر تو انبا ہون مین گرمی عشق سے
ہے داغ میرے واسطے مین ہون برائے داغ

اے تیر یار تکتے ہین ہر لحظہ تیری راہ
دلمین کھلے ہوئے ہین مرے دیدہای داغ

عشق بتان مین ظاہر و باطن ہے ایک سا
زخمون کا کچھہ شمار نہ کچھہ انتہائے داغ

درپیش تھا معاملہ دربار عشق مین
محضر پہ مہر ہوگئی جب دل نے کھائی داغ

سینچا ہے ہمنے دیدۂ خونبار سے اسے
سینے مین اپنے لالہ شگفتہ ہے جائے داغ

سرکار مین خزان کے یہ نا منصفی ہوئی
گل نذر دیکے بلبل نالان نے پائے داغ

ٹکڑے دل وجگر ہوے آنکھونکے سامنے | کس کسکے اس جہان ہین خدانے دکھای داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے قدر کیون بیان کیا ماجراے داغ

ردیف فاے فوقانی

۱۹

بلبل کا خون مفت بہایا ہزار حیف | صیاد تجھکو رحم نہ آیا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف | مجھکو بناکے تونے مٹایا ہزار حیف
دنیا سے تونے ربط بڑہایا ہزار حیف | اک بیسوا کے دام مین آیا ہزار حیف
دلکی کدورتون سے یہی ہمکو داغ ہی | تو کیا نہ آئے گا ترا سایا ہزار حیف
اے گل لحد پہ خاک اوڑاتی رہی صبا | اک پہول بہی نہ تمنے چڑہایا ہزار حیف
منعم نے کیون جہا مین بنائین عمارتین | ویرانے مین مکان بنایا ہزار حیف
مختار ہے وہ شوخ مرادو سیہ ورکیا | آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
مانند زلف کیون نہ پریشان ہاکرون | سر پر چڑہا کے تونے گرایا ہزار حیف
تارونکی طرح آنکھونمین کاٹی تمام رات | وہ ماہ ایکدم بھی نہ آیا ہزار حیف
کیون اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتھہ سے | غیرون کو تمنے گھر مین بلایا ہزار حیف
پیدا کیا تہا تونے عبادت کیواسطے | اک بت نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
سنتے تھے ہم حضور کا ہر شے مین داخلہ | پر آپکو کہین بھی نہ پایا ہزار حیف
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کرد گے تم | بوسہ تو کیسا منھہ نہ لگایا ہزار حیف
ہمنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر | تمنے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

سائے کی طرح ساتھ جو رہ کہتا تو خوب تھا
دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف

سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال
پھر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف

مرنے سے میرے سبکو کم و بیش غم ہوا
صد حیف یا کسی نے کہا یا ہزار حیف

ہان کہدیا تھا سنکے الست ترے بکم
کیون خاک مین پھر اوسمین ملایا ہزار حیف

دیکھا جو تمکو قدر نے غش کھا کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸

آج دن پھر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق
اور شب پھر دیکھہ لون مین اب نہین تو کل فراق

شہر ہستی سے ہے دو منزل پہ بستی عشق کی
منزل ثانی لحد ہے منزل اول فراق

چلتے چلتے اونکی اک تلوار مجھپر چل گئی
ہر صدا ہے پا مجھے تکبیر تھی مقتل فراق

کیا شب تاریک کے ڈر ہی نہین جاتا تھے
آہ سوزان کی دکھادون مین تجھے مشعل فراق

بدلے نیکی کے بدی ہو یہ بھی قسمت کا لکھا
تخم الفت ہمنے بویا اوسکا پایا پھل فراق

جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچھی سیر ہو
دھوم ادھر ڈالے وصال ور اوسطرف ہلچل فراق

یہ تو اب میرے اوٹھانے سے بھی اوٹھ سکتا نہین
میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق

تو گیا اے مہر اودھر آئی نئی برسات ادھر
اشک بوندین سوز برق آہین دھوئین بادل فراق

عید کی شب جیسی شاد مرگ کوئی رند ہو
مجھسے تمسے ہو گیا اے مہ شب اول فراق

گھر سے ہم تا بیستون پونچے وہان ہی تا بنجد
دیکھیئے دکھلائیگا اب کونسا جنگل فراق

رنج و غم تیرے جلو مین چلتے ہین اے شاہ عشق
دوڑتا ہے خود سواری مین تری پیدل فراق

آفتاب ہجر سے بہتر شب تاریک وصل
دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق

اور بھی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے
واقعی آئینۂ الفت کا ہی صیقل فراق

آئی بھی میرے نصیبوں سے تو بیٹھے مجھسے دور
وصل کی صورت جو دکھلائی بھی ہی تو کالفراق

رنج و غم کی جنتری مین ہوگا ڈھیلا بند بند
میری رگ رگ سے نکالیگا مرا کس بل فراق

عاشقی مین ایڑیان رگڑین مگر نکلی نہ جان
دیکھنا یہ عقدۂ مشکل کرے گا حل فراق

عیش اوٹھا کر مجھسے اوٹھیگا نہ پھر رنج و ملال
یا الٰہی وصل جانان بعد ہو اول فراق

چلدیئے منہہ پھیر کر وہ قدر چلاتا رہا
الغیاث الغیاث الفراق

۱۴۳

ہم وہ ہین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق
آسمان خم ہوگیا ہمنے اوٹھایا بار عشق

جنسی الفت ہوگئی رہتے ہین وہ میرے پڑوس
اوس طرف وہ اس طرف ہین ہمین دیوار عشق

حضرت دل ٹھنڈی سانسین اور خاموشی ہے کیا
مہربان معلوم ہوتے ہین یہ آثار عشق

ہم اونہین القاب لکھتے ہین شہ اقلیم حسن
وہ ہمین خطامین لکھا کرتے ہین منصبدار عشق

سخت دونون آفتین ہین حفظ مین رکھے خدا
ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آزار عشق

سکہاے داغ کا دلمین خزانہ ہوگیا
آج کل چمکے ہوئے ہین طالع بیدار عشق

تمکو دیکھا ہے تو آنکھون مین سلائی پھیر دو
بند بھی کردو کبھی یہ روزن دیوار عشق

چرخ چارم سے اوتر آئینگے گھبرا کر مسیح
حشر توڑیگا کراہیگا اگر بیمار عشق

قبر ٹھکرا کر مرے پای حنائی سے کہا
ہوش مین آ اوٹھہ تو بٹھیائے گرمی بازار عشق

روتے ہوتے آپکے غم مین یہ نوبت ہوگئی
مثل مژگان سوکھ کر کانٹا ہوا بیمار عشق

حسن کے بندے ہوئے ہین آزمالو ای تجو
بیچ لو چاہو ہمین چلکر سر بازار عشق

دو نو نکو واعظ سر بازار او چھالے گا وہ شوخ — تیرے دستار فضیلت بندگی دستار عشق

ایک احمق ایک مجنون ایک فرہاد ایک قدر
بس یہی چار آدمی ہین واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

۱۶

نہ چھٹا عشق رخ رشک گلستان ابتک — میرے مرقد پہ عنادل ہین غزلخوان ابتک
نظر آتی نہین صبح شب ہجران ابتک — چھوٹی ایڑی سے گزرتی تری جانان ابتک
حور دیکھین حور ہو پریونہین پری ہو انسان — ہمنے دیکھا نہین اس ٹھاٹ کا انسان ابتک
بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا — او ستمگار ہوا تو نہ پشیمان ابتک
تیرگی دیکھہ کر اے ماہ شب مرقد کی — شمع روتی ہے سر گور غریبان ابتک
آسمان سے یہ فرشتونکی صدا آتی ہے — تمسا پیدا نہ ہوا اے مہ تابان ابتک
ابتک دل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف — اوس غبی کو نہوا حفظ یہ قرآن ابتک
ملگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی — کب کا پرزے ہوا ہوتا یہ گریبان ابتک
خم کے خم صاف ہوئے اور تھکا ساقی بھی — نہ چھٹا نام خدا مجمع رندان ابتک
جی مین آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کر دون — یہ کچھہ سمجھتا نہین اپنا دل نادان ابتک
چھپکے ہر روز فرشتونکی طرح جاتے ہین ہم — مر گئے پر نہ چھٹا کوچہ جانان ابتک
کل شب وصل مین سونگھی تھی جو بوے گیسو — ہے اوسیدم سے دماغ اپنا پریشان ابتک
حق تو یہ ہے کہ اگر دور بتان ہو جاتا — ایک بھی ہند مین بچتا نہ مسلمان ابتک
نغمہ قلقل و آواز دف و صحن چمن — آنکھہ مین پھرتا ہے سب وصل کا سامان ابتک

روے رنگین کی صفت کرتا کیا اے قاصد	تو نے دیکھا نہین شاید طرز دیوان ابتک

منہہ لگاتا نہین ہے قدر ہمین یار بہت
خوب کہیلتے نہین ہمسے لب خندان ابتک

یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک	١٥	ہے مگر بال بہر کمر نازک
بات مین ٹوٹے بات مین جڑ جاے		ہے بہت خاطر بشر نازک
بندہ بہی اوسقدر ہے زار و نحیف		آپ ہین یار جسقدر نازک
ہے کمر سے دہن کہین نایاب		ہے دہن سے کہین کمر نازک
کچہہ نہ پوچہو کہ اونکے ہونٹہہ ہین کیا		برگ گل سے زیادہ تر نازک
ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہمین		بنے رہتے ہین رات بہر نازک
اودہر اسینہ بہر بہر کر رخسار		شانے طیار ہین کمر نازک
میرے سینہ پہ سر نہین دہرتے		مجہے کیا تم ہوئے اگر نازک
پہلوان بنکے توڑتے ہو دل		بنوگے کیسے وقت پر نازک
رکہنے دیتے نہین ہو ہاتہہ ہمین		اجی ایسی بہی کیا کمر نازک
کہین جا پایا نہ کیجئے شکوہ		وقت آیا ہے اے قمر نازک
جب پڑی آنکہہ لاکہہ بل کہائے		اُف مزاج اتنا فتنہ گر نازک
اپنے موقع کی ہے ہر اک شے خوب		چہاتیان سخت ہون کمر نازک
تیغ باندہو برابر ابرو کے		کہ کلائی ہے کسقدر نازک

سخت باتونکی قدر کو نہین تاب
کہین شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کاف فارسی

دم بھر کو چاہئے مجمعِ اغیار سے الگ
کچھ عرض کرنی ہی مجھے سرکار سی الگ

دیوانہ جانکر ہمین کہتا ہے وہ پری
بستر لگائیے مری دیوار سے الگ

ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائین
دل لیکے بیٹھین کافر و دیندار سی الگ

اوٹھتا نہین ہے سانپ خزانے پہ بیٹھکر
کیونکر ہو زلفِ یار رخِ یار سے الگ

بو ہون مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا
گل ہون مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ

اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چھوڑئے
گردن تو ہو بھی خنجرِ خونخوار سے الگ

مین لاغری سے خطِ کفِ پاے دوست ہون
نقشِ قدم رہے قدمِ یار سے الگ

یارب مدام بوسۂ چشمِ صنم ملے
ساغر کبھی نہو لبِ میخوار سے الگ

ابرو کی لون بلائین تو کہتے ہین ناز سے
کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سی الگ

پھبتی کہو نہین قد پہ ابھی نخلِ طور کے
دم بھر نقاب ہو جو رخِ یار سے الگ

اندھیر ہو رہا ہے ترا کوے یار مین
دستار سے سر ہے تنِ زار سی الگ

کہتے ہین ہنسکے دیکھو نہ کالا کہین ڈسے
رکھیے گا ہاتھ گیسوے خمدار سے الگ

پھر وصل مین یہ فتنۂ خوابیدہ جاگ اوٹھا
سوئے حضورِ عاشقِ غمخوار سے الگ

دیکھو نہ اے مسیح کہین جان پر بنے
زانو نہ کیجئے سرِ بیمار سے الگ

اے **قدر** اندنون ہے دماغ آسمان پہ
ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ

ردیف لام

۲۱

محو دیدار کو تم غش مین جو پایا شب وصل — لخلخہ زلف معنبر کا سونگھانا شب وصل

چال سے ہے پاؤنمین مہندیکا لگانا شب وصل — ہاتھہ آیا ہے ترے خون بہانا شب وصل

شب غم کا جو سناتا ہون فسانا شب وصل — نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شب وصل

رکھے اللہ تری شرم کو ہوگی نہ سحر — خیر بہتر ہے ترا منہہ نہ دکہانا شب وصل

مین بہی جانون کہ مرے دلکا پہپولا پہوٹا — کاش ٹوٹے کوئی پازیب کا دانا شب وصل

اک ہمین یار کی پٹی سی لگے روتی ہین — ورنہ یون چین اوڑتا ہے زمانا شب وصل

قاب توسین کے رتبے سی نہین کم مجہکو — دونون ابرو کے اشار ےسے بلانا شب وصل

دونون ہاتہون سے جگر تہام کے بیٹہو صاحب — چہیڑتا ہون شب فرقت کا فسانا شب وصل

سوز غم اسمین بہرا ہی کہین جہپالے نہ پڑین — میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شب وصل

ہمنے بہرون شب غم مین کف افسوس ملے — یاد آیا جو زبانون کا لڑانا شب وصل

مر کے ہوجاتا ہی معشوق حقیقی ہی وصال — شب مرقد کو سمجہہ لیتے ہین دانا شب وصل

دونون صورت مین ہوئی وعدہ خلافی تمسی — چلے آنا شب ہجر اور نہ آنا شب وصل

زندے مرجاتے ہین جی اوٹہتے ہین مردے سنکر — میرے نالے شب ہجر آپکا گانا شب وصل

تیری قسمت مین تہا اے غیر تڑپنا شب ہجر — میری تقدیر مین تہا چین اوڑانا شب وصل

مجہسے جب دور ہی بیٹہے تو برابر ہی مجہے — اونکا آنا شب وصل اور نہ آنا شب وصل

چاندنی رات تو ہے دورہ ساغر بہی ہو — کہ کٹورا سی یہ آنکہین نہ چرانا شب وصل

لاکہہ چالین چلو سو فقرے کرو سو چہینٹے دو — نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شب وصل

اپنے مطلب سے ہی مطلب جو تمہاری مرضی
ہمنے مانا نہ ہمین پاس سلانا شب وصل

خیر تشریف ادہر لاسے تو احسان کیا
مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل

لپٹے لپٹے وہ بگڑ او ٹھتے ہین گھر جانے پر
کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زمانا شب وصل

شب فرقت مین تمہین اسنے ستایا جتنا
قدر تم اسکے عوض اسکو ستانا شب وصل

۱۵

باغ کا تہا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل
پاکے ترا سراغ گل ہو گئے باغ باغ گل

دل مین ہماری جان کا نام نہین نشان کا
عشق کی دودمان کا آج ہوا چراغ گل

ای بت مست گر ز رست ہی کیا تجھے خبر
رہ گئی کھول کھول کر باغ مین کیون ایاغ گل

دل کی جو تھی بند ہی کلی پھوٹتے لالہ ہو گئی
زخم سہے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل

اشک ہین جوشش سحاب داغ ہین تاب آفتاب
شرم سے شبنم آب آب رشک سے داغ داغ گل

شور اٹھا جو آہ کا چہرہ بتون کا فق ہوا
چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل

قامت و رخ سے راہ ہی تجھ پہ چمن تباہ ہے
سرو مثال آہ ہی اور برنگ داغ گل

تجھسے پتنگ داغ داغ تجھسے ہزار باغ باغ
تو ہی ہے بزم مین چراغ تو ہی میان باغ گل

دیکھکے گیسوے دوتا دل مرا سرد ہو گیا
کالے کے سامنے ہوا آج مرا چراغ گل

ہمکو کہان دماغ ہی سیر سے خود فراغ ہی
سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے سارے داغ گل

ابر غبار ہو گیا لعل و گہر پرو گیا
قطرون سے ملکے ہو گیا گوہر شبچراغ گل

ساقی ادہر بھی کوئی تو جام بڑھائے یا سبو
نکہت گل ہوئی کی بو اور ترا ایاغ گل

ہو گئے تم جہان کھڑے شرم سے نخل گل گڑے
اور ذرا جو ہنس پڑے ہو گئے باغ باغ گل

مجھسے نہ اڑ تو عندلیب میرا تو ہی اک نصیب
مجھسے ہی سر گران حبیب تجھسے ہی بد دماغ گل

چھین لاؤ ایسی قدر ہم ساتون فلک سے ہین ہم
ساقی و بادہ و صنم چنگ گزک چراغ گل

١٨

خط بھیجتا نہین بت خودکام آج کل
آ جائے کاش موت کا پیغام آج کل

اندھیر ہی کہ زلف نے دل کو اڑا لیا
ہوتی ہین چوریان یہ سر شام آج کل

ساقی پھرا ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی
ہی دور جام گردش ایام آج کل

فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیر ہو
طیار ہوتے ہین قفس و دام آج کل

ہمکو بھی جان نثارون مین گنتا ہی وہ قمر
ہم بھی ہوئے ہین شہر مین بدنام آجکل

ساقی سبو تو کیا ہی نہین خم یہ بند ہم
لیکن ہمارے پاس نہین دام آج کل

سارے جہان نے کلمہ جو اس یار کا پڑھا
کیا گھٹ گئی ہی رونق اسلام آج کل

صیاد ہمکو چھوڑ دے اک ہم نہون نہون
لاکھون تڑپ رہے ہین تہ دام آجکل

ان روزون دہر کیا مجھے دیتا ہی ٹھوکرین
مٹتا ہی میرا ابلق ایام آج کل

ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح
تمکو تو خوب سوجھا ہی آرام آج کل

مژگان کا رخ پھرا ہی مرے دل سے اندنون
اس چھوٹی سی گڑھی پہ بندھا لام آجکل

کمرے مین لیٹے رہتے ہین اس آفتاب کے
یکسان گزرتی ہی سحر و شام آج کل

للہ آپ آؤ کہ مجھکو بلاؤ تم
کبتک رہے گی ای بت خودکام آج کل

مسکن کیا ہی میرے دل داغدار مین
سیر چمن مین ہی وہ گل اندام آج کل

فصل بہار آئی ہی ڈھلتے ہین شعر تر
رہتا ہی دور بادہ گلفام آج کل

کیا پھر کسی جوان کو نظر پر چڑھاؤ گے
کچھ بیٹھتے بہت ہو لب بام آج کل

ای ماہ چاردہ یہی دن ہین شباب کے
مقصد کو پہونچے عاشق ناکام آج کل

شیشہ لعل مین دوش پہ خم ہاتھ مین سبو
ای قدر لب بلب ہی لب جام آج کل

۱۹

لیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
اُجڑا اُجڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل

کہویا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
جی بھبکے ہجر یار مین نکلا بخار دل

سینے مین جم رہا ہی برا غبار دل
کیا جیتے جی بنےگا الٰہی مزار دل

زخمون کا کچھ حساب نہ داغونکا کچھ شمار
کیسا کہلا ہوا ہی مرا لالہ زار دل

ترچھی نگہ کے تیر سے صیاد چھید لے
آکر پہنسا ہی زلف مین تیری شکار دل

ذرون مین ہی ٹھکانا نہ قطرون مین ہی پتا
اُٹھ او وہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل

ہر آہ بامراد ہی ہر نالہ پر اثر
کیا پہنچی ہانکین بول رہا ہی ہزار دل

پیارا انہین نہ مجھے وہ زیادہ حضور سے
جب آپ ہی پہرے ہین تو کیا اعتبار دل

یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال ہی
مین کسطرح سناؤن تمہین حال زار دل

کیسا ہوا ہی آپ سے باہر فراق مین
دل پر کسی طرح نہ رہا اختیار دل

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست
کیونکر نہ زلف یار مین ہوتا قرار دل

اُنکا کبھی جگر مین کبھی دل مین ہی مقام
دل ہی فدا جگر کے جگر ہی نثار دل

بس ننگے پاؤن گھر سے نکلنا پڑا ابھی
سن پائیے جو نالۂ بے اختیار دل

جھپکی پلک نگاہ مرا کام کر گئی
ٹٹی کی آڑ آپ نے کھیلا شکار دل

الیسون کے آڑے آتا ہی کوی جہان مین
چھاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل

بنتا ہی ابر جیسے بخارات ارض سے
بن بنکے اشک آپ پہ نکلا بخار دل

از بسکہ بیقرار ہی لے ہاتھ مین اسے
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

حیران ہون یہ رام کہانی سنیگا کون
وہ بت کسیجا گلۂ بیشمار دل

ای قدر پرزے پرزے اُڑا یہ شہید غم
لو کربلا مین چلکے بناؤ مزار دل

۸

کب تک سہیگا تیری جفا دل نالش کرینگا روز جزا دل
پتہر ترا دل شیشہ مرا دل ہشیار رہنا خالق ہی عادل

دل سے الگ چل تو کچھ بتائین دیتا ہی ہمکو غمگین ای امین
سہتا ہی دن بھر تیری جفائین کرتا ہی شب بھر ترا گلا دل

عیش و تمنا زخمی برابر امید و ارمان کشتہ سراسر
کیا رن پڑا ہی اللہ اکبر کعبہ نہ کہیئے ہی کربلا دل

زخمون کی شدت اُنکی کثرت کس کسکو رووُن ہی ایک آفت
کرنی تھی یارب میری جو خلقت دینا تھا مجھکو سب سے بڑا دل

لاؤ اوسو کر فتنے جگاؤ سینے سے میرے ملکر اٹھاؤ
ہاتھون سے ملکر جلدی بجھاؤ ہی جل اٹھا دل اُف اُف پھنکا دل

تیر مژہ پر ہم کرتے صدقے ایسے جو صد ہا ہوتے کلیجے
زلفون پر اُنکی قربان کرتے ایسے جو لاکھون دیتا خدا دل

اللہ اکبر اتنی بڑی آنکھ اکی بڑی آنکھ اکبھی بڑی آنکھ
ابکے لڑی آنکھ ابکے لڑی آنکھ ابکے گیا دل ابکی گیا دل

دزد حنا کی یا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھونکا خدایا
آخر جگر کو کسنے اوڑایا پہلو مین میرے یا وہ تھی یا دل

ردیف میم

۱۸

سوئے جاکر مزار مین ہم
اب پوہنچے ہین کوے یار مین ہم

جب خاک ہوے تو اوج پایا
مل ملکر اوڑے غبار مین ہم

پوچھے گا کون روز محشر
ای یار ہین کس شمار مین ہم

ہی یار کا گھر تو کوی دلمین
کیون رہتے ہین کوے یار مین ہم

دفنا کے چلے ہین آپ گھر کو
ٹھہرینگے کوئی مزار مین ہم

افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا
دیوانے ہوے بہار مین ہم

دل چھوڑ کے کوچۂ بتان مین
پھرنے لگے کوہسار مین ہم

گیسو کا نہ حال ہمسے پوچھو
ان روزون ہین انتشار مین ہم

کیا جوشِ جنون سے لاغری ہی
کانٹا ہوے ہین بہار مین ہم

تنہا ہون گے تو ہوگی وحشت
پھاڑینگے کفن مزار مین ہم

جسم لاغر سے دم نکلجاے
کیون اولجھے ہین ایک خار مین ہم

وصفِ خطِ عارضِ منوّر
لکھتے ہین خطِ غبار مین ہم

گل دیکھ کے ہاتھ پاون پھولے
بیخود ہوے یہ بہار مین ہم

ہین تار نگاہ انتظاری ہی
یہ زار ہین انتظار مین ہم

اب کے تو نگاہ روبرو ہو
ٹھنڈے ہین بس ایک وار مین ہم

جانی پیارے حضور معشوق
کیا کچھ نہین کہتے پیار مین ہم

جب عشق کیا تو شرم کیسی
چلّاو ٹھین ہزار مین ہم

ای قدر کہین وصال بھی ہو
مرجائین فراق یار مین ہم

۱۷

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل پر جفا کرو تم
ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم

زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم برا جو ہی وہ ادا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

سرور وصلت کہ رنج فرقت دوائے الفت کہ درد کلفت
نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہی جو عطا کرو تم

رہیگی یونہین بلون پہ چوٹی نکالیے لاکھ مانگ سیدھی
نکل گیا سانپ جب خبر لی لکیر پیٹا کیا کرو تم

ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا
ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہماری حق مین دعا کرو تم

ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین
ابھی جو محشر کی چلکے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم

دل و جگر پلکون نے چھیدا ور تو جان قربان ہے لبون پہ
اب ایک سر ہی آسے بھی ایک قدم پر اپنے نثار کرو تم

نباہ ہوگا اسی مین باہم رہے یہ دونون طرف کا عالم
کرین تکلف نہ تمسے کچھ ہم نہ ہمسے شرم و حیا کرو تم

ہزار دل ہون جو ای جفا جو دریغ تمسے نہین ہے ہمکو
اسیر گیسو قتیل ابرو شہید ناز و ادا کرو تم

چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہا نکا پردہ اٹھاؤ گھونگٹ
لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ غمزے کیا کرو تم

لگا ہی دل ہمسے خیر بہتر رہین جو اغیار ہین مکدر
ذرا نہین اختیار جسپر پھر اسکے بارے مین کیا کرو تم

ہماری شہرگ پھڑک رہی ہے کہ روح اسمین اٹک رہی ہے
تمام گردن لٹک رہی ہے ابھی نہ خنجر جدا کرو تم

ہوئین جگت آشنا نگاہین ہین کفر و اسلام سب سے راہین
ملو تم اس سے وہ جسکو چاہین نئے نئے آشنا کرو تم

ہماری نالون کو سن جو پاؤ یقین ہے غش کھا کے لوٹ جاؤ
نہ لوٹ جاؤ نہ غش مین آؤ تو دفعتہً واہ وا کرو تم

بہت تن بھٹکے ہوے رہو تم پھنسے ہو اب جو پڑی سہو تم
جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم

بجا ہے بیجا مرا گلا تھا تمہارا اسمین گناہ کیا تھا
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

بتاؤ ای قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا
غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب خستہ پھرا کرو تم

ردیف نون

جو ہے عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اسکا مکان نہین ۲۳
وہ یہان بھی ہے وہ وہان بھی ہے وہ کہین نہین وہ کہان نہین

مجھے بوسہ دینا ہو دو ابھی ہی نہین صاف کہدی تو ہان نہین
ترے لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن مین تیرے زبان نہین

یہ نصیب تیرے شہید کا کہ کمال شوق تھا دید کا
جو گلا بھی ہے تو وہ تر نہین جو چھری بھی ہے تو روان نہین

مین وہ سبزہ باغ وجود ہون مین وہ گل ہون شمع حیات کا
جسے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

نہ جگر پہ تیر چلے نظر پڑی نہ اشارے ابرو نکلے ہوے
تو شکار کھیلیگا کسطرح ترے پاس تیر و کمان نہین

مجھے کیا جو شور نشور ہو ہین پوچھ لو جو ضرور ہو
مین لحد سے اُٹھکے چلون وہان مجھی اتنی تاب و توان نہین

مرا ایک دل تھا وہ سوز ہی کسے اب دماغ ہی آہ کا
کہ ہوا ہی کب سے چراغ گل مین وہ جل بجھا کہ دھوان نہین

جو لٹھے تو سینہ ادبھار کر جو چلے تو ٹھوکرین مار کر
نئے آپ ہی تو جوان ہین کوئی کیا جہان مین جوان نہین

جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
کہ عجیب حال ہی گو مگو وہ نہان نہین وہ عیان نہین

مین وہ سرو باغ قدیم ہون کبھی پھولے جو نہ کبھی پھلے
مین وہ قمری نو اسیر ہون جسے اپنا طوق گران نہین

کدہر اُڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین مین پھٹ کے سما گیا
نہ غبار اُٹھا نہ جرس بجا کہین نقش پا کا نشان نہین

مرا دم اُلجھتا ہی واعظو نہ سُنونگا لاکھ بکا کرو
تمہین جسقدر کہ جنون ہی مجھے اُسقدر خفقان نہین

ترا قہر نار جحیم ہی ترا رحم دار نعیم ہی
یہ فقط ہین قصے کہانیان کوئی دوزخ اور جنان نہین

سب چلے حال دل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اُتار لو
مین کلیجا ہاتھون سے تھام لون بجز اسکے تاب بیان نہین

کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب و روز اُس سے وصال تھا
مجھے کچھ خبر نہین کیا ہوا وہ مکین نہین وہ مکان نہین

ترے ابرؤونکو مین چوم لون نہین خون گرفتہ مین اسقدر
ترے گیسوؤنکو مین سونگھ لون مجھے اسقدر خفقان نہین

جو ہزار عذر بھی پیش ہون وہ کسیطرح نہین مانتا
کہو الحذر تو حذر نہین کہو الامان تو امان نہین

یہ مئے فرنگ کی کشتیان بھی سفینہاے نجات ہین
کبھی اُسکا بیڑا نہ پار ہو جو مرید پیر مغان نہین

ہوئین زرد زرد جو پتیان یہ بھی اک طرح کی بہار ہی
مین بسنت اسکو سمجھتا ہون یہ چمن مین فصل خزان نہین

دم مرگ تیرے قریب ہون مجھی اپنے ذبح کی عید ہی
مین لپٹکے تجھسے شہید ہون کہ چھری ہی تیر و سنان نہین

بہت اسپہ تو نہ گھمنڈ کر ترا مُنھ ہی چاند ہوا کرے
کہین پرزے پرزے اُڑا نہو مرا دل ہی کوئی کتان نہین

وہ زبان خنجر صبر ہون کہ زبان ہین جسکی سخن نہین
وہ دہان زخم ملال ہون کہ دہن ہین جسکی زبان نہین

اُٹھو **قدر** اُن پہ نہ جان دو اجی جان ہی تو جہان ہی
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ارے میان نہین ارے میان نہین

صاف کرتے ہین لب و دندان وہ اکثر آب مین — اسلئیے پیدا ہوے مرجان و گوہر آب مین
جوش گریہ سے ہی مثل موج بستر آب مین — بلکہ تِرتا ہی حباب آسا مرا گھر آب مین
تجھ مین عالم ہی فنا عالم مین تو موجود ہی — جسطرح گوہر مین ہو آب اور گوہر آب مین
بھاگ ای غم بھاگ بھی کشتی تری ہو گی تباہ — چشم تر مین ہی مژہ دستِ سکندر آب مین
رخ پہ خط آیا تو آئینے سے نفرت کیون ہوئی — دیکھتے ہین سب کسوف مہر انور آب مین
مجھکو حیرت ہی کہ اسمین مورچہ لگتا نہین — نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب مین
روتے روتے سب سر و سامان پہ پانی پھر گیا — مردم دیدہ کی صورت ہی مرا گھر آب مین
ہر بھنور رخسار کی ضو سے نیا ہالہ بنے — تو نہانے کو اُترا ای ماہ پیکر آب مین
وہ کمر پر تیغ رکھتا ہی مین اپنے حلق پر — وہ کمر تک ہی مین گردن تک غشناور آب مین
دیدۂ تر سے نہین ہٹتا ہی میر الخت دل — میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب مین
جب سے کھولی آنکھ ہے تمنے انگھ کو روتے کٹی — اس کنول کی ہی نموداری برابر آب مین
نافہاے مشک بنجائینگے دریا کے بھنور — دھوئیگا وہ گل اگر زلف معنبر آب مین
کیجیے اک دن لب جو خندہ دندان نما — ہر صدف موتی کرے تم پر نچھاور آب مین
ہو گئے سب جہان ہی کیا فنافی اللہ ہم — ملگیا انجام کو خود آب ہوکر آب مین

عشق مین ای قدر گھبرا ئے تو مر جاؤ گے تم
ڈوب جائے جب کہ ہو تیراک مضطر آب مین

شب فرقت مین سنبھالے رہین احباب ہمین — دے دے پٹکیگا اُٹھا کر دل بیتاب ہمین
اُنھین غیرونکے لیے یہ تو نہین تاب ہمین — ابھی آتا نہین ایسا ادب آداب ہمین
خال کا نام نہ لو کیا رخ تابان کم ہے — کیسی بارد ہت اُڑا دیگا یہ مہتاب ہمین

زاہد وجسکا جو حصہ ہی پونہچ جاتا ہی
لہو کے گھونٹ تمہین اور مئی ناب ہمین

جی مین آتا ہی کہ ہم بھی اسے اب پہوڑ ڈالین
کر دیا نامۂ اعمال نے آب آب ہمین

خاکسارونکی تو گدڑی ہی مین ہی زینت و زیب
لاکھ پہنا دے کوئی قاقم و سنجاب ہمین

رات آنکھون مین کٹی نیند نہ آئی بے یار
کیا کھلائے تھے کباب بط سرخاب ہمین

کل شب ہجر مین بیار اپنا جتایا نہ گیا
ای لحد آج بغل مین نہ بہت داب ہمین

بہاری موباف سے وہ اتنے کہچے ناف کھلی
موج لائی ہی بہا کر سو گرداب ہمین

ای نکیرین نکالا ہی کہان کا جھگڑا
اجی لاحول ولا کر دیا بدخواب ہمین

ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا
اور تڑپائے گا یہ خنجر بے آب ہمین

کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑہیئے قدر
یاد رہجائیگی یہ صحبت احباب ہمین

ملگئے اشکونمین لخت دل بیتاب ہمین
اُڑ کے پانی مین ملے ریزۂ سیماب ہمین

لیے جاتا ہی کدہر ای دل بیتاب ہمین
سوجھتا ہی نہ کنوان اور نہ تالاب ہمین

دشت غربت مین بگولون سے لپٹ جاتے ہین
یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمین

کیا سمندر سے بہلا ہم دُر و مرجان مانگین
خود دکھاتا ہی تہی کاسۂ گرداب ہمین

کیون گھٹا چھائی ہی للہ اُٹھا یار نقاب
زلف و رخسار سے دکھلا شب مہتاب ہمین

ایک ہاتھ اور لگا جسمین نہ پھر یاد کرین
ہچکی آتی ہی پلا ایک دم آب ہمین

یہی نا حضرت موسی کی طرح غش آتا
پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمین

یہ اندہیرا ہی کہ وحشت ہی لحد مین ہمکو
کس جگہ چھوڑ گئے ہائے سب احباب ہمین

چشم تر کا کرین شکوہ کہ گلا انسوونکا
کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمین

وعدۂ وصل پہ دنکو تو وہ شرماتے ہین
شکوہ فرماتے ہین کیون کرتے ہو بدخواب ہمین

وامق و کوہکن و قیس نے کیا ساتھ دیا
دشت وحشت مین بھی گھیرے رہے احباب ہمین

دانت کھلجائین اگر یار ہنسے جی خوش ہو
نظر آجائین الٰہی دُر نایاب ہمین

وصل سے اُنکے کسی شب نہوا گھر روشن
چاند دکھلائی دیا صورت مہتاب ہمین

سر پھرا دیتی ہی بھاتی نہین جھوٹے کی شراب
ساقی انگور کی دے جلد مئی ناب ہمین

ایک سا ظاہر و باطن ہی ہمارا ای قدر
چشم بے خواب ملی یا دل بیتاب ہمین

۱۶

خدا جانے مین اُسکا سایہ ہون کیا ہون
نہ اُس سے ملا ہون نہ اُس سے جدا ہون

یہ ابرو کو بل ہی کہ تیغ قضا ہون
یہ چتون کو غمزہ کہ قہر خدا ہون

مری سرکشی عین افتادگی ہے
مین وہ قطرۂ اشک چشم فنا ہون

پہنتا تھا ہر سال منت کی بیڑی
لڑکپن سے پابند زلف رسا ہون

وہ رہتا ہی خود میری گردنکی رگ مین
وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون

نکلجائیگا دم سر شام میرا
مین دیو شب ہجر کا ناشتا ہون

کہین تالی اک ہاتھ سے بھی بجی ہے
مجھے تم بھی چاہو جو مین تمکو چاہون

مین وہ داغ ہون داغ ہو جس سے پیدا
اُف ای گرمی عشق جلتا توا ہون

بس ایک آہ مین ہی نہ گردون نہ گردش
یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہون

مین ہون قدرداں اپنے ہر قدرداں کا
مین دلدادۂ شاہد دلربا ہون

غضب یاد گیسو مین ہے آہ و زاری
مین ہندوستان بھر کی آیے ہوا ہون

سہ عید سے میری آنکھین ہوئین ہین
ابھی اُنگلی اُٹھے جو مین خودنما ہون

کمر جھک گئی کھل گرا ان گیسوون پر | مین خود حلقۂ موی زلف دوتا ہون

نہ خفت اُٹھائی نہ کوی گرانی | نہ مین کُہربا ہون نہ آہن ربا ہون

ہوا میری تربت کا سبزہ لجا لو | مین وہ کشتۂ تیغ شرم و حیا ہون

کہو تمنے ای قدر بوسہ جو مانگا
نہین کہہ دیا اُسنے چپکے سے یا ہون

۲۰
دہن سے نالے عوض آہونکے نکلتے ہین | محاورے جو پرانے تھی وہ بدلتے ہین

بہار مین جگر و دل لہو اُگلتے ہین | یہ جوش ہی کہ بدن عاشقونکے پھلتے ہین

کہان وہ نوح کا طوفان کہان مری آنکھین | خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہین

غضب ہی ہونٹھ کا ہلنا جو سیکھتی ہین بھوین | تمہارے ہنس کی چالین یہ کوی چلتی ہین

نثار ہے رگ شریان فدا ہی تا بنفس | کمر تو ایسی ہی پھر قتل پر سنبھلتے ہین

بڑی مشقت و محنت سے ملتی ہی روٹی | بڑی اذیتون سے دانت سب نکلتے ہین

کبھی غشی ہی کبھی جو نکتے ہین فرقت مین | تمام رات یونہین ڈوبتے اُچھلتے ہین

کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہو ابرو | کہان غلاف سے یہ تیغے نکلتے ہین

گھٹائین جھوم کر آئین مبارک ای رندو | وہ موسم آیا ہی انگور جسمین پھلتے ہین

تمہارے واسطے ہمنے بنایا خسخانہ | بٹھا کر آنکھونمین پلکونکے پنکھے جھلتے ہین

کبھی نہ بوسۂ سیب ذقن نصیب ہوا | ہمارے سامنے کسدن رقیب پھلتے ہین

وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات | ڈوپٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہین

جو آنکھین پی گئین آنسو تو نکلے لخت جگر | یہ بہنس ہوتی نگلتے ہین لعل اُگلتے ہین

قریب زلف ہی پھندا لگانے کو طیار | ٹھگونکی طرح ترے دیدہ سے ہمکو چھلتے ہین

حضور ڈہانک بھی لین چکنی چکنی رانونکو
نہ بیٹھتے ہو نہ جاتے ہو نزع مین ہو نین

دل و جگر مین پڑے داغ داغونمین چھالے
دہن کو ہیچ سنا تھا مگر بھی ہیچ ہوئی

ژرد لاؤ اُسمین بھی راضی ہنساؤ اُسمین بھی خوش
سنا ہی عاشقونکے دل ہمین پہسلتے ہین

مین مُنھ پہ کہتا ہون اسوقت آپ کہلتے ہین
تمہارے موتیونکے مالے موا گلتے ہین

بڑے بڑے ابھی نقص آپ مین نکلتے ہین
جو مرد ہین وہ کسی بات مین نکلتے ہین

ابھی تھا وصل کا اقرار اور ابھی انکار
چلو ہٹو نہین باتون سے **قدر** جلتے ہین

ابر آگے ترے ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین
مرحبا قطرۂ اشک اصل گہر کچھ بھی نہین

عشق زلف الفت رُخ مر گئے پر کچھ بھی نہین
آنکھ جب بند ہوئی شام و سحر کچھ بھی نہین

ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن
کہ ادہر منھ سے کہا اور ادہر کچھ بھی نہین

کوئی شعلہ مری آہونکا بجھایا نہ گیا
اجی لاحول ولا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

آپ مین آؤن تو مین آپکو ڈہونڈہون پیارے
آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہین

سر مین آگ اپنے لگی جا کے کبھی تلونمین
جسم و جان شمع صفت تا بہ سحر کچھ بھی نہین

اس سے بوسہ تو ملا دہ نہ کبھی ہاتھ لگی
یون دہن کہنے کو کچھ ہی ہی مگر کچھ بھی نہین

حق نے تلوار اُتاری ہی سپاہی کے لیے
جو نہو بانکی ادا ترچھی نظر کچھ بھی نہین

خفتگان شب غم حشر مین پھر لیٹ رہے
کہ نمایان ابھی آثار سحر کچھ بھی نہین

بوے گیسو کے سوا اور نہین مجکو دماغ
دید ابرو کے سوا مدنظر کچھ بھی نہین

صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی اے **قدر**
در حقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

اجی ایسا بھی مزاج ای گل تر کچھ بھی نہین
۱۱ مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہین

طرفۃ العین یہ نیرنگ نظر کچھ بھی نہین
کھولکر دیکھ چکا بند تو کر کچھ بھی نہین

تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ
جسطرف لوگ بتائین کہ ادہر کچھ بھی نہین

دم نہ گھٹ جائے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر
کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہین

سن مین ہین شیخ فریدا در بغل مین انٹین
جب تو ناصح کی نصیحت مین اثر کچھ بھی نہین

کسی پہلو مین کبھی یار نہ سویا آکر
درد دل مال نہین درد جگر کچھ بھی نہین

وصف رخسار مین ہین شعر پڑہیون آپ سنین
بے تکے نغمۂ مرغان سحر کچھ بھی نہین

کچھ کیا ہو تو کہون لاکھ نکیرین الجھین
خوف قزاق ہی کیا زاد سفر کچھ بھی نہین

آج بھی چار پہر دریہ کٹا دن ہمکو
قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہین

دیکھ پاتے جو خلیل آپکے رخسار و جبین
پہلے کہہ اُٹھتے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہین

کس طرح راہ کٹیگی عدم آباد کی قدر
ہمسفر کوئی نہین زاد سفر کچھ بھی نہین

خزان کی فصل مین کیفیت شراب نہین
۱۵ وہ جاڑے پڑتے ہین گرمی آفتاب نہین

نہ تم خدا ہو نہ ہم لوگ حضرت موسی
ہمارے آپکے پردہ نہین حجاب نہین

غضب ہی تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم
کہ موتیا نہین کیوڑا نہین گلاب نہین

مین اسکو کہتا ہون معشوق ہو جو گرما گرم
حرارتین نہین جسمین وہ آفتاب نہین

لٹے پٹے رمضانین ہین میکدے والے
بغل مین شیشہ نہین شیشے مین شراب نہین

جو تم بلاتے ہو غیرونکو خیر بلواؤ
یہ ہم مین عیب ہی غصے کی ہمکو تاب نہین

گلونکے ساتھ گلستان مین خار ہوتے ہین
مین کیون حضور کی محفل مین باریاب نہین

وہ کون ہی جو نہین مست کیف دنیا مین
وہ کون ہی کہ خرابات مین خراب نہین

سوال بوسۂ ابرو پہ ڈٹ گئے ہین رقیب
زبان تیغ مین قاتل ترے جواب نہین

ہمارے نشّے بھلا مفلسی مین خاک جمین
اگر شراب میسّر ہوی کباب نہین

شبِ فراق مین پہلو دبائے بیٹھے ہین
اب آج ہم نہین یا دل کا اضطراب نہین

دہن کا حال تو سنّے نہ بھہ تمسے پوچھینگے
جواب تم جو نہ دو اسکا کچھ جواب نہین

نہین کے خوب اُٹھے حسن و عشق کی پردے
او نہین حجاب نہین مجھکو اضطراب نہین

اسیطرح سے مرے بیحساب عصیان ہین
کہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حساب نہین

تمہارے آنے سے کیا قدر کہ حواس آئے
جگر پہ رکھو تو ہاتھ ابتو اضطراب نہین

۱۵

تڑپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتے ہین
چھری کہتے ہین اُسکو مرغ بسمل اسکو کہتے ہین

بڑہا کی زلف اُسنے جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
ہم اُسکو پاے لیلیٰ اور محمل اسکو کہتے ہین

غم و رنج و مصیبت مین ہے خوشدل اسکو کہتے ہین
اُسے کہتے ہین محفل میر محفل اسکو کہتے ہین

تمہاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا
اُسے کہتے ہین آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتے ہین

ترے رخسار و افشان دونون ہین ایسے انکھو نیر
جو مصحف اُسکو کہتے ہین تو منزل اسکو کہتے ہین

دل وحشی سے آہو نکا تسلسل کم نہین ہوتا
اُسے کہتے ہین دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہین

جگر کو پرزے پرزے کردیا رخسار تابان نے
کتان کہتے ہین اُسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہین

دہن کچھ وہم سا دیکھا کمر کچھ خبط سی پائی
اُسے موہوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہین

نظر کرتی ہی کام اپنا دل اُسپر لوٹ جاتا ہی
اُسے ہشیار کہتے ہین تو غافل اسکو کہتے ہین

کہجا وہ نزع کا عالم کہجا یہ ہجر کی سختی
اُسے کہتے ہین ہم آسان مشکل اسکو کہتے ہین

پڑے جب داغ دلمین دل نے کھینچا اُس پرِ توین کو
اُنھین ہم نقش جب کہتے ہین عامل اسکو کہتے ہین

جلایا لب نے تیرے مارڈالا سبزۂ خط نے
اُسے امرت تو ہم زہر ہلاہل اسکو کہتے ہین

کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کرکے
جلا جل اُسکو ہم شور جلاجل اسکو کہتے ہین

چمک کر داغ نے دلکو منور کردیا کیسا
جو خورشید اُسکو تو خورشید منزل اسکو کہتے ہین

فدا ہوتا ہی **قدر** اونپر اُنھین جلسے مین ہٹلاکر
جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کہتے ہین

۱۸

کھنچا آتا ہی ظالم عشق کامل اسکو کہتے ہین
ملا جاتا ہی سینہ جذبۂ دل اسکو کہتے ہین

نہین حتّیٰ بھوین مد مقابل اسکو کہتے ہین
حدیث قاب قوسین اپنوکامل اسکو کہتے ہین

نہ مچھلی اسکو کہتے ہین نہ بسمل اسکو کہتے ہین
تڑپنے پر نہ اسکے جائیے دل اسکو کہتے ہین

اُنھین مین نے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا
بتایا جان نثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہین

لحد مین رکھکے مجھکو میری مایوسی یہ کہتی ہی
ابھی سے مرمٹے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہین

مرض ہی عشق کا مین تختۂ مشق طبیبان ہون
کبھی دق اسکو کہتے ہین کبھی سل اسکو کہتے ہین

جو رد کرجان دین ہم وہ اسے آسان سمجھتا ہے
وہ ہنسکر ٹال دی ہم سخت مشکل اسکو کہتے ہین

اگر رخسار تیرا چاند ہی داغ اسمین دکھلا دے
انھین وجہون سے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتے ہین

ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا
کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کہتے ہین

نہ وہ مقتل مین آتا ہی نہ مین مقتل سے جاتا ہون
اُسے ہی شرم مجھکو شوق مشکل اسکو کہتے ہین

گلے آفت لگی پابند زنجیر تاہل ہین
یہ شرعی قید ہی طوق و سلاسل اسکو کہتے ہین

اُتارا سر تو کھویا درد سر احسان ہی اسکا
طبیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کہتے ہین

اگر تو لوٹ ہی اسپر تو لے منھ اسمین دیکھا کر
حقیقت مین ہی آئنہ مگر دل اسکو کہتے ہین

جو بگڑ نگی رہی معشوق خود بنجاتا ہی عاشق
کلی چٹکی ہی ہم شور غنا دل اسکو کہتے ہین

غضب کا ضعف ہی بس کٹ چکی راہ جنون ہمسے
چلے ہین دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہین

سجا ہی تخم جیسا ہو ثمر ویسا ہی آتا ہے
کڑی ہی گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہین

ہوئی ہی زندہ در گور آکے میرے جسم خاکی مین
پھنسی ہی روح تن مین پائے در گل اسکو کہتے ہین

جدا کیونکر کرین ای قدر رہم سینے سے جانان کو
ہم اپنی جان اسے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہین

٢٠

لا کے دنیا مین ہمین زہر فنا دیتے ہین
ہاے اس بھول بھلیان مین دغا دیتے ہین

بوسہ جب مانگتا ہون شور مچا دیتے ہین
بات تھوڑی سی بھی ہو تو وہ بڑھا دیتے ہین

رحم بھی ظلم و ستم سے نہین خالی اونکا
دامن تیغ سے زخمون کو ہوا دیتے ہین

دل مین درد آنکھو مین آشوب جگر مین سوزش
عشق کیا دیتے ہین اک روگ لگا دیتے ہین

فیصلہ آج اسی بات پہ ہو جائیگا
دیکھیے بوسہ نہین دیتے ہین یا دیتے ہین

کچھ نئی حضرت دل سنے یہ نکالی ہی تڑپ
بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہین

لن ترانی سے نہ کیون حضرت موسی بھڑکتے
بات وہ کہتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

عاشق ابرو و قامت مین ہوا ہون جیسے
الٹی سیدہی مجھے دس بیس سنا دیتے ہین

چاند مین میل ہی سورج مین جلن گل مین خار
عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہین

منعمون کا نہین دریوزہ گر دون پہ احسان
آپ کیا دینگے وہ خالق کا دیا دیتے ہین

جس سے وہ آنکھین لڑین خاک وہ پانی مانگے
مارے تلوارون کے یہ ترک بٹھا دیتے ہین

سیج ہی دل بام بھا وحشت بھی عیان فعلون سے
وہ مراد وست بھا سب جسکا پتا دیتے ہین

الجھے جاتی ہین گرے پڑتے ہین گھبرائے ہین
زلف پر پیچ وہ کیون اتنے بڑھا دیتے ہین

ایک بوسے کا مرے واسطے ارشاد ہوا
آپ کو دیکھیں مجھے دیکھیں یہ کیا دیتے ہیں

نزع میں پاس سے افسوس اُٹھے جاتے ہیں
بیچ منجدھار کے وہ مجھکو دغا دیتے ہیں

دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا
میرے پہلو میں ہے پھوڑا وہ دکھا دیتے ہیں

روے رنگیں سے نہیں ہٹتیں ہماری آنکھیں
پاے نظارہ میں کیا مہندی لگا دیتے ہیں

خوش جو کرتے ہیں تو اک رنج بھی دیتے ہیں ضرور
بوسہ اک دیتے ہیں اک داغ بڑھا دیتے ہیں

آنکھیں لڑتی ہیں تو کرتے ہیں مرا کام تمام
وہ مجھے دو ہی پیالوں میں جھکا دیتے ہیں

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدر تو جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہیں

۱۶

شک و شبہہ نہیں مری دل میں
کیسی صحبت ہے اس حمائل میں

کیا حرارت ہے خون بسمل میں
مہندی کالی ہے دست قاتل میں

زلف مشکیں کا دھیان ہے دل میں
یا کہ لیلی ہے اپنی محمل میں

قبر میں لیٹ کر اُٹھا نہ گیا
تھک گئے ایسے پہلی منزل میں

جسم شفاف سے نظر آئے
آپ جو کچھ چھپائیے دل میں

ہے شہیدوں کی زندگی اس سے
دم عیسی ہے تیغ قاتل میں

الحذر تیری زلف سے اے یار
خوب جکڑا انے مجھے سلاسل میں

اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا
بُت بنا ہوں تمہاری محفل میں

ٹھنڈی سانسیں بھریں یہ قتل کے وقت
لگ گیا زنگ تیغ قاتل میں

خیر مجھکو نہ گھر میں آنے دے
میرا گھر چاہیئے ترے دل میں

ہر طرف رنگ گئی چمن میں آگ
شور تھا نالۂ عنادل میں

خود لپٹتے ہین آ کے سینہ سے
نالے کرتی ہے قیس پر لیلی
خون مین ہم نہا گئے کیسے
کاملون کو بڑی سمائی ہے

اسقدر جذب ہے ہمارے دل مین
رنگ بجتا ہے ایک محمل مین
ہولی کھیلی ہے کوی قاتل مین
عکس عالم ہے ماہ کامل مین

قدر پہلے تو دل دیا اون کو
اجی اب سوچتے ہو کیا دل مین

۱۶

سایۂ تاج گدایانہ ہما سے کم نہین
مرگ چھالا اپنا تخت بادشا سے کم نہین

رنگ اڑے مُنھ سی کنہیا کے اگر چوٹی گندھے
جب نکھار اپنا کرو تم رادھکا سے کم نہین

جسطرف نالہ سنا لیلی کا ناقہ چلدیا
قیس کی آواز بھی بانگ درا سے کم نہین

داغ جب چمکے تو سجلی جب کیے نالے تو رعد
دود دل جبدم اٹھا کالی گھٹا سی کم نہین

پھول ہی پیش نظر دست حنائی یار کا
سیت اسکے ہاتھ کی عطر حنا سی کم نہین

سوکھے گھاٹون تشنۂ دیدار اترے جاتے ہین
کعبۂ کوے بتان بھی کربلا سے کم نہین

حشر برپا چال ہی صبح قیامت روے یار
فتنۂ محشر سمجھیے وہ ادا سی کم نہین

ابرو و مژگان و قامت خنجر و تیر و سنان
اب ہمارے خون کے دنیا مین بپا سے کم نہین

وقت پر جو چاہو کہلو دسے کب کہتے ہو تم
ہاتھ اٹھا کر کو سنا دست دعا سی کم نہین

ایڑیان رگڑا کرون کب دم نکلتا ہی مرا
دید بھی تاثیر مین آب بقا سے کم نہین

دست رنگین ہے جو اس سفاک نے گھائل کیا
چور میرے زخم کا دزد حنا سے کم نہین

بات جو حق ہے وہ سن الحق مُر سے نہ ڈر
یہ ذرا تاثیر مین کڑوی دوا سے کم نہین

نقد جان لے دی مے گلگون تو اے پیر مغان
لال کردونگا تجھے تیری دعا سے کم نہین

بانکپن سے مٹا سیئے چلکر
سرو گلشن بہت بررستے ہین

نخل قامت مین گلّے پھوٹتے ہین
نئے جوبن ترے ابھرتے ہین

عقد پروین فلک بناتا ہے
جھمکے کانون کے جب اترتے ہین

ہونٹھ چلتے ہین صورت مقراض
آپ باتون مین گل کترتے ہین

کوئی ھر گز اٹھا نہین سکتا
گہر اشک جب بکھرتے ہین

ایک صدمے جو انپہ ہوتا ہے
لاکھون صدقے وہین اترتے ہین

کس گھڑی ہم مراد کو پہنچین
آپ تو رات بھر نکھرتے ہین

وہ بھی سن لین تو انکو صدمہ ہو
دل پہ صدمے جو کچھ گزرتے ہین

ٹھوکرون سے جلاتے ہو مردے
انہین چالون پہ لوگ مرتے ہین

وہی تو مصرع قدین ہی معنی باریک
کمر کا جسپہ بشر احتمال کرتے ہین

شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

امید بوسے کی صورت سوال ہی اپنی
زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہین

ہماری لاش تک آتے جگر دہلتا ہی
صلا حین دور سے کرگ و شغال کرتے ہین

چباکے پان دکھاتے ہین اپنا تنگ دہن
وہ آج آگ مین چھلکے کو لال کرتے ہین

کلیجا ہلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر
کہین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہین

شب وصال ہین کیونکر انہین ستائین ہم
یونہین تو روز ہمین وہ نہال کرتے ہین

مین جانتا ہون کہ گھر انکا آپ مٹتا ہے
وہ جاتے ہین کہ دل پایمال کرتے ہین

غزل پر اپنی یہ کہتے ہین قدر آغزل

وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہمراہ	ہماری خاک کو کر دملال لرئے ہین

یہ کل کی بات ہے اے قدر بوٹا سا قد تھا
جو ہاتھ پاون ہوئے پائمال کرتے ہین

کوسون وحشت مین دوڑ جاتے ہین	کب ہمین عقل و ہوش پاتے ہین
دامن اس فقر سے چھڑاتے ہین	چھوڑو چھوڑو ابھی ہم آتے ہین
ہم کفن باندھے آج جاتے ہین	آزمالین جو آزماتے ہین
دیکھئے حال شمع و پروانہ	خود بھی جلتے ہین جو جلاتے ہین
اندنون صاف ہے رہ الفت	وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین
زلف پُر پیچ آج اُٹھتی ہے	بڑی منت کی وہ بڑہاتے ہین

آ قدر مہمانسرا سے ہے یہ دنیا
لاکھوں آتے ہیں لاکھوں جاتے ہیں

دہڑی جماؤ ملو عطر یار عید کے دن
پہر اسکے بعد ہو بوس و کنار عید کے دن

صیام میں ہمیں کچھ گھڑے کی چڑہتی ہے
مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن

بتاسیئے تو کہ نکلا کدہر سے عید کا چاند
کہاں سے آپکو پوچھوں نگار عید کے دن

بنے ازل میں جو دونوں وہ عارض شفاف
برس میں پائے وہ دونوں قرار عید کے دن

یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پرائے آتے ہیں
گھڑی گھڑی نکرو تم نکھار عید کے دن

خدا کرے کہ ترے زلف و رُخ کی دہوم رہے
شب برات کی راتیں ہوں یار عید کے دن

نگئے تھے روزہ چھڑانے گلی تیری ہی نماز
گھرے ہیں مسجد و نمین بادہ خوار عید کے دن

15

حضور بوسے عنایت ہون گوری گردنکے
گلے مین چاہئیے پھولونکا ہار عید کے دن

شب وصال مین چپ چپ حضور بیٹھے ہین
کہ جسطرح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن

کدہر گیا وہ بتون سے مرا گلے ملنا
وہ کیا ہوے مرے پروردگار عید کے دن

دل و زبان و لب و سینہ وصل مین ملجائین
کہ ایک عید مین ہون ہمکو چار عید کے دن

ہوئے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا
لگا نہ ہاتھ مین مہندی نگار عید کے دن

شب وصال مین ہوتے ہین ہم جو شادی مرگ
بنے غرور ہمارا مزار عید کے دن

دکھانی چاہیئے محراب دونون ابرو کی
کرین دوگانہ ادا جان نثار عید کے دن

لپٹ کے قدر سے بھڑکا کی دل جلی گئے گھر
تم آگ لینے کو آئے تھے یار عید کے دن

متلون

۱۵

جا سکے کیا کوچۂ دلدار مین
ایک بھی روزن نہین دیوار مین

کیا عجب آئنہ ہو سنگ مزار
مر گئے ہم حسرت دیدار مین

بزم مین تڑپا دل پر داغ کب
رقص ہے طاؤس کا گلزار مین

یار کے کوچے مین ہین سب عقل و ہوش
بک گیا سودا مرا بازار مین

قہر تھی اک جنبش ابروے یار
گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین

کاٹتے ہین ہونٹھونکو غصے مین کب
گھولتے ہین قند وہ گفتار مین

صبح کو کاٹونگا مین اپنا گلا
رات جو کٹجائیگی تکرار مین

سحر ہے آنکھونمین جو اے رشک حور
معجزہ ہے آپکی رفتار مین

تارے ہی گنتے رہے اے انتظار
کاٹ دی شب دیدۂ بیدار مین

پا گئے انعام جو گلدستے لائے
مین بھی تو دل لایا تھا سرکار مین

خیر ہو یارب مرے شرطونکی آج
بیٹھے ہین وہ مجمع اغیار مین

سینے مین ملتا نہین دلکا پتا
ڈہونڈہیے تو طرۂ طرار مین

ضعف سے جنبش نہین کیا تم تڑپائے
تاب یہ کب ہے دل بیمار مین

طوق ہین یہ کافر و دیندار کے
قید ہین وہ سبحۂ و زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستمہائے نہ آسمان کھینچتے ہین
یہ توٹانک کے ہم کمان کھینچتے ہین

جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہین
سپر منھ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین

سزا پائی چوٹی کی تعریف کرکے
وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین

رگون سے سنبھالے ہوئی ہین بدن ہم
گلون سے یہ بار گران کھینچتے ہین

ہوے بدحواس ایسے عاشق کشی مین
کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین

وہ میکش ہین انگور دل کا بند ہے تو
ابھی بادۂ ارغوان کھینچتے ہین

کہان دیکھین لیجاتا ہے آب و دانہ
یہ دونون فرشتے کہان کھینچتے ہین

اونہین جذب دل کی کمندون سے عاشق
جہان چاہتے ہین وہان کھینچتے ہین

دیکھا دونگا گردون کو ایک آہ کرکے
کہ ناقے کو یون ساربان کھینچتے ہین

کلیجا ہمارا خود آہن ربا ہے
وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہین

سبک سیرونکو بھی تعلق ہے لازم
جہازون پہ سب بادبان کھینچتے ہین

بھوون پر ہین دلہا سے بیتاب مائل — یہ کانٹے بہی مچھلیان کھینچتے ہین

غزل کہتے ہین قدر اپنی غزل پر
یہ کھینچی ہوے ہے کمان کھینچتے ہین

۱۴

گئین نرمیان سختیان کھینچتے ہین — کبا وہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہین

وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہین — سمند ادا کی عنان کھینچتے ہین

کبھی پاے ساقی پہ ہم لوٹتے ہین — کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہین

قیامت ہے قامت کا حسن سراپا — ہمین دار پر یہ جوان کھینچتے ہین

کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو — فرشتے مرا تار جان کھینچتے ہین

اُٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردون — ہمین تم یہ بار گران کھینچتے ہین

چھری ہے وہ سیندور کا لال قشقہ — وہ کیون خنجر خونفشان کھینچتے ہین

نہ کیون بال کی کھال ہم لوگ کھینچین — کہ تصویر موے میان کھینچتے ہین

مہینون ہی دم پھولا رہتا ہے اپنا — جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہین

غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ — سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہین

نکلتی ہے سر پر عجب مانگ سیدہی — کرے پر وہ اک کہکشان کھینچتے ہین

قطعہ

مصور بھی سب میرے دشمن ہوے ہین — کہ میری شبیہین جہان کھینچتے ہین

گلے پر بناتے ہین تصویر خنجر — کلیجے پہ نوک سنان کھینچتے ہین

کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے
بہت قدر کو قدردان کھینچتے ہین

۱۴

کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن مین — پھولون ہی کا انبار ہے تا گوش چمن مین

کیا بات کے قابل نہین یہ سینۂ پُرداغ
گلگشت کو جائے تری پاپوش چمن مین

دیتے ہین جوانان چمن یار کا دہوکا
چھپتا ہون مین کہولے ہوئی آغوش چمن مین

صاحب گل شبو کے دہویئن آج اڑاؤ
کھولو تو ذرا صبح بناگوش چمن مین

عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو
دن رات پڑا رہتا ہون بیہوش چمن مین

مین مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا
گلگشت چمن مین بھی ہون روپوش چمن مین

کس پیار سے غنچون پہ رگڑتا ہون مین آنکھین
یاد آتے ہین اُسکے لب خاموش چمن مین

پہنے ہین عروسان چمن پھولون کا گہنا
ہر دانۂ شبنم ہے دُرِ گوش چمن مین

سنبل غم بلبل مین پریشان کیے ہے بال
نیلوفر و سوسن ہین سیہ پوش چمن مین

دکھلاؤن مین تجھکو گل و بلبل کا تماشا
چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن مین

بار آورون پہ چلتے ہین اس باغ مین تیشہ
کیونکر نہ رہے سرو سبکدوش چمن مین

ای یار تمہین دیکھکے سکتے مین کھڑا ہے
شمشاد کو کچھ خاک نہین ہوش چمن مین

ہے فصل بہاری مین گل و سرو پہ جوبن
بڑہ آئے ہین وہ تا کمر و دوش چمن مین

یا قمری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین
یا قدر کے ہمراہ وہ مہوش چمن مین

۱۶

کیا غم ہے اے جنون جو ذرا ہم مین دم نہین
باد بہار بھی دم عیسیٰ سے کم نہین

لو مر مٹے مگر کہین ملک عدم نہین
آگے بڑہا نہ جائے گا اب ہم مین دم نہین

ہین صاحبان اوج تنزل سے بیخبر
پیرونکے مثل پشت جوانان خم نہین

آنکھین تو سلسبیل مین بہوئے ہین خم دل
یارب ہمین تو خواہش باغ ارم نہین

تیر نگاہ یار کے قربان جائیے
آنکھین لڑا کے ہم مین جو دیکھا تو دم نہین

چتون غضب ہے آنکھ تمھاری جھپلا وا ہی
شیر دمین یہ جھپٹ نہین آہو مین نہین

دنیا ہو دید سے بھی نہین ساقی جواب دے
کاسہ فقیر کا ہے یہ کچھ جام جم نہین

رکھدون قدم پہ کاٹکر ارشاد ہو اگر
سر تاک عزیز آپ کے سر کی قسم نہین

مژگان نمازیونکی صفین ہین تلیان ام
محراب کعبہ ہے ترے ابرو مین خم نہین

لله اے صنم کبھی ہان بھی تو کیجیے
ہر روز آپ وصل مین کہتے ہین ہم نہین

زینہ مجاز کا ہی حقیقت کے بام تک
عشق خدا نہین ہے جو عشق صنم نہین

کیون ہمکو قتل کرتے ہو ظالم کہینگے سب
بدنامیون کا خوف ہے مرنیکا غم نہین

عشق دہان تنگ سے واعظ خفا نہو
وہ کون ہے جو راہی ملک عدم نہین

آنکھون سے اپنی یار نے ہمکو گرا دیا
اب دیکھتے ہین ہم کہ وہ چشم کرم نہین

اے چرخ صبح ہوتی ہی اُنسے جدا کیا
آنے دے رات تو نہین یا آج ہم نہین

اے قدر کوے یار کا ہمسر جہان مین
گر جا نہین کنشت نہین ہی حرم نہین

۱۴

بے مشقت کام دنیا کا ہوا حاصل کہان
ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کہان

دل کو لیکر ٹالنا سیکھے ہو اے قاتل کہان
عاشق بیدل سے طالب دل کی ہو اب دل کہان

ہے سوکھا حلق آب تیغ کے قابل کہان
چھوٹ تو منھ سے لیے چلتا ہی اے قاتل کہان

سب جہان مین فیض جاری عرش پر نور خدا
واہ میخانہ کہان ساقی دریادل کہان

تو شہ اقلیم خوبی مین گداے عشق ہون
تو مرے قابل کہان ہی مین ترے قابل کہان

ہی مثل ملاح در چین است و کشتی در فرنگ
کشتی مے اب کہان ساقی دریا دل کہان

آنکھون مین کاٹین ہین راتین ہمنے تارون کی طرح
کیون ابھی سے اٹھ چلے تم اے مہ کامل کہان

کیا در جانان کا اے قاصد پتا بتلائیے
دیکھنا گھڑیال بنکر ہوتا ہے دل کہان

ہاتھ خالی رکھتے ہین ہم لوگ نقد صبر سے
آپ جس دولت کے خواہان ہین یہان حاصل کہان

غیر کا کیا دھیان ہے اچھی طرح باتین کرو
بندہ پرور آپ کی آنکھین کدھر ہین دل کہان

آنکھ مین آنسو بھرے ہین گرد ہین مژگان تر
اس سے بہتر کوئی سیر سبزۂ ساحل کہان

غیر آئین شوق سے ڈیوڑھی پر اپنی روک ہو
سچ ہے صاحب ہم کہان اور آپکی محفل کہان

وقت شب رہزن کا ڈر ہمدم نہ کوئی ہمسفر
اس عدم کی راہ مین پہلے ہوئی منزل کہان

کیا کہوگے قدرؔ پوچھو تو جو پوچھے گا خدا
عمر غفلت مین گزاری تو نے اے غافل کہان

۱۴

عشق شیرین مین گھلین اُس خستہ تن کی ہڈیان
چیونٹیون نے کھائی ہونگی کوہکن کی ہڈیان

آتش گلزار بھڑکی ہے چمن مین الحذر
ہین خس و خاشاک مرغان چمن کی ہڈیان

کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ
سب نفیر و نَے ہون صرف اہل سخن کی ہڈیان

وصل کی شب کیا بہانہ سوجھکر کہتے ہین وہ
آج تو کیا درد کرتی ہین بدن کی ہڈیان

آتش کفر آب مین بھی سرد ہو ممکن نہین
جلکے گنگا لاکھ دیکھین برہمن کی ہڈیان

ہاے وہ فصل بہاری اور یہ کُنج قفس
سوکھکر کانٹا ہوئین بلبل کے تن کی ہڈیان

چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم
ہم بنائینگے قلم لیکر ہرن کی ہڈیان

وہ بھی جانین صدمہ پہنچانے مین ہوتا ہے یہ لطف
چور کر ڈالے کوئی ہر سنگ تن کی ہڈیان

اے مسیحا اسطرح کی لاغری دیکھی نہین
دور سے گن لیجیئے میرے بدن کی ہڈیان

بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلین خاک سے
مل گئین ہین خاک مین ہر سیمتن کی ہڈیان

وہ صنم معجز نما باتین جو مردون سے کرے
صورت ناقوس بولین برہمن کی ہڈیان

خطا جو لکھے گا رقیبونکو تو میری موت سے
واسطے قطع زن کے لینا میرے تن کی ہڈیان

بس سزا پائیگی کہانتک ٹھوکرین کھایا کرین
دفن کرد و اپنی بے گور و کفن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اے **قدر** یہ بار گناہ
ہوگئین تابوت مین لاکھون ہی من کی ہڈیان

۷

چھپاتے ہو عبث تم روی روشن اپنا گھونگٹ مین
ہمین تو صاف روشن ہی کہ اک شعلہ ہی لپٹ مین

تمہاری زلف شبگون ہی کہ کالا جیلخانہ ہے
یہ زنجیر و نہین قیدی یا دل عاشق ہی ہر لٹ مین

قیامت کی ہین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو
صدا ہے صور ہی ان پاینچونکی کھڑکھڑاہٹ مین

صفائی مین تو روے صاف کے دن وصل کا کاٹا
یہ شب بھی جائیگی کیا یونہین زلفونکی بناوٹ مین

ہنسی آجاے ہونٹھونپر تو بجلی سی چمک جائے
کہ عالم کالے بادل کا ہی مسی کی اوداہٹ مین

کہا اُس منہ نے روے صاف پر بکھرا کے گیسو کو
چھپایا منہ عروس صبح نے اس شب کی گھونگٹ مین

کہانتک خواب غفلت **قدر** آنکھین اپنی مل ڈالو
پڑے ہین آج تکیے مین جو کل تک تھے چھپر کہٹ مین

۱۱

تصدق اُنکے جوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسون
کیا ہی دستہ سنبل یہ ہمنے آشیان برسون

رہی فکر میان برسون رہی فکر دہان برسون ؎
نہ سلجھی ہین نہ سلجھینگی یہ دونون گتھیان برسون

امیری سی فقیری ہو نہین آثار جاتے ہین
جہان بھوڑا نکلتا ہی نہین مٹتا نشان برسون

ملایا خاک مین گردون نے کسکا گلشن ہستی
کہ سر پر خاک اُڑا کر روی ہی باد خزان برسون

ستاتا ہے کڑہتا ہی جھنکاتا ہے رُلاتا ہے
خبر ہوتا نہین عاشق سے وہ نامہربان برسون

لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہو جائے
قیامت کے رہین کیا منتظر ہم خستہ جان برسون

ہمین جھٹکی ہے سینہ مین اسقدر درد جدائی نے
نہ آئیگی ہمارے جسم مین تاب و توان برسون

آلہی آتش رخسار سے گھونگھٹ جلے اُنکا
یہی پردہ رہا ہے میرے اُنکے درمیان برسون

بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی
چلے پھر اُس جگہہ ہم جسین اُٹھائے تھی جہان برسون

اثر مرنے پہ بھی باقی رہیگا سخت جانی کا
سگ جانان چبائیگا ہماری ہڈیان برسون

اُسی کوچے مین قسمت لیچلے اے **قدر** ہمکو بھی
بھٹکتے ٹھوکرین کہاتے رہے لاکھون جہان برسون

۱۱

رہے ہین عالم ذرات مین ہم ناتوان برسون
بنایا ہے ہمین جب کر چکے ہین امتحان برسون

جو لاکھون گردشین بھی کھائین ساتون آسمان برسون
بنایا ہے بنائینگے کہین تیر انشان برسون

اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائیگا
ہماری خاک سے اُگتا رہیگا ارغوان برسون

چمن کا پتا پتا ہمسے اے صیاد واقف ہے
رہا ہی باغ مین ہر اک شجر پر آشیان برسون

ہوا ہی مر گئی پر جائے عبرت قالب خاکی
رہی تھی زندہ در گور اس جگہہ روح روان برسون

پلائے کھکر بلا کا نشا ئہمکو چڑھ گیا یارب
نہ آئے ہوش مین ہم مست جام کن فکان برسون

نہ تمسا ذرہ پرور ہے نہ تمسا مہر پرور ہے
بہت چھانے ہین ہمنے بھی زمین و آسمان برسون

بھرے ہین کان اپنے کیا صدای صور سی اُٹھین
سُنی ہی اُنکے کوچے مین صدای پاسبان برسون

جوانان چمن کو اسقدر لوٹا ہے گلچین نے
رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان برسون

رہونگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ
کہ ان ہاتھون سے کی ہی خدمت پیر مغان برسون

محبت مین اُٹھاتے **قدر** کیون احسان اعضا کا
مثال دل کیے ہین نالے ہمنے بیزبان برسون

۲۱

لب پر ہنسی جو آئی دندان کھلے دہن مین
چمکی یمن مین بجلی جا گر گری عدن مین

بہروپ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین
پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین

کیا گلفشان زبان ہی اُس تنگ تر دہن مین
بلبل چہک رہا ہی اک غنچہ ر چمن مین

دل رخ سے اُڑکے پونہچا گیسوے پُرشکن مین
کعبہ عرب سے اُٹھکر داخل ہوا ختن مین

کس رند بادہ کش کو یاد آرہی ہے اُسکی
ہچکی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجمن مین

جوش جنون سے ایسا کانٹون مین بدہ گیا ہون
مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہین بدن مین

فرقت مین مُنہ لپیٹے مین اسطرح پڑا ہون
جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن مین

ٹھوڑی پہ خال نکلا یا خضر خط لب نے
یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذقن مین

گیسو کی ایک لٹ مین دل پھانستے ہو صدہا
کستے ہو سبکی مشکین تم ایک ہی رسن مین

جولن ترانیان ہین پوری کہانیان ہین
خالق بکاتا ہے خلقت کے پیرہن مین

یہ دل کا آئنہ بھی جام جہان نما ہی
غربت کی سیر دیکھون بیٹھا ہوا وطن مین

مین یاسمین رخ پر مرتا ہون ایسا گھل کر
میرا کفن بنالو اک برگ یاسمن مین

کیا جوش موسم گل جوبن پر آگیا ہے
پھولی نہین سماتی ہر اک کلی چمن مین

وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ کھل گیا ہے سورج
وہ رخ چمک رہا ہے گیسوے پرشکن مین

خنجر قدم بنے ہین اور انگلیان ہین بچھوے
تمنے لگا دیے ہین کشتون کے پشتے رن مین

اللہ رے جلایا دیکھا جو وہ سراپا
اک آگ لگ گئی ہے شمعون کی تن بدن مین

مُنہ سے لگا جو ساغر بیٹھے جوان بنکر
شامل تھی چوب چینی شاید مے کہن مین

زلف دراز پہونچی بل کھا کے ایڑیون تک
لپٹا یہ عشق پیچان یا نخل نارون مین

مجنونکے سوز غم نے ریشہ دوانیان کین
دو لکڑیان رگڑ کر لگتی ہے آگ بن مین

پیکان و زخم دل پر آتا ہے رشک مجھکو
اپنی زبان دیدو تم بھی مرے دہن مین

داغون نے دلکو گھیرا سینے مین ہے اندھیرا

اے قدر چاند میرا آیا کئے گہن مین

ردیف واو

۱۷

تیرے دونون کے ہین دونون مجھی درکار ابرو
اک ہلال رمضان ایک ہے تلوار ابرو

تیغ افگن ہین وہ آنکھین تو نگہ برق انداز
قدر انداز ہین پلکین تو کماندار ابرو

دل نہو صاف تو ظاہر کی فقیری کیا مال
ناحق آئنہ صفت صاف کئے چار ابرو

اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جا ہین
آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو

کبھی محراب دعا ہین کبھی شمشیر وغا
مکر کے پتلے ہین اللہ رے عیار ابرو

مو سے سر ہین شب معراج تو سر قبہ عرش
قاب قوسین کی رمزین ترے خمدار ابرو

لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی
عکس سے ابرو نکے یار ہوا چار ابرو

جو وہان ہوگی تجلی تو یہان حج ہوگا
طور دیدار جبین کعبۂ دیدار ابرو

انہین تلوارون کے سایے مین پاہین پیر ترک
دست شفقت ہین پئے مردم بیمار ابرو

پھانسیان دے کوئی ناحق کوئی گردن مارے
ہو گئے گیسو بیچارون کے طرفدار ابرو

ہی دہن نقطۂ مرکز خط پرکار ہے خط
چہرہ ہی دائرہ حسن تو پرکار ابرو

کیون نگہ روک نئے منہ پہ سپر تیلی کی
سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو

لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو
لاکھ بانکا ہو تو چھینین ابھی ہتیار ابرو

آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے
یاد آئے ہین مجھے جب تو کئی بار ابرو

ایک نیمچہ سے بیج جڑین کسنے یہ دو تلوارین
قد بالا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو

قلعۂ حسن ہے رخ رخ کے سلح خانے ہین
برچھی مژگان ہے چھری آنکھ ہی تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی رہے شوق سے گردن اے قدر

بل کی لیتے ہی رہے ہے ناز سے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہین صیاد نے گھیرا ہی گلشن کو
آلہی شاخ طوبیٰ دے تو اب میرے نشیمن کو

پھڑک جاتا ہی کیسا دیکھکر عاشق کی مدفن کو ۱۱
لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو

دم تکبیر تڑپے کون جھجکے کون مقتل مین
وہ دیکھین میری چتونکو مین دیکھون انکی چتونکو

چلے میخانے سے بیکش گھر دلسی نکلے دیوانے
بہار آئی چلے میلے کے میلے سیر گلشن کو

سلائی پھیر دو غیرونکی آنکھو نمین تو بہتر ہی
عبث تمنے کیا ہی بند دیوارونکی روزن کو

سنا جسوقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زنخدان کا
کیا تالاب فوراً کھودکر عاشق کے مدفن کو

کدورت انکی طینت مین ہی جو دنیا مین ظالم ہین
ملی ہی روز خلقت سے سیاہی روے آہن کو

چلا جب حسن خط بڑہنے سے یہ بھبتی کہی ہنسے
یہ دیکھو چیونٹیان کھینچے لیے جاتی ہین خرمن کو

غنیمت ہے کہ مجھکو لوٹکر ہشیار کرتا ہے
جو سچ پوچھو تو رہبر جانتا ہون اپنے رہزن کو

وہ سید ہی سیف بنجاتے ہین جب سر کو اٹھاتے ہین
خم شمشیر مین جبدم جھکایا اپنی گردن کو

مرے زخم جگر اے قدر انسکو ان سے ہرے ہونگے
اگر ابر بہاری نے کیا سرسبز گلشن کو

بڑہایا خال نے اور اعتبار روے روشن کو
کسوٹی پر لگائے جسطرح سے کوئی کندن کو

نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے ۱۱
مرقع کر دیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو

تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہی زمانے کی
دیا کاجل عبث دہبا لگایا روی روشن کو

اسیران چمن کی خیر ہو صیاد ظالم نے
چڑہا مین آستینین کھینچکر باندھا ہی دامن کو

یہی کہکر لیا ہی مجھسے دل اُس آئنہ رو نے
کہ اس آئینے مین دیکھا کرونگا اپنی جوبن کو

حناونکو حنائی پنجے بخشے یا خدا تو نے
مسی مالیدہ لب تو نے دیے گلہای سوسن کو

اُلٹ دی منھ سے گھونگھٹ اے قمر یہ وصل کی شب ہے ۔ شب گیسو مین روشن کر چراغ روی روشن کو

بہار آئی صدا طوطی کی ہے نقار خانے مین ۔ ذرا بادل گرجنے مین سنو مورونکی شیون کو

نشانی کچھ تو رکھیے اپنی سودائی کی پاس اپنے ۔ چھری بنوا لیے کٹوا کے میری طوق آہن کو

خزانمین توڑ کر پھینکی تھی اُسنے گردن مینا ۔ بہار آئی ہے توڑے محتسب کے کوئی گردن کو

کوئی ہے نور کوئی نار کوئی گل کوئی کانٹا ۔ ذرا اے قدر پہچانے رہو تم دوست دشمن کو

۱۵

چشم حق بین ہے تو اللہ کا جلوا بھی ہو ۔ صدف صادق اگر ہے در یکتا بھی ہو

یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو ۔ اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو

کہیے نالون سے اُٹھالون مین زمانہ سر پر ۔ فائدہ کیا اے صاحب کوئی سنتا بھی ہو

لامکان نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھے ۔ کس جگہ ڈھونڈھین تجھے تیری کوئی جا بھی ہو

جھوٹا کھاتے ہین مرے جان تو میٹھے کیلیے ۔ ساتھ ان گالیونکے چاہیے بوسا بھی ہو

دیکھین کسطرح جمے پھر گل و بلبل کا رنگ ۔ تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو

ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رونا کب تک ۔ اتنی بارش تو ہوئی موسم سرما بھی ہو

آنکھین تو قتل کرین ہونٹھ جلائین کیا خوب ۔ تم تو قاتل بھی ہو اے یار مسیحا بھی ہو

ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا لو ۔ تم خدا ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو

دیکھ تو دوڑ کر اے قیس بگولونپہ نہ جا ۔ کیا عجب ناقہ بھی ہو ناقے پہ لیلی بھی ہو

دھرا رہیگا یہ پٹی سے چمٹنا اے مہر ۔ ہم بھی ہون آپ بھی ہون چلّے کا جاڑا بھی ہو

نامے سُنکر مرے چلا اُٹھو انشاءاللہ ۔ تو سہی میری طرح حال تمہارا بھی ہو

ذکر مذہب پہ اُلجھتی ہے طبیعت اپنی ۔ اسکا جب لطف ہے انسان کو سودا بھی ہو

ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوسہ دو ۔ تم جو دل ہو تو کوئی دلمین سویدا بھی ہو

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ
قدر کیا جائین کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہو

١٥

دل کو تم آنے دو وہان آنے دو ۔ خوب رندو پر مری جان آنے دو
ٹپکی پڑتی ہے مری رال ابتک ۔ آنے دو منھ مین زبان آنے دو
کچھ مین سایہ ہون کہ چڑھ جاؤنگا ۔ زیر دیوار مکان آنے دو
زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا ۔ روز عید رمضان آنے دو
دیکھنا یار کا حسن ابدی ۔ بلبلو فصل خزان آنے دو
نکل آنے دو عدم کا ڈھرا ۔ زلف تا موے میان آنے دو
پھر مجھے روک لین دربان تو سلام ۔ اتنا کہدیجیے ہان آنے دو
واہ کیا زلف ہے کیا چھاتی ہے ۔ دل وہان ہاتھ یہان آنے دو
کھینچنے دو ہمین آغوش مین تنگ ۔ آنے دو جسم مین جان آنے دو
سخت جانی سے ہون لوہے کا توا ۔ اور ابھی کھچکے کمان آنے دو
ابھی انگیا سے عبث کستے ہو ۔ کچھ تو اے سرو روان آنے دو
ٹھہرو رندو ابھی واعظ ہے دور ۔ اب وہ جاتا ہے کہان آنے دو
دیکھیے ہجران سے لڑونگا کشتی ۔ اسکے تم تاب و توان آنے دو
لو مرے دل پہ نگہ ڈالو تم ۔ لو کلیجے مین سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوئے فرماتے ہین
قدر کو آج یہان آنے دو

١۴

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو ۔ وہ یار ڈھونڈھیے کہ جہان مین کہین نہو

وحشت مین کچھ سوا سے گریبان نہین ہو
دامن ہو ہلال صفت آستین نہو

تمنے بلا لیا ہمین معراج ہو گئی
کوٹھا حضور کا کہین عرش برین نہو

اب مین پھڑک پھڑک کے نہ الجھونگا دام مین
صیاد سے کہے کوئی چین بر جبین نہو

اس شعلہ رو سے حشر مین پوچھینگے دلجلے
جسنے جلایا ہمکو کہین وہ تمھین نہو

کیا کہنا ابتو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
کیونکر دہان زخم سے صد آفرین نہو

جس آبجو مین دھوئیے روے صبیح کو
سبزہ اس چمن مین کبھی یاسمین نہو

ہرگز نظر نہ آئیگا انکا دہان تنگ
جبتک نگاہ شوق مری خردبین نہو

بے یار دل اجاڑ نہ کیونکر رہا کرے
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین نہو

جبتک نہ درد سر ہو مغنی تو گائے جا
ساقی پلائے جا مجھے جبتک نہین نہو

آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہون دل سے مین
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو

مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئنہ
کچھ بات ہے کہ آپکا ثانی کہین نہو

اندھیر پھر زمانے مین کاہیکو ہو کبھی
اے یار تیری آنکھ اگر سرمگین نہو

نالان ہوا جو مین پس دیوار بول اٹھے
دیکھے تو کوئی قدر ہمارا کہین نہو

۱۲

کم نہ تھا یہ ترا کوٹھے کا اشارا ہمکو
دل بیتاب نے پر اور ابھارا ہمکو

پشت مسجد کی ہی کعبے کیطرف اے واعظ
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمکو

ایک عالم کی سمائی ہے دل مضطر مین
سب سے وزنی نظر آتا ہے یہ پارا ہمکو

سر چڑھے تھے تری زلفونکی بلون پر کیسے
صف مژگان نے ترے پار اتارا ہمکو

خلوت قبر مین ٹھہری ہے ملاقات انکی
ہو وصال اب نہین کچھ ہجر کا چارا ہمکو

کہ گئی آپ کی تلوار بڑی اور ایذا
تب کیجیے گا اب اس آرے سے دوپارا ہمکو

رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب
بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہمکو

سر مین جب آگ لگی جا کے بجھی تلوو نمین
چڑھ گیا شمع کی مانند حرارا ہمکو

گالیان کوسنے دھمکی بھی جھڑکنا بھی سہی
تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہمکو

دل روشن بھی کہتا ہے کہ قدمون سے لگین
اپنی جوتی کا بنائے وہ ستارا ہمکو

دل مین شعر نمکین منہ مین زبان شیرین
من و سلوی بھی خالق نے اُتارا ہمکو

پہلی بازی مین تو دل ہار گئے ہم اے قدر
اب کے تھے مین وہ دل عشق مین ہارا ہمکو

۱۳

نہین بھاتا نہ کنایہ نہ اشارا ہمکو
وہ ادھر آنکھ اُٹھی تیری وہ مارا ہمکو

زندگی مین کہین ہوتی جو صفائے باطن
جا سنتے چشم لحد آنکھ کا تارا ہمکو

کاجل آنکھون سے جو پونچھا تو تماشا دیکھا
ناف آہو مین ملا عنبر سارا ہمکو

ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہین بجتی ہے
جو ہمین پیار کرے ہے وہی پیارا ہمکو

دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہے
جو کڑی خوب دکھاتا ہے چکارا ہمکو

مرتے جیتے تری الفت مین کٹی ساری عمر
لب نے زندہ کیا اور آنکھون نے مارا ہمکو

اپنا گھر بیچکر اُسکو ابھی لے لیتے ہم
اپنے کوچے کا جو دیتا وہ اجارا ہمکو

راہ تکتے ہین ترے حکم کی سر حاضر ہے
ابرو تیغ سے کافی ہے اشارا ہمکو

ہو گیا کوچۂ جانان کی طرف رُخ اپنا
جسگھڑی قبر مین یارون نے اُتارا ہمکو

تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہے نثار
چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہمکو

تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتے ہین
دل سے آنکھون سے کلیجے سے ہے پیارا ہمکو

پیچ در پیچ ہین اسمین ترے زلفونکی خیال — سر ملایا کوئی سانپونکا پٹارا ہمکو

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد ای **قدر**
جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو

محض ناواقف تھے ہم بربہم نہ ای صیاد ہو — ذبح تو کر ڈالنا اب کے اگر فریاد ہو ۱۵

ایک بوسہ ہو عنایت پھر طلب جلاد ہو — قتل پر مین یون ہون راضی اگی جو ارشاد ہو

دونون عارض سے تمھاری خاک ہو برباد ہو — آتش نمرود ہو یا گلشن شداد ہو

چاہین عشاق آپ سے معشوق کی ایجاد ہو — قمریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو

طفل اشک آنکھون سے جا کر پھر نہین پھرتا کبھی — گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی مین جو برباد ہو

مجھسے تھا اقرار بچپن مین وہی وقت آگیا — مدتون کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو

رنج مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے — مُنھ سے جب فریاد ہو شور مبارکباد ہو

بیڑیان پہناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا — مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد اے ستم ایجاد ہو

مجھسے نفرت ہی تو بیشک ہو پریزاد ای صنم — آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو

دل نے پابوسی جو کی تلوون سے مل ڈالا اُسے — تم بڑے بیدرد ہو بیرحم ہو جلاد ہو

پھر بہار آئی ہے پھر میرا جنون زوروں پہ ہے — فصد آکر کھولے تو سودائی ابھی فصاد ہو

کان اپنا سب پکڑتے ہین ہماری نام سے — اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فرہاد ہو

ہاتھ مین تار گریبان پاؤن مین ہون آبلے — دلمین درد آنکھون مین آنسو لب پر اُسکی یاد ہو

جستجو دیکھے کوئی سب سے تمھاری تاک جھانک — سیکڑے مین محتسب ہو باغ مین صیاد ہو

اپنے گھر تک ایک انجمن مین لگا لائے انہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

کیون مری دلشکنی بھر لقا کرتے ہو — کسکا گھر ڈہاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو ۱۶

پاے نازک کو جو پابند حنا کرتے ہو — کسطرح آؤگے تم فتنہ بپا کرتے ہو

تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا — لاٹھیان مارکے پانی کو جدا کرتے ہو

کوئی اتنا نہین معشوقون سی پوچھے اتنا — کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو

دیکھو اے حضرت دل پھر اُسی جانب کو چلے — وہ ستاتے ہین تو پھر مجھسے گلا کرتے ہو

دیکھتا ہو نہین جیسے بس نظر آتے ہو تمھین — اسقدر تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو

کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بیٹھو — نہین معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو

لب جان بخش سی بلبل نہ بطامی بن جاے — ای مسیحائی گلرنگ بپا کرتے ہو

ہمکو کیا آپکے عاشق ہین اتالیق نہین — تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو

یہ دوعملہ تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب — کبھی ہمسے کبھی غیرونسے ملا کرتے ہو

کیا مثل سچ ہوی ہر مردے و ہر کارے — ہم وفا کرتے ہین تم ہم پہ جفا کرتے ہو

کیا قیامت کی ہی رفتار عیاذاً باللہ — دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو

تنکے چنواؤگے تم عشق مزہ مین شاید — زرد مجھکو صفت کاہربا کرتے ہو

ایک جا ہو تو کوئی ڈہونڈہ نکالے تمکو — دل مین آنکھونمین کلیجے مین رہا کرتے ہو

آنکھ لڑتی ہے مجھے زلف مین تم پھانستے ہو — سحر سا سحر بلا سی یہ بلا کرتے ہو

زہر کھا کر کہین مرجاؤ بلا سے اے **قدر**
تلخ باتین لب شیرین کی سُنا کرتے ہو

دم لبون پر ہی ذرا بیٹھیے تو آئیے تو — ہم بھی چلتے ہین کوئی دم مین ٹھہر جائیے تو ۱۸

کیا دہن کوئی معما ہے یہ بتلائیے تو — مصرع لب مین جو معنی ہین وہ سمجھائیے تو

ہنسکے وہ کہتے ہین تلوا مر اسلایئے تو
قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادہر لایئے تو

وہی گھبرا کے چلے آئینگے ای حضرت دل
اور کچھ آپ سے ہوتا نہین گھبرایئے تو

نہین سایہ ہون نہ جن ہون نہ چھلاوا نہ پری
ایسا کیا ہم ہین تشریف ادہر لایئے تو

واعظو کون سنیگا یہ نماز اور اذان
سر ٹپک کر ابھی چندے یونہین چلایئے تو

نزع مین دیکھکے وہ طعن سے فرماتے ہین
ہم بھی تو جانین کوئی سوانگ بنا لائیے تو

اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی
چاہتے ہین جسے آپ اُسکی قسم کھایئے تو

چاند کا داغ کہانیس کہیجا بوسون کا
دیکھون یہ چاند ہے یا منہہ ہی ادہر لایئے تو

لاکھ بوسے جو عنایت ہون تو دل دیتا ہون
میرا تو مال ہی کچھ آپ بھی فرمایئے تو

ہاتھا پائی مین بُرا ماننا کیسا صاحب
داؤ پر ہنسنے چڑہایا ہے نکل جایئے تو

غیرون مین بیٹھے ہین دیدے کی صفائی دیکھو
مین کٹا جاتا ہون کچھ آپ بھی شرمایئے تو

آج کچھ بانسون اوچھلتا ہے کلیجا میرا
ہان ذرا دوڑ کے سینے سے لپٹ جایئے تو

تنکے چنتا ہون یہ سودا ہی مژہ کا مجھکو
اجی کچھ خیر ہے فصد مین مری کھلوائیے تو

سر مرا نزع مین زانو پہ وہ رکھکر بولے
دیکھون کسطرح سے موت آتی ہے مر جایئے تو

خلق کیطرح ابھی عمر ہماری کٹجاے
کہین خنجر کیطرح آپ بھی [illegible] جائیے تو

گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاحب
کہیے تو کہیے تو کچھ کہیے تو فرمایئے تو

بوسے بوسے یہ وہ دیتے ہین جھنکائی اے **قدر**
لیجیے لیجیے ہان آیئے تو آیئے تو ؎

ردیف ہائے ہوز

سیکھے نگاہ الفت بیداد رفتہ رفتہ
لوہو گئی یہ گھسیٹری فولاد رفتہ رفتہ

۲۰

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ — تجھسے بھڑک مٹے گی صیاد رفتہ رفتہ

ہوگا مراقبے سے نقش مراد قائم — تصویر کھینچ لیگا بہزاد رفتہ رفتہ

نالے اگر یہی ہین میرا گلا پڑیگا — آخر کو سانس ہوگی فریاد رفتہ رفتہ

منت کے طوق اتار و قمری رہوگے کب تک — بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ

جاتا ہے تیرے غم مین صبر و قرار شب — ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ

قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا — تحت الثریٰ کو پہنچی بنیاد رفتہ رفتہ

ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دینگے — ہوگا مرا مسیحا جلاد رفتہ رفتہ

ہونے دے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا — سب سے کرونگا تیری فریاد رفتہ رفتہ

شیرین گرانہ امیر اکبار کوہ غم تو — کھودیگا بیستون کو فرہاد رفتہ رفتہ

گلشن سے موسم گل کچھ کچھ نکل چلا ہے — دیوانے ہوتے جائین آزاد رفتہ رفتہ

تصویر کھنچتے کھنچتی آئی دہن کی نوبت — تصویر خود بنے گا بہزاد رفتہ رفتہ

دل تیرا کیا ہے اے بت گالا سا کوہ اٹھیگی — بڑھنے تو دے ہماری فریاد رفتہ رفتہ

ابتو یہ ربع مسکون سب ہے تمھارا مفتون — کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ

رہ رہ کے تیرے رخ کا بندھتا ہے دھیان مجھکو — ہو جائے گا یہ قرآن سب یاد رفتہ رفتہ

آخر کو مرتے مرتے کوئی نہین بچے گا — ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ

پوچھا کہ ہوگا کب تک بوس و کنار و مطلب — ہنسکر کیا یہ اسنے ارشاد رفتہ رفتہ

ہوتے چلے ہین دل مین درد اور داغ ساکن — ہوجائیگا یہ جنگل آباد رفتہ رفتہ

یونہین جو روز گلچین کلیان چنا کریگا — ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو جبر کی عنایت یون قدر پر رہیگی

ہوجائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

۱۳

صاف گوسالہ بنا آہو جو ڈالے تو نگاہ
آنکھ تیری سامری ہی اے بت جادو نگاہ

کیا سیہ کردے گا سرمہ سی جلاکر تو نگاہ
اسقدر مجھپر نکر یون گرم سے اے بد خو نگاہ

دل کو یہ ٹھنڈا کریگی یا جگر کو چاک چاک
ڈھونڈھتی ہی کچھ نکچھ اے جانجان پہلو نگاہ

اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہی یہ
کیا عجب ہو نکہت گل کیطرح خوشبو نگاہ

آت ری تیزی پار ہوتی ہے تمھاری انکھ سے
تیر بنکر ہو گئے صید افگن آہو نگاہ

رات غیروں مین کٹی ہی اب اُلجھتے ہو عبث
او وہ جی پہچانتے ہین عاشق گیسو نگاہ

عاشقوں سے آجکل چتون پھری ہی الحذر
ذبح کر ڈالے گی جبدم پائیگی قابو نگاہ

برچھیون مین گھر گیا ہون مین بھی شل مردمک
اک طرف پلکین بلای جان ہین اور اکسو نگاہ

آٹھ آٹھ آنسو رولاتے ہین یہ ہر مشتاق کو
زلف وچہرہ خال وخط مژگان ولب ابرو نگاہ

کیا بھروسا مہربان چشم عنایت کا مجھے
چار دن بھی آپکی رہتی نہین یکسو نگاہ

تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تمھین
کب تلک ٹیڑھی رہیگی صورت ابرو نگاہ

آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون وجہ اللہ کا
تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی انجھر مین مارا قدر کو
سیکھ آئے کانورو سے اے پری جادو نگاہ

۱۴

ہی اس میخانی مین توام ہی شادی غم کی ساتھ
قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدۂ پرنم کی ساتھ

زندگی ہمنے نباہی ابروی پرخم کی ساتھ
نیمچا تیرا رہا قاتل ہمارے دم کی ساتھ

ڈالتے ہین باپ بیٹے مین نفاق اہل غرض
دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کی ساتھ

عشق لیکر زلف کا نکلا مین کوے یار سے
سانپ نکلا تھا جنان سی جسطرح آدم کی ساتھ

ناچ مین توڑ لیا تمنے تو دم ٹوٹا مرا
موت کا گھنگرو لگا پازیب کی چھم چھم کے ساتھ

تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑہتی جاتی ہے
وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کے ساتھ

دیکھکر تمکو خجالت سے گل تر گڑ گیا
پانی پانی ہو کے بہجائیگا اب شبنم کے ساتھ

مر گئے پر بھی نجائینگے یہ آثار جنون
سنگ زن بھی چاہئین دو اک قبر ماتم کے ساتھ

غیر کی خاطر کنوان کھودے تو خود بھی ڈوبجائے
خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کے ساتھ

دھجیان دامن ہوا ٹکڑے گریبان ہوگیا
اک پھریرا بھی اُڑا کرتا ہی اس پرچم کے ساتھ

تو غم مجنون مین ای لیلی بہت رویا مگر
رنگ تیرا بہ نجائے گریۂ ماتم کے ساتھ

اُٹھگیا رخسار سے گھونگھٹ خط لب کھل گیا
شب پر کب پردیسے نکلے عیسیٰ مریم کے ساتھ

اے نفخت فیہ من روحی جدا ہی مجھسے کیون
ہان مری جان رہئیے اپنی عاشق بیدم کے ساتھ

آنکھین کیا پھرتی ہین اُنکی اک چھری پھرتی ہے قدر
ہوش اُڑتے ہین مرے ان آہوونکی رم کے ساتھ

۱۵

میرے آتے ہوے کیون آپنے چھوڑا پردہ
سامنے آیئے عاشق سے بھلا کیا پردہ

کسطرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ
چشم موسیٰ مین ہوئی برق تجلی پردہ

خوب تو پردہ نشین افلاک کے رہنا سیکھا
سامنے آیئے اللہ رے گاڑہا پردہ

کفر و دین دل سی ہی تو جامۂ ظاہر پہ نجا
اس سے کیا ہوتا ہی سیدہا ہو کہ اُلٹا پردہ

آج کل عشق تصور تو یہان تک پونہچی
آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ

کوئی کیا جانے کہان جاکی ہوا اپنا وصال
قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ

ہاتھ ہر وقت گریبان مین پڑا رہتا ہے
واہ اے دست جنون چاک ہی سیا پردہ

کیا لکھون وصف مگر کس سے کہون رمز دہن
کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ

تھام کر اپنا جگر قیس وہین بیٹھ گیا
نجد مین محمل لیلی کا جو اُٹھا پردہ

کان پردے سے رقیبونکا لگا رہتا ہے
کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ

مثل نور آنکھ کے پردے مین تجھین رکھتا ہون
ہے بہت مد نظر یار تمھارا پردہ

پھوٹ نکلا ترے رخسار کا رنگ ای شہ حسن
لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ

دل سے آنکھونکا اشارہ ہی پلک اُٹھنے مین
دوڑ اے طالب دیدار وہ اُٹھا پردہ

عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم
کیون نہ دامن کی جگہ پھاڑا زلیخا پردہ

پس دیوار مین رویا تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
قدر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیف یائے تحتانی

۱۷

حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی
پھانسی گلے مین پڑگئی تار نگاہ کی

پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا
گرد ملال ہو گئی سب گرد راہ کی

ہین جرأتونکے سینہ سپر خاکساریان
گرد سپاہ ہوتی ہے ٹٹی سپاہ کی

موے کمر مین ناف کو دیکھا تو کھل گیا
گھتی ہے ایک یہ مرے تار نگاہ کی

مین خود شہید ناز ہون اپنے نصیب کا
قسمت مین ہی کجی تری ترچھی نگاہ کی

اس چشم سرمگین کے اثر سی عجب نہین
رنگت ہو سرمئی تری تار نگاہ کی

سچ ہے کجون کے ساتھ مین ہون راست باز کج
ٹیڑھی بھوین تھین آپ نے ٹیڑھی نگاہ کی

پھرتے ادہر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا
مینڈہی نہ چھوٹتی ترے پائی نگاہ کی

دل اُسطرف زبان ادہر کھینچنے لگے
کس کشمکش مین جان پڑی میری آہ کی

قطعہ

نالون سے میری سرمد و منصور مست ہین
یہ دونون قمریان ہین مری سرو آہ کی

ہی دردخیز شیشۂ دل کی شکستگی
جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ آہ کی

خردون سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ
دشمن سبنے جو مہر کی آنچ نگاہ کی

آیا قمر مین نور یہ گرمی سے مہر کی
سورج گہن ہوا یہ شرارت ہے ماہ کی

یہ سب ہے چال پاے حنائی کی از نگار
گیرو بنے قدم سے ترے گرد راہ کی

یہ چار مصرعون کا خلاف اور ایک وجہ
جھگڑے ہین باہمی مین بصورت بناہ کی

امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو
قسمت الٹ گئی مری روز سیاہ کی

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
دل اون کو دیدیا جو ذرا واہ واہ کی

۱۲

پلکین تری جھپک گئین جب ہمنے آہ کی
بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی

واعظ خبر اڑاتا ہے عرش الٰہ کی
چھت گر پڑی نہ سر پہ کہین خانقاہ کی

کیا میرے دل کی عشق نے حالت تباہ کی
اک گانون پر چڑھائی ہوئی پادشاہ کی

میری جبین پہ چاپ ہے ٹیکا کلنک کا
تصویر کھینچ دے کوئی بخت سیاہ کی

شکوہ جو ابر دنکا کیا کیا غضب ہوا
چابین چڑھ رہین زبان پہ کیون دادخواہ کی

دو مصرعون مین آپ کی تضمین ہو گئی
جٹی کیسرون پہ شاعرون نے کب نگاہ کی

پھولی ہوئی شفق ہے شہیدونکے خون سے
ہے آسمان زمین مری قتلگاہ کی

کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجر مین
اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی

جبتک دھڑی جما کے تمھین باغ کو چلو
طاؤس راہ تکتے ہین ابر سیاہ کی

گاہے وہ گرمیان کبھی یہ سرد مہریان
پھبتی کہونگا آپ پہ مین مہر و ماہ کی

نامِ شبِ فراق سے دل کا پنتا ہی روز
صورت خدا دکھائے نہ اُس روسیاہ کی

اے قدرؔ حسنِ مطلع جانان دو لخت ہے
دو نون لبون پہ بات مین ہمنے نگاہ کی

۱۱

ہم پر بھوین چڑہی ہین کسی کجکلاہ کی
میزان تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی

انداز و ناز و قہر سے تمنے نگاہ کی
تلوار دل مین تیر گئی ہے تراہ کی

ہمنے کسیکی آڑ سے جیتا نہ معرکہ
تلوار یا نہ تہتے رہے ہم بے پناہ کی

طوفان بنکے میکدے مین آیا محتسب
تختہ اُلٹ دیا مری کشتی تباہ کی

راہِ وفا مین آپ ہین ثابت قدم کہین
اچھا حضور خود ہی کہین راہ راہ کی

زندہ رہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہِ مصر
باقی کہانیان رہین زندان و چاہ کی

فرقت مین اشک پیتے ہی آہین بھی تھم رہین
چھڑکا جو پانی بیٹھ گئے گردِ راہ کی

گُل ہوگئے جو قبر پر احباب لائے شمع
ایسی ہوا بندہی مرے بختِ سیاہ کی

دل ٹوٹا ایسے صدمے دیئے آسمان نے
ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی

ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے
مجھکو اندھیرا قبر کا ہے رات بیاہ کی

آہون کا کچھ اثر ہے نہ کچھ قدرؔ کا کمال
دل را بدل رہی است تری دلمین راہ کی

۱۵

جہان گلشن وہان گل ہے جہان گل ہے وہان بو ہے
جہان الفت وہان مین ہون جہان مین ہون وہان تو ہے

بہت اُڑتے رہے اب وصل مین تمکو نہ چھوڑونگا
یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے

اے صیاد پھر گلزار مجھکو یاد دلوایا
کہ ہر اک نو گرفتارِ قفس مین باغ کی بو ہے

مجھے ای بیکسی جھونکا ہی تو نے کس سمندر مین
نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ آئین نہ ٹاپو ہے

تمھارے خال و گیسو اور ابرو سب کے سب موذی
کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی ایمن بچھو ہے

لحد کے منھ مین کیا پونہچا گیا مین شیر کے منھ مین
نہ رانین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے

یہ پیاری صورتین ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین
مچلجاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا بری خو ہے

تمھارے منھ پر ای مہ کوئی ہرگز چڑھ نہین سکتا
جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کمرو ہے

شہیدون کو ترے حاجت نہین کچھ غسل میت کی
ترے تلوار کا بیٹھا نہین قاتل لب جو ہے

کبھی ہین میٹھی نظرین یار کی گاہے بھری چتون
کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے

مرا صحرا ے وحشتناک دہشتناک ہے ایسا
کہ داغ پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے

فراق یار مین منھ سے کہون کچھ کچھ نکلتا ہے
طبیعت ہی ٹھکانے ہے نہ دل ہی اپنا بکیبو ہے

گھٹا اندھیر کی چھائی ہی کیسی باغ ہستی مین
جو بلبل ہے تو وہ شبپر ہے جو گل ہی وہ شبو ہے

سرہانے بیٹھکر وہ فاتحہ پڑہ جاتے ہین اکثر
شہید انا مرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے

خدا معلوم کیسا گومگو ہے **قدر** کا مذہب
کہ شیعہ ہے نہ سنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

۱۳

ہم سناتے نہین جب یار خفا ہوتا ہے
یہ تو سب سچ ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے

جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے
نامہ بر خط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے

رنج دینا ہے تو دو پاس ہی کیون جاتے ہو
اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے

کبھی سرسبز نہین جو کوئی ہرجائی ہے
چاندنی کا بھی کہین کھیت ہرا ہوتا ہے

خط جو آتا ہے تو آنکھو پر اُسے رکھتا ہون
تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے

نفس گرم سے سب کہتے ہین نفسی نفسی
چیخ اٹھتا ہون تو اک حشر بپا ہوتا ہے

رخ جدھر تیرا ہو پھرتی ہے ادہر میری آنکھ
مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے

دل کی جانے سے کلیجے مین پڑا ہے کہرام
آج اک دوست سے اک دوست جدا ہوتا ہے

زخمی دست حنائی کا نہ پوچھو احوال
چور زخمون کا مرے دزد حنا ہوتا ہے

بوند پانی کی نہین چاہ ذقن مین موجود
سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے

بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا ظہور
بحر رخسار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے

تو مرے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہون مین
ہر گھڑی اس ترے کیا کہنے سے کیا ہوتا ہے

دل جو ہوتا ہے شہید غم الفت اے **قدر**
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

گجر سنکر یہ قاتل بولتا ہے
کسی بیتاب کا دل بولتا ہے

مدد اے سخت جانی بات رہجاے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت
تمھارا ماہ کامل بولتا ہے

سیا جراح نے پر کیا بھروسا
برابر زخم بسمل بولتا ہے

سمجھ صورت سوال اے منعم اسکی
اگر چپ ہے تو سائل بولتا ہے

ذرا صدمہ ہو آہ آتی ہے لب پر
یہ میرا شیشۂ دل بولتا ہے

کوئی فریاد رس پیدا نہین ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے

لب جانان ہے برگ گل سے نازک
مگر مثل عنادل بولتا ہے

حضور قلب ہے اسدرجہ حاصل
مجھے آواز دے دل بولتا ہے

تماشا ہو گئے لیلی کے نالے
جرس مابین محمل بولتا ہے

وہ دریا نوش ہون مانگون اگر مے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے

برابر ہچکیان لیتے ہین بسمل
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل	جو وہ زہرہ شمائل بولتا ہے
جہان دو دل ملے اک شور اٹھا	ہر اک مثل جلاجل بولتا ہے

نہ منھ مانگے اجل ملتی ہے اے **قدر**
نہ سیدھا منھ سے قاتل بولتا ہے

۱۴

پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے	تیرے تلووں کا عرق عطر حنا ہوتا ہے
اس شہ حسن پہ دم جب کا فنا ہوتا ہے	طائر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے
اشک موقوف نہوں لاکھ پلک مارین ہم	لاٹھیون سی کہین پانی بھی جدا ہوتا ہے
ایک گن کیا ہی کسی بات مین تو بند نہین	جو تو کہتا ہے ترے منھ کا کہا ہوتا ہے
لب جان بخش پہ مٹکر یہ ہوا باندھی ہے	کہ غبار اڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے
ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی مین کون	یہ وہ ہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے
وصل مین کوئی کرے دست درازی کیونکر	چھیڑتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ کیا ہوتا ہے
داغ دلسے کہین پیری مین تو چھٹا مر کے	صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے
وصل مین وہ بہت انکار نہین کر سکتے	واہ کیا تنگ دہانی مین مزا ہوتا ہے
یہ وہ نشا ہے فرشتون کے قدم کانپتے ہین	بادۂ حسن بھی کیا ہوش ربا ہوتا ہے
جب کوئی مصر محبت کا سفر کرتا ہی	کاروان اشک تو ہر نالہ درا ہوتا ہی
سخت جان وہ ہون کبھی قتل نہین ہو سکتا	آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے
شور ایسے مین کیا کرتے ہین گلچین صیاد	یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے

آپ جاتے ہین ادھر جان ادھر جاتی ہے
لیجیے **قدر** ہمیشہ کو جدا ہوتا ہے

تم اٹھ گئے اک نگاہ کرکے	۱۵	ہم گر پڑے آہ آہ کرکے
مٹی مین ملی مری جوانی		کیا تمکو ملا تباہ کرکے
الفت مین ہوئی بتو نسی جھوٹے		اللہ کو ہم گواہ کرکے
پاکر تمھین آپ مین نہ آئے		کھوئے گئے تم سے راہ کرکے
دل توڑ کر اسقدر ڈھٹائی		پچھتا نا نہین گناہ کرکے
منعم یہ روپے کی زر پرستی		رکھلے اسے سجدہ گاہ کرکے
ہم گھل گئے عشق مین عجب کیا		یہ کوہ کو رکھدے کاہ کرکے
دل مین مرے پھانسی سی لگی ہے		دیکھو تو ذرا نگاہ کرکے
جھانکے نہ کنوئین ہمین نے تنہا		لٹکے ہین فرشتے چاہ کرکے
مدہوش کیا ملا کر آنکھین		کھویا ہمین ہم سے راہ کرکے
آنکھون سے بسر کری اے دل		ابرو سے ذرا تباہ کرکے
ہم چڑھ گئے انکے دم پہ کیسے		دل لیگئے واہ واہ کرکے
کچھ شرم نہین تجھے شب ہجر		پھر آئی ہے منھ سیاہ کرکے
کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا		منھ جانب قبلہ گاہ کرکے

اے قدر جو بت وہی خدا ہے
کیون پھر گئے اشتباہ کرکے

قدر گل بوٹی غضب ہین گلشن ایجاد کے	۱۴	ہے کیا کیا صورتین ہین صدقے آدم زاد کے
ڈھنگ اڑائی گل نے اس ترک ستم ایجاد کے		کچھ چرائے رنگ بلبل نے مری فریاد کے
کاٹ کر غیرون کے سر لائے جو میری نذر کو		ڈال دون سونے کا انڈو پاؤن مین جلاد کے

عیش و عشرت مین بھرے ہین سب دل ویرانا — سر کے ٹکرانے سی غل ہو گئے مبارکباد کے

آشیانہ پھینکتا ہی یہ بھی اُجڑے تو سہی — چند بیٹھین روز تو ہین خانۂ صیاد کے

راہ مین اُسکی لٹا دو میکدون کو ساقیو — تم بھی قارون ہو کہ لیجاؤ گے سر پر لاد کے

آنئی جوبن پر عروسان چمن آئی بہار — کنگھی بالیدہ ہوئی طرے چھٹے شمشاد کے

ظلم سے آنکھون پہ لیکن رحم بھی کچھ کچھ رہے — ڈر یہ ہے خوگر نہ ہو جاؤ کہین بیداد کے

یہ حرارت ہے کہ پڑ جائین پھالے سیکڑون — قطرۂ خون جا پڑے منھ پر اگر فصاد کے

ٹوٹی پڑتی ہے خلایق یار کی تصویر پر — ہاتھ آنکھون سے لگایا چاہیے بہزاد کے

منتین مانین ہزارون جب ہوا جوش جنون — طوق گھڑوا اُن ستارون سے عوض حداد کے

شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا — پر جو کھولے اُڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے

زخم سینہ ہوتا ہے یا چٹکتی ہے کلی — تیر مین کیا پر لگے تھے بلبل ناشاد کے

قدر صحراے عدم کو دشت وحشت سے چلا
حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

۲۱

پس پسکے پھنسا خود مرا دل اپنی خطا سے — رفتار کی پاپوش سے زلفونکی بلا سے

حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے — مین تشنۂ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے

ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے ترکے خدا سے — بدنام ہوا یار مرے ہم جو قضا سے

ڈھونڈھے نہین ملتا ہی پتا مجھکو کمر کا — کس درجہ بدن آپ چراتے ہین حیا سے

ہر انگلی تری ہوگئی انگشت شہادت — رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدا سے

جوڑا وہ کھنچا ہی کہ ملاتے نہین آنکھین — لو اٹھ چلی اب ترچھی نظر بانکی ادا سے

اُس بادشہ حسن کو خط سے لیکے ہوا کم — کیا جفت ہوا میرا کبوتر بھی ہما سے

گردون پہ مہ و مہر ہین قدرت کے کرشمے
چھلکے ہین مری نو رسی اوندے ہوئے کاسے

خوش رنگ کہین پھول سے ہی دست حنائی
خوشبو ہی کہین سیت ترے عطر حنا سے

وہ پانچے ہاتھون مین اٹھائے ہوئی نکلے
اللہ رے نفرت انہین خاک شہدا سے

گو لاکھ ترقی ہو مگر ساتھ ہے شامت
سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے

شاہی سے بھی ہی شوخ مرا رنگ فقیری
کنبل مرا کالا ہے کہین ظل ہما سے

مقتول تری تیغ کا ہو زندۂ جاوید
بسمل ترا اٹھنے ڈا ہو مگر آب بقا سے

نقش قدم یار جو اعجاز دکھائے
طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پا سے

ایسی نہین دیکھی ورُ دندان مین صفائی
گُلی پہ تری ہنس گرین اوج ہوا سے

وہ رند ہون مین مانگون جو ساقی ازل سے
خود شکل ہو کشتی کی عیان دست دعا سے

آنکھین تو ہین تیری ہمہ تن چشم مروت
کیا آنکھین لڑائی ہین کہین اہل وفا سے

چھٹکے ہوے تارے ترے دیکھی فلک پر
کیا منہہ پہ تماشا ہین بڑھاپے مین جہا سے

دبجائے قیامت تو بنے فتنۂ محشر
اٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے

ہم دشت نوردی مین اگر خار بنائین
خود گوکھرو پھوٹ آئین ہمارے کف پا سے

اے **قدر** ذرا دیکھکے ہشیار خبردار
کچھ ابروؤن پر بل ہے وہ بیٹھے ہین خفا سے

۱۴

شمار مین نہین موجین جہان فانی کی
جنون ہی اُسے لہرین گنے جو پانی کی

اُن ابروؤن سے محبت دل نے پہلوانی کی
نہ کرکری کہین ہو جائے سخت جانی کی

لپٹ گئے مرے سینے سے مہربانی کی
یہ سب اُمنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی

نہ منھہ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی
کسی سے ہم کبھی بھڑے نہ پہلوانی کی

نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی
لگائی سیندہ جہان ہمنے پاسبانی کی

بنا بڑی سندون سے ہمارا محضر عشق
اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی

ہمارے یار کا تیز اب مین بجھا خنجر
رُکا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی

پسے ہین خاک نشین اہل اوج کی ہاتھون
زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی

بغیر اشارے پڑیگی جگر پر آپکے آنکھ
تمھاری چاپ کو حاجت نہین کمانی کی

ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا
چلی نہ صانع قدرت سے خاک بانی کی

مین کیا کہون کہ دہن کو ضرور دیکھونگا
صدا ابھی غیب سے آئی تو لن ترانی کی

ہوئے ہین کیا ہی جوانان باغ سرخ سفید
بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی

ملا جہان ہی جہان آفرین کا ہمکو پتا
بنا سے ساری حقیقت کھلی ہی بانی کی

نہال گل پہ عنادل کے چہچہے تھے قدر
کہ روضہ خوان نے منبر پہ روضہ خوانی کی

۱۴

زلف کا دھیان رہا کرتا ہے
جی پریشان رہا کرتا ہے

آئنہ دل ہے کسی عاشق کا
جب تو حیران رہا کرتا ہے

جھگڑے رہتے ہین معشوقون کے
گھر پرستان رہا کرتا ہے

اُس پری سے نہین بن پڑتی کچھ
کب وہ انسان رہا کرتا ہے

خون اپنا تجھے بخشا مین نے
کیون پشیمان رہا کرتا ہے

یون پڑے رہتے ہین تیرے در پہ
جیسے دربان رہا کرتا ہے

یاد ہر وقت تری رہتی ہے
ذکر ہر آن رہا کرتا ہے

ایک ارمان بھی دلمین نہ رہے
یہی ارمان رہا کرتا ہے

کسقدر عقل و جنون مین ہی لاگ
روز میدان رہا کرتا ہے

میرے دل مین ہی اُداسی ہر وقت — گھر یہ ویران رہا کرتا ہے

نوحہ اسطرح ہے دنیا مین — جیسے مہمان رہا کرتا ہے

یاد ہے ہمکو تمھاری صورت — حفظ قرآن رہا کرتا ہے

وہ مجھے پوچھین تو کہنا قاصد — تم پہ قربان رہا کرتا ہے

جب تلک تم نہین ملتے اے جان

قدر ہیجان رہا کرتا ہے

۱۷

ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی — برابر قلقلون سے بھر رہے ہین تیرا دم ساقی

ارے ساقی تو اک جام مین آنکھین چراتا ہے — لٹاتے سارا میخانہ کہین ہوتے جو ہم ساقی

صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے — خود انگشت شہادت ہے برانڈی کی قلم ساقی

نفیس مست ہون بھر دے مرا کشکول صہبا سے — الٰہی جام ہو تیرا فروغ جام جم ساقی

رخ جانان کی کیون مجھکو دلائی یاد مے دے کر — لگائی آگ مین آگ اُف کیا تونے ستم ساقی

لگی ہے روح ہو نغمہ چھما چھم اب تو رک مطرب — لبون پر دم ہے ہو دورہ دمادم اب بہم ساقی

کلیجا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم مین — لہو روئینگے شیشے ہوگا اتنا میرا غم ساقی

ہزار آنکھین ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے — سبو بھر بھر کے مے توڑیگا ترے سر کی قسم ساقی

ہوئی ہے تیری مے مین آبداری تیغ کی پیدا — یہ کھچی کھچکر چلی چلکر کیا خم دو قلم ساقی

فلک سے جام بڑھکر رند تارون سے زیادہ ہین — الٰہی ہو مبارک تجھکو یہ جاہ و حشم ساقی

ابھی ہو شور قلقل سے صدا ناقوس کی پیدا — جو میخانے سے اُٹھے مست ہو کر وہ صنم ساقی

نہ چھوڑا دان اُس بت ترسا کی آنکھون کا کبھی ٹیکا — برانڈی دے کہ شیری دی بیر دے یا کہ رم ساقی

پڑا رہنے دے مجھکو پائے خم پر زور مستی مین — قدم تیرے نہ چھوڑونگا نہ مین اسکے قدم ساقی

دکھائین ہین اگر آنکھین بہادُر کی ندی بھی
دکان سے بخت تو ہی بادشہ زندہ نکلے لشکر کو
ترش ہوتی ہین یون آنکھین تری تر کر مری دل کو

مرے برق غضب ساقی مرے ابر کرم ساقی
ہی ساغر تاج می حکم روان مینا علم ساقی
کہ جیسے می ہو سرکہ جا کے مابین حرم ساقی

لیا ہے قیصر کا دل ایک پیمانے پہ یا قسمت
لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی

۱۰

تیرے خنجر ہے یا تلوار ہے
تیز کس درجہ نگاہ یار ہے

ساقی ہوشس ٹرا عیار ہے
ہر بلا ہی مرغ آتشخوار ہے

ہو گئے ہو چاند گویا عید کے
ہے دل ای ماہ کیون بیزار ہے

نالہ و شیون سے تنگ آیا ہون مین
ہر گھڑی میری گلی کا ہار ہے

اس لب جان بخش سے پائی شفا
جو مریض نرگس بیمار ہے

دل بتون پر آ گیا ہے خود بخود
کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے

آپ ہین ہرگز نہین ہے چشم یار
مست ہے مدہوش ہی سرشار ہے

ہوشمندی حرص دنیا مین نہ کر
ہے وہ عاقل جو یہان ہشیار ہے

رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو
اس سی ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے

آپ چلکر آنکھ سے دیکھ آئیے
قدر ان روزن بہت بیمار ہے

۲۰

اُٹھا مین جھومتا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی
حباب جام لا ساقی مئے گلگون پلا ساقی
اُسے بھی لگ گئی شاید ہوا نکی کچھ ہوا ساقی

ازل میخانہ میکش روح می کُن تھی خدا ساقی
مرے سحر عطا ساقی مرے باغ سخا ساقی
حب آئی میکدے پر جھومتی آئی گھٹا ساقی

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردنکو
سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو بانکی ادا ساقی

کہان کثرت کہان وحدت کہان خلقت کہان خالق
کجا میکش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی

دیا جب پھول تو نے ہجر مین پھول اُٹھگئی میرے
مرا قل ہو گیا سنتے ہی قلقل کی صدا ساقی

ترے میخانے پر اللہ کی رحمت برستی ہے
کہ مے بجلی ہے موج مے دہنک ہے خم گھٹا ساقی

صدا قلقل کی میخانے مین حق اللہ بجائے
ہری بوتل ہو گھلتی تیرا طوطی بولتا ساقی

گزک سے ہاتھ دہوؤن دل ہو جل بھنکر کباب اپنا
کہ گرما گرم مے دے ٹھنڈی ٹھنڈی ہو ہوا ساقی

عبث رندون سے وہ تشکل دہن اب منھ چراتا ہے
ہے مثل بادہ کہنہ پرانا منھ لگا ساقی

رخ تابان سے کر آئینہ اسکندری حیران
نشیلی انکھڑیون سے جام جم جلکر مین لا ساقی

نہ یہ اُسمین اشارے ہین نہ یہ اُسمین نظارے ہین
کجا ساغر کٹورا سی تری آنکھین کجا ساقی

تری گردن پہ مینا کا میرا ڈہلکا ہی عجب کیا ہے
کہ نکلے موت کی ہچکی مین قلقل کی صدا ساقی

ید بیضا دکھا دے واعظون کی آنکھین کھلجائین
صفائی سے ہتیلی پر پرانڈہی تو اُڑا ساقی

نہ تور مدون سے کھلتا ہی نہ وہ خم سے نکلتی ہے
سکھا دی تو نے دخت رز کو بھی اپنی حیا ساقی

بطمی کو کیا ہے مرغ آتشخوار سی بھر کر
لگا دی آگ پانی مین دکھائی لاگ کیا ساقی

اُبل کر مے نکل آتی تو رنجک سی چمکجاتی
جو اُڑتا کاگ بوتل کا پتنگا چھوٹتا ساقی

کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہین شرابی ہے
مے گلگون ہے کیا ہی راز پوش مدعا ساقی

سنا ہے چاند مین سورج سے ہو جاتی ہے ضو پیدا
چڑھا کر مے چمکجاتا ہے میرا مہ لقا ساقی

اگر پیسا نہو اے قدر کب آنکھین ملاتی ہین
کھری کہتا ہو مین پیر مغان ہون آمین یا ساقی

جو گرمی دل مضطر پدید ہو جائے ۔ ۲۳ ۔ گلے مین شیب کی تختی جدید ہو جائے

یقین ہی فصد جنون مین مفید ہو جائے
ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے

شب ہزار مین جب تیری دید ہو جائے
مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے

تمہارے رخ پہ اگر خط پدید ہو جائے
وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے

تمہارے تن سے قد آدم آئنہ ہین وہ
سماؤن انمین اگر انکی دید ہو جائے

طلسم حسن ہے پستان یار موے کمر
کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے

دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو
کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے

ہمارے دشت جفا خیز کا ہر اک ذرہ
اڑے تو جوہر تیغ یزید ہو جائے

سیاہ کار ہون ایسا کرین جو دفن احباب
تو لوح قبر نگین حدید ہو جائے

سمجھ گیا ہون معما تری خموشی کا
وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے

حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل
پگھل کے ہاتھ مین خون شہید ہو جائے

یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے
تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے

انہین جو شوق مین کھینچون ابھی گلی ملجائین
کمند جاذبہ حبل الورید ہو جائے

پلا دی مے مرے ساقی دے کچھ آگ سی آگ
عجب نہین تپ غم مین مفید ہو جائے

تمہین ہون دیکھکے ہم فاقہ مست ایسے شاد
جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے

تمھاری شرم سہی شاعر پھرین بھٹکتے ہوئے
بدن چراؤ کمر ناپدید ہو جائے

حضور بلبل و گل تم اگر منہ سو بولو
ابھی تو دونون مین گفت و شنید ہو جائے

وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو صورت روح
ہر ایک رگ مری حبل الورید ہو جائے

مرا رقیب ہے یہ میرے خون کا پیاسا
جو مین حسین بنون وہ یزید ہو جائے

عذاب جان تمنا تمھاری فقرے ہین
کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

چڑھاؤں عینک اگر اپنا تو تو آنکھ
بھرو جو صورت وو رخ بھی پیٹ زاہد کا

میں جسکو دیکھوں مجھے تیری دید ہو جائے
ڈکار نعرۂ ہل من مزید ہو جائے

الٰہی یہ جدت مضمونکا چاہیئے اے قدر
کہ کوئی سحر ہو سحر جدید ہو جائے

۲۹

میں دیکھوں یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی
کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی

شب غم میں چھائی گھٹا کالی کالی
جھکی ہے بلا پر بلا کالی کالی

ہے شاہونکی سرتاج کملی ہماری
کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی

بہت ایسے کالے ہرن ہمنے دیکھے
دکھاتے ہیں آنکھیں وہ کیا کالی کالی

جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا
تو ہو دوپہر شب سے سوا کالی کالی

ڈٹے ملکے رند سیہ مست جسدم
جھکی میکدے پر گھٹا کالی کالی

جو سودا سے گیسو میں زنجیر کھنچے
ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی

نصیبوں سے کیا گور ہمکو ملی ہے
ہی بخت سیہ سے سوا کالی کالی

شب ماہ میں وہ بکھیرے بال کھولے
ہوئی چاندنی جابجا کالی کالی

کیا جوش سودا نے ہمکو کہنیا
کہ زنگ سے ہے سرتا بپا کالی کالی

نہ اس لعل کو کر جدید ای ستمگر
نہ لب پر دھڑی تو جما کالی کالی

یہ سجدے کو خود جھک پڑیگی چمن پر
کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی

کھلی سب پہ آخر تری گرم دستی
ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی

سیہ مست ہیں چشمۂ فیض یار سے
کہ ہے ابر رحمت گھٹا کالی کالی

ہوئی عکس صد برگ سوسن سے بدلی
ذرا پیلی پیلی ذرا کالی کالی

اثر ہے ہمارے ہی دود فغان کا
جو ہے سقف تحت السما کالی کالی

لنڈھا دے مئی سرخ سرخ ابتو ساقی
گھٹا اُٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی

سیہ تاب ہے یا کہ ابرو پہ وسمہ
ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی

میرے کعبۂ دل کے ٹٹنے کا غم ہے
جو اُوڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی

ہوئے ہین سیہ بخت برباد لاکھون
اُٹھین آندھیان بارہا کالی کالی

گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئے ہین
کہ لیلی سے بھی ہے سوا کالی کالی

جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین
تو ہے خاک تحت الثرا کالی کالی

بخارات دل آہ پر چھا گئے ہین
گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی

شب غم کو دون روز وصلت کا پرسا
کہ آئی ہے اوڑھے ردا کالی کالی

مین دیکھونگا مُنھ اُنکا دیکر یہ فقرہ
تری شکل ہے مہ لقا کالی کالی

ق

محبت مین یکسان ہے ہر ایک صورت
اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی

ذرا چشم مجنون سے لیلی کو دیکھو
کہ پتلی سی ہے خوشنما کالی کالی

سیہ نامۂ **قدر** محشر مین نکلا
اُٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸

نہ بیٹھو لاش پر مجھ بینوا کی
کہین رنگت نہ اُڑ جائے حنا کی

کہین ایسا نہ ہو اوچھا پڑے ہاتھ
حیا ہے تجھکو قاتل انتہا کی

شراب سرخ کی بوتل اُٹھا لا
تجھے ساقی قسم اُودی گھٹا کی

دمکتا ہے ترا کندن سا چہرہ
ہے خط سبز بوٹی کیمیا کی

قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب
نگاہین قہر کی زلفین بلا کی

جو دنیا کی بھی کثرت رہیگی
تو سمجھائیگا گھل کے یہ جفا کی

اُلجھ پڑتا ہے واخضر راہ پہ چلتے
عجب عادت ہے اس مرد خدا کی

ہمیشہ سر کو ٹکرایا کیے ہم
ترے دروازے پر نوبت بجا کی

فراق یار کا احسان کیون لین
قضا نے یا الٰہی کیا قضا کی

ہوا گا لونپ دود خط نمایان
کہو کس دلجلے نے بد دعا کی

ترے کوچے مین ہین کشتون کے پشتے
یہی کچھ ہو گی صورت کربلا کی

اُسی سے بنگئے کبک خرامان
ملی جو خاک اُنکے نقش پا کی

ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش
کسی کشتہ نے شاید قضا کی

سفید ایسا ہوا ہے خون عالم
عجب کیا رنگت اُڑجائی حنا کی

لحد مین رکھکے بولی موت مجھسے
یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی

دُرِ الفقر فخری کی جو ہے چاہ
یہین سیلی تو موج بوریا کی

مزا دونا ہوا ہے میکشی کا
تمھین اے بادلو رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
کہ اُسنے جان تک تمپر فدا کی

۱۴

ہوا ے عشق گزشتہ نہ پھر اِدھر آئے
پُرانی چوٹ نہ یارب کہین اُبھر آئے

نہ نامہ آئے اُدھر سے نہ نامہ بر آئے
وہ آپ آتے ہین یارب یہی خبر آئے

حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے
پڑی جو آنکھ تو دل مین مرے اُتر آئے

چمن ہے ابر ہے ساقی لگا دے کشتی مے
اسی اکھاڑے مین پریونکا تخت اُتر آئے

جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی ہنسا
جو وہ بھر آئے تو آنکھون مین اشک بھر آئے

گلی مین دیکھ کر اپنی وہ ہنسکے پوچھتے ہین
کسی سے کام ہے تم کون ہو کدھر آئے

بپا ہو حشر کراہے اگر ترا بیمار
مسیح جو تھے فلک سے ابھی اتر آئے

یہ عشق و حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
ہم انکے گھر مین گئے وہ ہمارے گھر آئے

کمر کے عشق مین کھویا گیا ہون مثل کمر
وہ کسکے قتل پر اب باندھ کر کمر آئے

یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہ بختی کی
چراغ گل ہو جو میرے مزار پر آئے

تعلقات جہان سے چھٹے ہین مرقد مین
سفر تمام ہوا آج اپنے گھر آئے

فقط خیال ہی آیا تھا ہمکو بوسون کا
کہ انکے عارض نازک پہ نیل ابھر آئے

جو آنکھ ہو تو جہان آفرین جہان مین ہے
اس آئینے مین سکندر کا منھ نظر آئے

خدا ہے قدر پہ بپھرا ہوا ہے وہ قاتل
یہ حکم ہے کہ سر آئے اگر ادھر آئے

۱۲

غنچے چٹک گئے چمن روزگار کے
پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے

اے باغبان باغ مین کہدے پکار کے
رخصت ہوئے خزان کہ دن آئے بہار کے

رضوان جو ٹوکے گا در فردوس پر ہمین
کہدینگے رہنے والے ہین ہم کوی یار کے

برسات مین بہا کرے ندی شراب کی
یہ دن ہین ساقیو بط مے کے شکار کے

آنکھین ترس رہی ہین مری تری زلف کو
تارے چمک رہے ہین شب انتظار کے

اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم مین
یہ سب اثر تھے آہ دل بیقرار کے

گھبرا رہے ہین اب تو وطن مین ہم اے جنون
پر منتظر ہین آمد فصل بہار کے

پھولون کا میرے سینے پر انبار ہو گیا
ہنسکر جو تمنے پھول اٹھائے مزار کے

باغ جنون کی سیر نے وارفتہ کر دیا
صحرا کو لیچلی ہے چمن سے ابھار کے

تم آئے فاتحے کو تو بھونچال ہوگیا
تختے اُلٹ گئے ہین ہمارے مزار کے
آغاز مین بھی ہمکو ہے انجام کا خیال
دھڑکے شباب مین بھی ہین روز شمار کے

مضمون ہین ہرن مری بندش کمند ہے
اے قدر شاعری مین مزے ہین شکار کے

۱۴

خوش ہون دولت دنیا سے زمانے والے
روئینگے صورت فوارہ خزانے والے
داغ دیدیکے رُلاتے ہین رُلانے والے
پانی سے سینچتے ہین باغ لگانے والے
کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت
ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے
قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک مسیحانے کہا
اُٹھ تو بیٹھ اے مرے نازونکے اُٹھانے والے
جان جائے کہ رہی وضع مین آئی نہ خلل
وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہین جانے والے
پھر مری قبر پر انبار لگے پھولون کا
ہنس تو دے اے مرے پھولونکے اُٹھانے والے
لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر
نیند مین اُٹھے ہین گھڑیال بجانے والے
قبر مین رکھتے ہی یہ آہ شرربار اُٹھی
بنگئے شمع لحد میرے سرہانے والے
غسل میت کے شہیدونکو تری کیا حاجت
آب خنجر مین نہائے ہین نہانے والے
پھول جھڑتے ہین وہ تقریر ہی سبحان اللہ
چٹکیو نمین ہو عنادل کو اُڑانے والے
جسم خاکی مین مری روح یہی کہتی ہے
زندہ درگور ہوئے خلق مین آنے والے
خواب مین آتے ہین جو پاس مری سوتے تھے
آنکھو نمین پھرتے ہین آنکھونکی سمانے والے
مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرا مر وہ دیکھے
پھر کراک ہاتھ تو اودھر سے جانے والے

بعد مرنے کے ہوا قدر گناہونکا یہ بوجھ
تھک گئے مر مر گئے لاشے کے اُٹھانے والے

۱۵

منکسر ہوتے ہین ہنر والے
نخل جھک جاتے ہین ثمر والے

نالے کرتا ہون مین اثر والے
سنبھل اے آہ نہین جگر والے

ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا
اچھے آئے بڑی نظر والے

کبھی رویا کبھی اڑائی خاک
تنگ ہین مجھسے بحر و بر والے

بے اجازت کبھی چھوونگا نہ پاؤن
انہین قدمون پہ ہاتھ دھر والے

آہین کردینگی آسمان مین چھید
ادھر آجائینگے ادھر والے

مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے
سینکلین آنکھین چشم تر والے

صبر تو یار ہمسے مشکل ہے
اور جو چاہے کام کر والے

ہے سلامت جو سنگ در اونکا
سیکڑون مجھسے دردسر والے

ہم نہ اترینگے تیرے کوٹھے سے
تو اگر چاہے سر اتر والے

ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے اسمین بھرین
کانپ کانپ اٹھے ہین سقر والے

دیکھ تیرا اشکار ہوتا ہون
او مرے پیچتے سی کمر والے

کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر
دوڑا اے تیر سی نظر والے

دل کی خاطر تو سینے سے لپیٹا
اب مجھے کیا ہی اسکے پر والے

قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا
اڑین پروالے پھولین زر والے

۱۱

چشم جانان ہرن سے بہتر ہے
زلف مشکین ختن سے بہتر ہے

بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز
بندہ بھی کوہکن سے بہتر ہے

سنگ کو انکے لب سے کیا نسبت
یہ عقیق یمن سے بہتر ہے

طعن اعدا وہان نہ شکوۂ دوست
وحشت غربت وطن سے بہتر ہے

قد بالا ہے سرو سے اعلیٰ
گورا مکھڑا سمن سے بہتر ہے

حق کہو تلخ جھوٹ ہو تو گناہ
بس خموشی سخن سے بہتر ہے

رنج ہجران سہا کرون کب تک
دم نکلجاے تن سے بہتر ہے

خانۂ دل ہے بڑھ کے حجلے سے
فکر رنگین دلھن سے بہتر ہے

صورت گل کھلے ہین زخم بدن
میرا مشہد چمن سے بہتر ہے

ایسی رفتار ہے نہ ایسا تناؤ
تیرا قد نارون سے بہتر ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانین
قیس سے کوہکن سے بہتر ہے

۲۷

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی مین فنا ہوئے
جو گرے تو نقش قدم بنے جو اٹھے تو بانگ درا ہوئے

اٹھی یاد قد مین جو سینے سے تو وہ نالے قمری کی صدا ہوئے
گرے ذکر لب مین جو آنکھ سے تو وہ اشک آب بقا ہوئے

جو عدم سے چھوٹتے ہم آ پھنسے عجب انتشار فنا ہوئے
کہ بدن مین روح سما گئی تو غبار دوش ہوا ہوئے

مرے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو نکل گیا
تو پر سمندر آتشین پر و بال جسم ہما ہوئے

کبھی داغ کھاتے ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے
کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئے کبھی ہم ہوا کی گھٹا ہوئے

ہوا غل عدم مین وہ ناگہان کہ بلائی یار نے ہین نہین ہان
اٹھے ہم تو مست الست اٹھی جو بڑھی تو کن کی صدا ہوئے

جو لہو تھا ان مین بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہرا ہوا
یہ دل و جگر مرے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ حنا ہوئے

جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر آنکی صاف بدل گئی
جو اسیر حلقۂ ناز تھے وہ قتیل تیغ ادا ہوئے

انہین تنگیون نہین فشار ہے کہ تپش مین جسم نزار ہے
یہ قفس مین طائر باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے

نہین وحشتون کو یہ دلولے کہین حسن و عشق نکل چلے
مری بیڑیون مین تھی سلسلے وہ تمھاری زلف دوتا ہوئے

جو اُبھار سینے کا دم بدم ترے انچلون سے نمود ہے
تر و تازہ دونون حباب گل تہ موج باد صبا ہوئے

ہمہ تن کبھی ہوئے درد و غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے

بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑھا قد تو ڈھائین قیامتین
بڑہین پلکین تو وہ ستم ہوئی بڑہین زلفین تو وہ بلا ہوئے

کبھی جیسے ہین خدا تو امان کبھی جسم سایہ صفت عیان
وہ کہین رہے وہ یہین رہے نہ ملے یہی نہ جدا ہوئے

نہین کچھ سکت تن زار مین ہوئے زرد زرد بہار مین
پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رُبا ہوئے

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا کبھی مرتے مرتے بچا لیا
جو مسیح لب ہین ہوا کرین کہو کس مرض کی دوا ہوئے

ترے ہاتھ جب سے لگا ہی دل تو حنا نے پیس دیا ہی دل
مرے زخم دل مین جو چور تھے وہ تمام دزد حنا ہوئے

ہوا بعد وصل عجب مزا کہ خموش بیٹھے جدا جدا
ہمہ تن مین صبر و سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے

نئی عاشقونکی ہین طینتین کہ ہین شتا تو ہمین بھی زینتین
جو گھٹے تو خال سیہ ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے

اُٹھے ہم جو خواب و خیال سے لگے تکنے دیدۂ حال سے
کہ وہ کب اُٹھے وہ کدھر گئے ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے

رہے ذکر ند صیام مین ارے مردہ خوار یہ غیبتین
ترے روزے واعظ بیخبر نہ قضا ہوئے نہ ادا ہوئے

تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مرے جگر مین کبھی ہوئے
مرے نالے تیری نظر ہوئے ترے غمزے آہ رسا ہوئے

یہ قدم قدم پہ جھینگے پاؤن کہ بڑھ سکوگے نہ آگے تم
جو تمھارے کوچے کی خاک مین کہین فنا ہی وفا ہوئے

جو نگہ ہی چشم سیاہ مین وہی برق طور ہی راہ مین
تری آنکھ پر جو فدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے

نہ زمین مین تخم اگر گلے تو کبھی نہ کوئی ثمر پھلے
وہ فنا مین اپنی بقا ہوئے جو بقا مین تیری فنا ہوئے

جو عدم مین تھے ہوئے خلق وہ جو وجود مین تھے وہ چل بسے
جو رہا تھے ہوگئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے قدر ایسے غبار ہم ہوئے گردشون مین وہ خوار ہم
کہ مثال دائرۂ فلک جو اُٹھے تو بے سر و پا ہوئے

سخنگو کے لیے سختی یہان ہے	۱۱	جبھی بتیس دانتون مین زبان ہے	

عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے
ہماری روح بھی ہم پر گران ہے

جگر ہین آنکھون مین دل ہین نہان ہے
کہان ہی تو کہان ہے تو کہان ہے

سہ سیماب داغ قلب مضطر
لحد عاشق کی نخشب کا کنوان ہے

جواب خط وہان سے توہی لانا
کہ تیرا پائون قاصد درمیان ہے

شرارے نالۂ دل کے ہین انجم
دھوان آہونکا دسوان آسمان ہے

جہانمین اسکو ہمین نے چن لیا ہے
ہزارون ہین وہ اک چیدہ جوان ہے

نہین فرقت سے گھبرائینگے عاشق
فقط منظور انکو امتحان ہے

خدا اڑا لے نہ اب پھندے ہین اسکے
وہ گیسو بھی بلاے ناگہان ہے

وہان ہو تم یہان ہے یاد مجھکو
یہان رہتا ہون لیکن دل وہان ہے

مرے ان پر انہین ہم سے ہزارون
کہان اے قدر کوئی قدردان ہے

۱۹

آگئی فصل نوبہار دشت مین وہ ہوا چلی
سر پہ ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی

ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی
جب دل و جان نے باڑھ دی ہونے لگی چلا چلی

باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی
دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی بجھا چلی

تونے نہ آکے دید کی بیٹھکے گھر مین عید کی
لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی

جب نہ ملی یہان امان قلعۂ تن سے بیتکان
بھاگ گئی حیات لیکے جان موت برہنہ پا چلی

واہ رے دورۂ شراب خانقہین ہوئین خراب
جھوم رہے ہین شیخ و شاب ابکی عجب ہوا چلی

طالب دید ہین تباہ تجھ سے ہے شرمگین نگاہ
واہ حیاے یار واہ نظر وہین تو بھی آ چلی

غیر کو تم ابھارتے تیغ سے سر اتارتے
کیا ہو مرے کو مارتے مجھپہ چلی تو کیا چلی

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنون کا ہی خروش
موت کی لگ گئی نظر جب تو مریض چشم پر
شور اُٹھا جو آہ کا صبر و قرار اُڑ چلا
ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا مین خانمان خراب
مرتے تھے جنکے جانے سے آئے وہ سو بہانے سے
روک کے دلبر اُسکے وار جان کرونگا مین نثار
ملک عدم کو جائیگی گھر بھی وہین بنائینگے
جاتی ہی جان ہائے ہائے اُسکو لکھون تو یہ سنائے
نظر و نین جب مین آؤنگا دل مین ترے سماؤنگا
ساقی و رند و بادہ کش اور پکارین العطش

اُڑ گئے برگ عقل و ہوش باغ مین وہ ہوا چلی
نقش ہوئے نہ کارگر اور نہ اک دعا چلی
قافلے مین بجا و راہ ہونے لگی چلا چلی
مجھپہ بڑا کوئی عذاب مجھپہ کوئی بلا چلی
لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدن مین آ چلی
تیغ نگاہ ناز یار مجھپر اگر ذرا چلی
اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرین عمر کھا چلی
گھر یہ مین جاؤن اچھے آئے میری وہان بلا چلی
گھر مین مین گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی
آتے ہین سب کو غش یہ غش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑہی ٹوٹیگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑہے غمزہ چلا حیا چلی

۹

وفاداروں نے سینچا تھا لہو سے
گھر کیطرح سے سجا زمین
دہن ہے چشمۂ حیوان خوبی
پیالہ پی لیا پیر مغان کا
ہزار افسوس قیدی ہین قفس مین
رگ گردن سے گو نزدیک تر تھی
اُتاری عکس کی تصویر ہمنے

چھٹی مہندی نہ پایے خوبرو سے
بسر کی اتلک کس آبرو سے
مسیحائی عیان ہی گفتگو سے
مجھے بیعت ہوئی دست سبو سے
چمن مین آئے تھے کس آرزو سے
مگر پایا ہے کتنی جستجو سے
لگا یا دل جو اُس آئینہ رو سے

دہن یا غنچۂ باغ عدم ہے		خجل ہوتا ہے بلبل گفتگو سے

کسیکے ہو رہو اے **قدر** دیکھو
لگا لو دل کہین اک خوبرو سے

سوغات مجھسے لیکے رہ کوی یار لے	۱۳	مٹھی بھرا ے صبا مری خاک مزار لے
ساقی کہے تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے		واعظ کی پگڑی گیا کہ کفن تک اُتار لے
جب میکدے مین محتسب آکر قرار لے		مسجد کی کلسیان کوئی یا اُتار لے
بکتا ہوا یہ **قدر** رہ کوے یار لے		مین بیچتا ہون کوئی دل بیقرار لے
لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھی		ہو نگے یہین کہین کوئی اُنکو پکار لے
کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو نہین زلف و رُخ		کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے
زلفون نے ہمسے بل کی جو لی بل نکل گئے		تو بھی تعلّیونکی نہ اے قدر یار لے
شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہی آسیب چشم سے		تیر نگاہ دل سے ہوا وار پار لے
دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے		تلوار ٹیک کر کہین قاتل قرار لے
ساقی جو چھانتا ہوی سُرخ سُرخ کو		واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے
کیا وصل سے حضور نے مجھکو جلا دیا		کچھ اور رشک نہو تو قدم جان نثار لے
قسمت کھلی کہ زلف کے پھندے مین پھنس گیا		اے دل تڑپ کے بوسۂ رخسار یار لے

آنکھون کی راہ آج وہ دل مین سماتے ہین
دل کھولکر تو **قدر** اُنہین گھور گھار لے

بلبل نہ باسی مُنہ کہین اُنکو پکار لے	۱۰	گُلی کرے گلاب سے جو نام یار لے
انسان فصل گل مین ہی خوشگوار لے		چوری کرے کہ مانگ کے لے یا اُدھار لے

تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خفا ہوا
بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے

مشہد نہین ہے کوچہ ترا کربلا نہین
رکھون اگر مین پاون ہر اسے اُتار لے

دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ مین مرا
جھونکا کوئی ادہر بھی نسیم بہار لے

یارب کسیکے دلمین نہ کھب جاے چشم یار
شیشے مین اس پری کو نکوئی اُتار لے

پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اُٹھا
یہ بات ہے تو کیون نہ قدم زلف یار لے

للہ اونچی کرتی نہ پہنا کرین حضور
ایسا نہو کہ کوئی کہین پیٹ مار لے

ہے تیر کی جھپٹ مرے دلمین تو خوف کیا
پلکونکی برچھیون سے اسے گھیر گھار لے

اے **قدر** نالے کر کے گرا آسمان کو
للکار لے پکار لے میدان مار لے

١١

کچھ روز ون یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے
جسوقت تم جہان تھے اُسوقت ہم وہان تھے

کن مشکلون سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے
اے تیر آہ یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے

بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم
وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے

اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے رہے وہ
پہلے ہوے روانہ جو میر کاروان تھے

آواز تھی جھڑونکی یا صور کی صدا تھی
مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے

انجام کار آکر دیکھا جہان مین یکسر
ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے

کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صرصر
گرتے تھے سر برابر گویا گل خزان تھے

بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی
کیون بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے

قاصد مرا مسیحا پوچھے مجھے تو کہنا
جب مین ادھر کو آیا روتے تھے نیمجان تھے

زلف سیہ مین اُنکی کیسے مرے تڑپ کر
افسوس حضرت دل اک شب کے میہمان تھے

غیرون کا کیا اجارا کیون جوڑ اُنہون نے مارا
مین **قدر** تھا تمھارا تم میرے قدردان تھے

۱۱

بولے وہ ہمسے ہنسکر روز ازل کہان تھے
کی عرض ہمنے اُنسے اے یار تم جہان تھے

میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے
جب بٹ رہی تھی الفت اُسوقت تم کہان تھے

بولے فشار دیکر رستم کو قبر ستم
روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے

یہ بار عشق ہمنے انجام کار اُٹھایا
کہسار کانپتے تھے چکر مین آسمان تھے

دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی پوچھے
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے

کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا
کیا بندہ بے زبان تھا یا آپ بے دہان تھے

فرقت کی سختیون سے پوچھو نہ حال اپنا
لوگون پہ ہم گران تھے اسدرجہ ناتوان تھے

یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم
نیچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے

کیا وصل مین کھلا تھا راز دل ایک ہو کر
ہم اور یار دونون اک خط توامان تھے

یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے
ہم بھی کبھی کہینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہمسن عدم کو پہنچے کیون آپ تھک کے بیٹھے
اے **قدر** نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

۱۰

کہان ڈھونڈون مین دل دلبر وہی ہے
ہنسی ہے اُسکے ہونٹھون پر وہی ہے

نہین کچھ آئنہ سازی پہ موقوف
جو صاحبدل ہوا اسکندر وہی ہے

رہے داغ جگر یارب سلامت
شب غم کا مہ انور وہی ہے

اُسی کا ذرہ ذرہ خوشہ چین ہے
فروغ خسرو خاور وہی ہے

مثال آئنہ ہم سب سے ہین صاف
جو دل مین بات ہے منہ پر وہی ہے

نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر
کہ اس تلوار کا جوھر وہی ہے

تلاش رزق مین اتنا تردد
ارے جو گھر مین ہے باہر وہی ہے

ق
خدا کے فضل سے ملک جنون مین
حکومت ایک عالم پر وہی ہے

وہی نالہ وہی آہین وہی اشک
وہی طبل و علم لشکر وہی ہے

نکالا کل اُنہون نے پھر چلے آج
تمہین اے قدر کیا اک گھر وہی ہے

۱۵

خود ہین آواب شہادت پاؤن بسمل کیلیے
جب ذرا تڑپا قدم اُٹھ اُٹھکے قاتل کیلیے

عیش و غم توام اگر ہین عالم اسباب مین
تو کف افسوس زیبا ہین جلاجل کیلیے

دل ہمارا داغ کھاتا ہے رُخ پُر نور پر
آگ کھاتا ہے چکور اک ماہ کامل کیلیے

عاشقونکا حال معشوقونپہ ہوتا ہی عیان
گل سراپا گوش ہین شور عنادل کیلیے

نیل گالونپر پڑے ہین صورت داغ قمر
شب کو بوسے اسقدر اُس ماہ کامل کیلیے

ہو گیا اندھیر تیرے اُٹھتے ہی ای شمع رو
رونقین تمہین تیری دم سے ساری محفل کیلیے

بعد مرنیکے بھی اپنی خاکساری رکھی
گر کرا اپنے سر بوسے پای قاتل کیلیے

سبزۂ خط پر تو مرتے ہین مگر اندھیر ہے
جان شیرین ہمنے دی زہر ہلاہل کیلیے

جاگ ای دل خواب غفلت سے کہ شیطان بیٹھا ہے
چور کا کھٹکا ہی اس عالم مین غافل کیلیے

ان بتونکے پھر دہان تنگ پر آیا ہی دل
پھر جناب حق سے منھ پھیرا ہی باطل کیلیے

بیقرار آئینہ رُخ پر ہون مین سیماب وار
صورت اسپند بیتابی ہے دل تل کیلیے

وعدۂ فردا جو ہی ہم مان سکتے ہین اسے
یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہو اس کل کیلیے

شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون بیڑیان
یہ سزا کیا کم ہے صیاد و عنادل کیلیے

مین ہوا آنکھون پہ شیدا تیغ پلکون پر فدا ۔ مین نے بادام آسنے اس یاد اکی چھپا کہ ہے

مرتبہ استاد دہلی کا کہون اے **قدر** کیا
یہہ بسلا رتبہ کہان سحبان وایل کیلیے

۱۱

گہر کی مثل شتابت کبھی حباب رہے ۔ جہانمین سر جو اُٹھائی وہی خراب رہے
وہ بات ہو کہ جو کچھ حسرت شباب رہے ۔ مدام ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے
مرے لہو کی حرارت نہ پوچھ ای قاتل ۔ مجال کیا جو ترے تیغے مین آب رہے
بنی ہے آج جو غیر فرنگی کل ہے دور اپنا ۔ خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب رہے
لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابرو کا ۔ رہے جو بیت غزل مین وہ انتخاب رہے
نگاہ بد سے نہ دیکھا اگرچہ جیتے رہے ۔ کہ اب تلک وہی پردے وہی حجاب رہے
عبث وہ زلف کی مانند بل کی پیتے ہین ۔ سنا نہین کہ کہین عمر بھر شباب رہے
تمام بلبل و پروانہ اُڑکر آئین گے ۔ جو آپ کوٹھے پہ دو رات بے نقاب رہے
جب اختلاط بڑھا گھٹتی ہے تو ضع پھر ۔ بہت بجا ہے کہ چندے انہین حجاب رہے
تری خوشی سے خوشی ہی ہمین وہ عاشق ہین ۔ نہین ہے رنج اگر مورد عتاب رہے

جو ایک ہاتھ مین ساقی کا ہاتھ ہوے **قدر**
تو ایک ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

۱۲

کرون جو آہ شرربار کسکو تاب رہے ۔ زمین پہ مین رہون گردون پہ آفتاب رہے
مثال شمع جو جل جلکر آب آب رہے ۔ تو شب کو وہ تری محفل مین باریاب رہے
بہار آئی ہے ساقی بہار آئی ہے ۔ وہ دے شراب کہ زاہد کا دل کباب رہے
مری نگاہ مین یکسان ہین ظاہر و باطن ۔ کھلا رہے کہ رُخ یار پر نقاب رہے

دہان یار کے مضمون عدم سے لاتے ہین
دیے لبون سے کبھی بوسے گالیان کبھی دین

جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات
بجا ہی رندونکی صحبت بری ہی اے واعظ

کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائین
خدا کرے اہین رندونکے دم مین زاہد آے

تم ایک گالی ہمین دو ہم ایک بوسہ لین

ہمیشہ ہم تو اسی فکر مین خراب رہے
عنایتین رہین ہم پر کبھی عتاب رہے

تمھارے کوچے مین یہ خانمان خراب رہے
یہی بہت ہے جو عزت یہان جناب رہے

جگر مین داغ رہے دلمین اضطراب رہے
گرہ عمامہ و جبہ سپے شراب رہے

ہمارے آپکے صاحب یہی حساب رہے

اگر یہ خاک ہوا کیمیا سے بہتر ہے
جو قدر رہ نجف لطف بوتراب رہے

۹

پیکر خم شراب کو میخوار تن سے گئے
معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے

ظالم خدا کے واسطے منھ پر نقاب ڈال
تارونکے ٹوٹنے کا گمان یار کو ہوا

دنیا کی کلفتون سے دم اپنا نکل گیا
یہ کیا ابھی تلک یونہین بھولے بنے رہے

آنکھون کا فرش نرگس شہلا نے کر دیا
افلاس کا برا ہو زمین مین گڑ گیا

میخانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے
کل آپ ہی وہ روٹھ گئے آپ منگئے

تیر نگاہ سے دل عشاق چھن گئے
نالے ہمارے جب سوئے چرخ کہن گئے

ایذا ہوئی سفر مین تو سوئے وطن گئے
جسنے بنا لیا تمہین معشوق بن گئے

جب موسم خزان مین وہ سوئے چمن گئے
شرمندہ میری قبر سے دزد کفن گئے

اے قدر ہمسے دوڑ کے حورین لپٹ گئین
جنت مین لیکے داغ حسین و حسن گئے

۱۴

بڑی نازون سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہے وہ صاحب خانہ آتا ہے

خدا کیواسطے منھ سے لگا دے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میری بزم مین پروانے پر پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین خلقی ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

جو کچھ گزری وہ گزری جو گر گزرے وہ گر گزرے
ترے کہنے مین واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

بگولا دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلجاتا ہے منھ سے نام انکا باتون باتون مین
زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

خدا کے فضل سے وہ حسن ہے خادم بھی بیجوڑ ہین
جب آئینہ منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیری یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہے جسدم ترنگ مین دیوانہ آتا ہے

نکلتی ہے کسی پر جھوم کر وہ مجھپہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

بناوٹ سے بگڑ کر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اب تک یاد آتے ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹھون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم انکو بھولے بیٹھے ہین
کہان سے خط کتابت ہو کوئی جانا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑھانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

۱۳

جب آنکھ بند ہو گی دیدار دیکھ لینگے
کب تک چھپو گے ہمسے اے یار دیکھ لینگے

میخانہ بند تو ہو کاٹینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے

کھڑکی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے
ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھ دکھائیگا ناچار دیکھ لینگے

کوٹھے پر آکے صاحب جلوہ دکھایئے تو — غش ہونگے یا نہونگے دیدار دیکھ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا — موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

محبو لینگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی — طاؤس باغ جسدم رفتار دیکھ لینگے

وعدۂ جو وصل کا ہی گور و کفن مین اچھا — نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل مین سمایئے گا — جب چھپنے آیئے گا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے مین شیخی بگھار آکر — ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسی کا — سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے

غیرون سے دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا — اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے مین ان بتونکے اے قدر پھر پھرا کر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

۱۳

جب سانس مین لیتا ہون ایک آہ نکلتی ہے — پر جان بھی آہونکے ہمراہ نکلتی ہے

غم دوست سے دل اتنا جب آہ نکلتی ہے — ہونٹھون تلک آتی ہے اک واہ نکلتی ہے

اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہوا چھپکر — تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے

رلواتا ہی اے بدخو پھر ہاتھ ملیگا تو — بن بن کے مرے آنسو سب چاہ نکلتی ہے

کچھ بوسونکے بابت سے کچھ گالیان کھائی ہے — سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے

مین صبر کا ہون دشمن اس نام سے ہے الجھن — قد سے یہ میری جیکین کوتاہ نکلتی ہے

اس بحث سے کیا مطلب گو آتے ہو تم ہر شب — پر دل کی تمنا کب اے ماہ نکلتی ہے

تیر اُنکا جو چلتا ہے دل اس سے بہلتا ہے — جب تیر نکلتا ہے ایک آہ نکلتی ہے

رخسارون پہ اے دلبر ہی سبزۂ خط دو بھر — کیا تھہ سے ہر پھولون پر یہ کاہ نکلتی ہے

ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو	بن بن کے شہاب اب تو ہر آہ نکلتی ہے
دل آنکھوں سے لڑتا تھا آخر مین ہوا کشتا	اب کھود و لحد جس جا جنگاہ نکلتی ہے
غمزے تو کوئی دیکھے جب مانگتا ہون بوسے	کس نازمین ہونٹھون سے اے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹکتے ہین اب قدر لپکتے ہین ؎
اب کانٹے سرکتے ہین اب راہ نکلتی ہے

مسلون

۱۳

ایسی گردش مین پڑے داغ جگر آبلے ہوئے	داغ سی شعلہ ہوئے شعلون سے جوالے ہوئے
بیگنہ جیسے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا	بیٹھے رہتے ہین گریبان مین وہ سر ڈالے ہوئے
تابش رخ کی دلیلین ہین وہ چشمان سیاہ	گرمی اسد رجہ ہوئی دونون ہرن کالی ہوئے
موے مژگان مین درازی سی درازی ہی تری	تیر وہ پہلے ہوئے تیرون سے پھر بھالے ہوئے
بڑہتی دولت ہی مرے سینے مین غمہاے فراق	آگئے آہین جو نکلتی تھین وہ اناپے ہوئے
موہنی آنکھو مین تم رکھتے ہو اللہ رے اثر	جسکھڑی آنکھین لڑین آنکھون سے متوالی ہوئے
ٹھنڈی سانسین جو کبھی یارون نے فرقت مین بھرین	آبلے سینے مین جتنے تھے وہ سب ژالے ہوئے
چھاتیان ایسی کہان ایسی کمر کو ہے کہان	ساری اعضا صنم سانچے مین ہین ڈھالے ہوئے
میرا پیکر ہی مگر خاک گلستان سے بنا	جب بہار آئی مرے زخم جگر آلے ہوئے
قتل کرتے ہین وہ گال اُنکے وہ گیسوی سیاہ	آفتین ہیرے لیے گورے ہوئے کالے ہوئے
کیا نزاکت ہے ذرا باتون مین گرمائے جو وہ	شبنم گل کی طرح ہونٹھو نپہ چھالے ہوئے
شیر ابلق ہین تری آنکھین کب آہو ہین صنم	تیرے مژگان کٹھریکے ہین یہ پالے ہوئے

ترک ہو جائین نہ مدت کی ملاقاتین کہین
قدرؔ رہتے ہین بہت غصہ تراٹے اٹھاتے ہوئے

١١

شراب سرخ ہی معشوق ہین بوتل پہ بوتل ہے
وہ بجلی کوندتی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے

نکھر کر آج آئے ہو کروگے قتل کس کس کو
دھڑی ہونٹھون پہ مہندی ہاتھون مین آنکھون مین کاجل ہے

قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا ہے
کہ اب تو خفتگان خاک مین بے طرح ہلچل ہے

بہار آئی ہے اے زاہد چڑھی تھی مغز کو ایسی
پیالہ ہاتھ مین ہر دم بغل مین مے کی بوتل ہے

نکالا ہے جنون نے گھر سے ہم روتے ہین صحرا مین
وطن مین خاک اڑتی ہی مگر سرسبز جنگل ہے

کبھی آہین نکلتی ہین کبھی آنسو امنڈتے ہین
کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی فرقت مین بادل ہے

پھٹے کپڑون مین بھی رونق وہی ہے ہم فقیرون کی
فروغ اپنا بھی اس ظلمتکدہ مین مثل مشعل ہے

خمار اتنا ہے ای ساقی کہ سر مین درد ہوتا ہے
مین سر ٹکرا کے توڑونگا جو میخانہ مقفل ہے

مثال زلف اے بت تیرے سارے بل نکلجاتین
خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے

عجب رفتار ہے قاتل کہ لاکھون کشتہ ہوتے ہین
قدم ہے یا کہ خنجر ہی گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنین کیونکر نہ ابر رحمت آہین خاکسارون کی
بخارات زمین سے سنتے ہین ای قدرؔ بادل ہے

١٤

قدرؔ کیا ڈر جو موت آئی ہے
یہ بھی کیا یار کی جدائی ہے

جان تک تم پہ صدقے کرتا ہون
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

نالے کیسے دوہائیان دی ہین
کوئی سنتا نہین دوہائی ہے

کیا شب ہجر عاشقان کم ہے
زلف کیون اسقدر بڑھائی ہے

غیر کے روبرو سامنے بگڑ جانا
یہ بھی اک طرز آشنائی ہے

دیو ہجران ستا رہا ہی مجھے
ملک الموت کی دوہائی ہے

بوسہ مانگا تو گالیان پائین
کیا رقیبون نے مُنھ کی کھائی ہے

آپ سے ہو چلا ہون باہر
یہ جنون مین مجھے سمائی ہے

ناز تمکو دیا نیاز ہمین
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

دور کی سوجھتی ہے پی کے شراب
عینک آتشی چڑہائی ہے

اپنے دم تک ہین عشق کے جھگڑے
مر مٹے ہم تو پھر صفائی ہے

مجھکو آنکھین دکھاتا ہے ناصح
غمزۂ یار کی دوہائی ہے

ہجر مین ٹوٹتے ہین سب اعضا
پر شب وصل مومیائی ہے

جان دیتا ہون قدر رو رو کر
نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

تربت مین بیقراری دلمین بھری ہوئی ہے
سینے پہ سل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے

اُس بت کے زلف و لب سے کب جا بری ہوئی ہے
لیلی لسی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے

منڈتے ہی خط ہوا ہے آہوئے چشم نازان
سبزہ چرا ہی اسکو بیڈھب چری ہوئی ہے

کھلتے ہی ہجر مین آنکھ آنسو نکل پڑینگے
ڈبیا یہ موتیون سے مُنھ تک بھری ہوئی ہے

دیکھو فنا کی سیرین مٹی مین رل رہی ہے
جمشید کا پیالہ ہر کھوپری ہوئی ہے

گیسو نے دی ہی پھانسی آنکھ ہی دم ہمارا
یا رے اجل ہین شاید بڑی بھری ہوئی ہے

ہے میری آنکھ کاتل نظارے مین کسوٹی
سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے

اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ
کاجل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے

چاہ ذقن پر اُنکے آیا رقیب کا دل
گویا کنوئین کے مُنھ پر اک سل دھری ہوئی ہے

کرتا ہے ذبح تیرا یا جامہ گلبدن کا
خنجر ہمارے حق مین ہر خنجری ہوئی ہے

دور فلک نے کھوئے میرے حواس خمسہ
پتے سے گنجفے مین کیا ابتری ہوئی ہے

ہے چشم سرمگین سے پیدا رم غزالان
اس کال کوٹھری مین وحشت بھری ہوئی ہے

بوسہ دہن کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
یاقوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے

وہ سبز رنگ ایسا آنکھون مین گھُب گیا ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے

قد پہ مرا ہوا ہون آتی نہین قیامت
قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے

فصل بہار آئی سرسبز میکدہ ہے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے

ساقی کا فیض جاری منت کے بیڑے چھوٹے
کشتی مین مے جو آئی دریا بری ہوئی ہے

تردامنی ہماری مرنے پہ کام آئے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے

آنکھون سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمزہ
غمزے سے تیرے پیدا جادوگری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے **قدر** مجھسے پیدا یہ جوہری ہوئی ہے

١٧

وہ نگہ جری ہوئی ہے مری جانبری ہوئی ہے
یہ اُسے جری ہوئی ہے کہ اجل مری ہوئی ہے

کھُلے کیسے مژگان بھی اشک تا بدامان
مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے

ہے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہے صورت
مری زرد زرد رنگت گُل جعفری ہوئی ہے

جو ہے تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
جو مژہ ہوئی ہے شہپر تو نگہ سری ہوئی ہے

تو کھنچا کھنچا ہے کب سے کہین مجھپہ چل بھی جائے
تری تیغ ناز آگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے

مرا دل ہے کیا مصفا کبھی تو نے منھ نہ دیکھا
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے

جگر اُن سے پھٹ گیا ہے مرا دل اُچٹ گیا ہے
یہ ورق اُلٹ گیا ہے عجب ابتری ہوئی ہے

جو ہین پلکین فوج و لشکر تو ہی سرمہ تیغ و خنجر
تری آنکھ سے ستمگر کسے جانبری ہوئی ہے

مرا روز ہجر بیڈ ہب ہے سفید دیو یارب
وہ اڑی ہی وصل کی شب کہ سیہ پری ہوئی ہے

ترے لب پہ دل لبیا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے

ترا خط صبا جو لائی اسے کیون ہوا سمائی
نہ ہوئی ہے کچھ خدائی نہ پیمبری ہوئی ہے

ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہو تتاری
مری کشت عمر ساری انہین کی چری ہوئی ہے

کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی شرارت
یہی شوخی و شرارت ہمہ تن بھری ہوئی ہے

تری چشم سرمگین کا مرے دل مین دھیان آیا
مرے آئنے سے پیدا یہ سیہ پری ہوئی ہے

ابھی کوٹھے پر ملا ہے نہین کہکشان کو جیتے
تری مانگ موتیون سے وہ غضب بھری ہوئی ہے

ابھی رخ ترا ستم ہی ابھی خط سبز کم ہے
وہ گلاب کی قلم ہی کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مدح اسکے خط کی
چھنے قدر آج سبزی یہ ہمین چری ہوئی ہے

١١

زلفون مین پھنس کے کیا کوئی ان سے گلا کرے
کہتے ہین انس آپ سے میری بلا کرے

پانی کو دوڑتا ہون کہ گھر مین لگی ہی آگ
جب دل جلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے

کشتو نکو زندگی کی تمنا دوبارہ ہے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے

فرقت مین انکی ہمکو پڑا ہے خدا سی کام
وہ بھی خدا خدا کرین یونہین خدا کرے

اغیار انکے ہاتھ مین مہندی لگاتے ہین
ہے ہمکو حکم دست تاسف ملا کرے

آئنہ دیکھ دیکھ کے ششدر ہوئی ہین آپ
ایسا کسیکو بھی نہ خدا خود نما کرے

وہ قہقہے کی نگاہ کہان ہی کہ ہم پسین
وہ موہنی کہان کہ ہمین مبتلا کرے

تعریف اس سے بڑھ کے خوشامد ہی آپ کی
تم ایسے ہو کہ جان کو تمپر فدا کرے

ابرو کمان تیر مژہ برچھی ہے نگاہ
وہ ترک ہے اشارے مین لشکر کٹا کرے

عاشق وہ اُسکو کہتے ہین جو ظلم جھیل لے
معشوق اُسے سمجھتا ہون جو وفا کرے

کیون **قدر** ذکر قامت بالا کا چھڑ گیا
کہدون مین دل سے شور قیامت بپا کرے

۱۱

آنکھ پھیرو تو پر آشوب زمانہ ہوجائے
سینۂ عشاق کا تیرونکا نشانہ ہوجائے

صفحۂ دل سے مٹادے جو کوئی نقش دوئی
دونون عالم مین وہ یکتا ہی زمانہ ہوجائے

جان جان آپکے آنے مین اگر ہو کچھ دیر
پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہوجائے

ایک بوسے کا روادار نہوگا وہ شوخ
میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہوجائے

اُنکو زلفونکی بناوٹ کا جو آجائے خیال
دل صد چاک جسے کہتے ہین شانہ ہوجائے

ہر مژہ یار کی خسخانے مین فوارہ ہو
دل جسے کہتے ہین پانی کا خزانہ ہوجائے

قدر در ذات جو لو نام امام مظلوم
گہر اشک بھی تسبیح کا دانہ ہوجائے

۱۲

گھیرا ہی روئے یار کو زلف دراز نے
قرآن اُٹھا لیا ہے بڑے جعلساز نے

دل مل دیا تری مژۂ جانگداز نے
صعوہ کو آکے چھاپ لیا شاہباز نے

سجدے سے سر اُٹھا نہین سکتا ہین یا کریم
ایسا خجل کیا ہے ریائی نماز نے

اُسپر فدا مجھے کیا میرا مطیع اُسے
اُس حور وش کی ناز نے میرے نیاز نے

وہ اشک گرم پونچھکے بیچین ہوگئے
گھلا دیا انہین مری سوز و گداز نے

جب عشق ہو خیال کہان آبرو کا پھر
محمود کو غلام بنایا ایاز نے

تارے جو ٹوٹتے ہین تو کہتا ہے وہ قمر
شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقباز نے

جب کوچۂ ستم مین دھرا یار نے قدم
جھک کر قدم لیے وہین زلف دراز نے

بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اُٹھے
مارا ہے مجھکو بس اسی ناز و نیاز نے

برسو نمین اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب
سو شعبدے کیے فلک حقہ باز نے

گلزار روزگار مین پھولے پھلے نہ ہم
پامال کر دیا ہمین اُس سرو ناز نے

جنت مین ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو
کیا قدر کی ہے **قدر** کی شاہ حجاز نے

۱۶

دیدار کا اگر ہمکو انتظار ہو جائے
آنکھ مین جو پتلی ہے روے یار ہو جائے

جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہو جائے
کیون نہ مجھکو مرنے پر بھی فشار ہو جائے

پھولونکی وہان کثرت اُسکی پھول سی رنگت
گم کہین نہ گلشن مین وہ نگار ہو جائے

کرتی ہے جبین تیری کسقدر عرق ریزی
تا کہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے

اُٹھکے پلہ میزان ہو خفیف محشر مین
کاش ہر گنہ میرا جسم زار ہو جائے

جب نورا چڑھی عینک اپنا تو توا کی
دیکھ لون مین جس رُخ کو روئے یار ہو جائے

دفن کر نہ ای قاتل مین ابھی تو باقی ہون
کشتونکا نئے سر سے پھر شمار ہو جائے

ایسا دشتِ وحشت مین خشک ہے مرا لاشہ
رند کے پاے مجنون کا ایک خار ہو جائے

اپنی دل ہی لے ظالم تیرا دل بدل لون مین
کچھ اگر خدائی مین اختیار ہو جائے

جب سفید کپڑون سے چھوٹ نکلے تن کا رنگ
خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے

ذکر زلف پیچان سے حلق مین پڑا پھندا
پانی تک جو اُترا ہو زہر مار ہو جائے

سیر دشت وحشت مین خار اگر نہ بہونمین
خود ہی پاون کی بیڑی خار دار ہو جائے

دل مین وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی
باغ مین اگر جائے تو بہار ہو جائے

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھ لین ترا جلوہ
آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو

جب ذرا مرے دل کو انتشار ہو جائے
میری جو خوشامد ہو ناگوار ہو جائے

مشق دید بازی مین قدر ہے قدر انداز
آئے جو شکار افگن خود شکار ہو جائے

۱۵

چہرے پر ابھی خط سیہ فام نہین ہے
وہ صبح ہے یہ جسکی کہین شام نہین ہے

کہتے ہین وہ آئینے سے آنکھ اپنی لڑا کر
اسطرح کا تو دام کہین بادام نہین ہے

تعظیم کو اُٹھتے ہین بیابان مین بگولے
گو شہر مین کچھ عزت و اکرام نہین ہے

دل تمنے جلایا تھا کلیجا بھی پکایا
اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہین ہے

جانباز بہت کوچۂ جانان مین ہوئے ذبح
کعبے مین کوئی قابل احرام نہین ہے

اک مصرع برجستہ ہے ہر موج مئی ناب
دیوان ہے جامی کا مرا جام نہین ہے

پھر داغ جگر کھلتے ہین پھولونکی طرح سے
پھر آج بغل مین وہ گل اندام نہین ہے

ہٹ جائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی
خم منھ سے لگانے کو یہان جام نہین ہے

کیا کام تمھین خیر جو ناکام رہے ہم
سو کام تمھین ہون ہمین کچھ کام نہین ہے

تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر
بیمار ترا صبح نہین شام نہین ہے

افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین
گمنام ہوا پھر بھی مرا نام نہین ہے

جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے
ہے کون جو خورشید لب بام نہین ہے

پوچھا جو مرا نام مین رو رو کے یہ بولا
گمنام ہون بدنام ہون کچھ نام نہین ہے

اس خاک نے کیا نامیونکی خاک اُڑائی
ڈھونڈھو تو کہین گور مین بہرام نہین ہے

ساقی نہوا قدر کی جانب کوئی دورہ

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہین ہے

وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے ۹ مین یہ بولا قصۂ فرقت تو جانی یاد ہے
قید مین جی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے
الفت گیسو مین مر مر کے بچے ہین ای قمر رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے
شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھیے لینگے خط یا کہدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے
نزع مین بھی دہیان ہی زلف قمر رخسار کا مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے
جوش وحشت جنون تھا کیا سبک عالم مین تھے ہتکڑی بیڑی کی اب تک وہ گرانی یاد ہے
کردیا برباد مثل ذرہ ای خورشید رو چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے
جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھی یاد پیری آئی ہے تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو قدر پھر بھی عشق کو سمجھے نہی
زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہی ۱۳ مہر کے سامنے سہا کیا ہے
ہمنے مانا کہ تو نہین کوئی شے پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے
چاک کرتے ہین سینہ یہ کہکر دیکھین تو ترے پاس کیا کیا ہے
ہمنے جھیلی ہین ہجر کی راتین حشر ای واعظو بلا کیا ہے
زر ہے کیا مال انکسار ہے مول ہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے
کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے
مر رہے ہین رقیب مرنے دو اسمین نقصان آپکا کیا ہے
ہین دہان و کمر اگر معدوم پھر یہ نقطہ سا وہم سا کیا ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے
تمھین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے

کبھی تھوکین نہ مردِ دنیا پر
تف یہ مکار بیسوا کیا ہے

میرے پہلو مین دل ہوا انہوا
آپ کا اسمین مدعا کیا ہے

روز عشاق قتل ہوتے ہین
کوئی کہتا نہین خطا کیا ہے

قدر مرتا ہے غم مین یا اُستاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

۱۱

پاس آؤ مضایقا کیا ہے
یون تو پھر وہم کی دوا کیا ہے

آدمی آدمی یہ مرتا ہے
نہین معلوم یہ بلا کیا ہے

آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار
آرزو تیرے دل مین کیا کیا ہے

وہ بلا آہِ نارسا ہے مری
کہ ترا گیسو رسا کیا ہے

دل وہی ہم وہی حضور وہی
دل تو دل ہمسے پھر حیا کیا ہے

جان جاتی ہے غم مین بسم اللہ
ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے

ایک بوسے پہ سیکڑون باتین
ارے صاحب تمھین ہوا کیا ہے

کسے دیکھون کسے نہ دیکھون مین
مونڈھے ہے کیا گات کیا گلا کیا ہے

یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان
دیکھئے مرضی خدا کیا ہے

ہاتھ مین میرا خون ملکے کہا
اسکے آگے بھلا حنا کیا ہے

لیچلی دل نگاہِ دزدیدہ
دوڑ اے قدر دیکھتا کیا ہے

۱۲

کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے
لب ہے مسیح آنکھ تری انگریز ہے

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے
وہ چال چل رہے ہین کہ اک رستخیز ہے

بے دست و پا ہون عشق کی آگے جھکا ہی سر
دست ستیز ہے نہ تو پاے گریز ہے

رندونکا دل بھرا ہے مئی لعل فام سے
سب میکدونمین آج صدای بریز ہے

پل ہے صراط کا کمر و ابرو بتان
باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے

اللہ رے انتظار گل رخ کی دید کا
آنسو نہین ہین دست فرہ عطر بیز ہے

اے ہمدمو لحد مین ذرا چین ہو نصیب
اُسکو نہ لائیے وہ بڑا فتنہ خیز ہے

آنکھین چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر
چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے

سیماب در آگ کا عالم ہے وصل مین
جتنا ملا مین یار کو اوتنی گریز ہے

اللہ رے دماغ ہمارے سیج کا
غنچون کی کرسیان ہین تو پھولونکی میز ہے

ابرو کے نیمچون نے غضب قہر ڈہا دیا
افشان نہین ہے جوہر شمشیر تیز ہے

کیا جاؤن حال قال مین میخانہ چھوڑ کر
مکار صحبتون سے تو مجھکو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکر فکر کی
اے قدر یہ عروس سخن کا جہیز ہے

۱۲

ذرا مین آنکھ تیری اے بت بیپیر پھرتی ہے
چھری میرے گلے پر مفت بے تقصیر پھرتی ہے

یہ نقشا دل مین کافی تھا مرقع کسنے کھچوایا
غضب ہے ہاتھون ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی ہے

کوئی حکمت نہین چلتی خدا کے کارخانے مین
دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

نہین ہٹتا گلا اپنا تو اُسکا ہاتھ پھرتا ہے
جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے

لب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتونمین
چمن مین بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے

لحد پر یار کا وا دیتا ہے آ کے توسن کو
ہماری خاک اُڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

فقط ہی میرے دلکے واسطے یہ جنبش ابرو
مرے دُرِّ نجف سے آپکی شمشیر پھرتی ہے

ڈہلا ہی نیل آنکھونکا پھری ہین پتلیان میری
مگر آنکھونکے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے

شب وصل صنم مین اے موذن ذبح ہوتا ہون
چھری بنکر زبان تیری دم تکبیر پھرتی ہے

لب شیرین کے بوسونکا مزہ جاتا نہین مُنہ سے
زبان ہونٹھون پر اب تک ای بت بے پیر پھرتی ہے

مہ و خورشید بنکر جابجا صورت ملانے کو
کبھی شبکو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے

یہ نیچی نظرین مارے ڈالتی ہین اسطرف دیکھو
قیامت ہے حیا باندہے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ **قدر** سے راضی کبھی ناراض رہتی ہین
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

١٣

کیون لحد مین رہے نہ تاریکی
عمر بھر مین نے سیہ کاری کی

وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

آپ کے سامنے یوسف کیا ہین
قدر کیا مردم بازاری کی

کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت
نوکری کی بھی تو سرکاری کی

زلف و رخسار سے ہم مست ہوئے
شب مہتاب مین میخواری کی

کردے یارب مرے دلکو پُر داغ
تو نے طاؤس پہ گل کاری کی

آنکھ ملتے ہی مرا دل پھانسا
سیند دیتے ہی گرفتاری کی

کوے جانان مین لڑائین آنکھین
کعبۃ اللہ مین میخواری کی

بنگئین اپنی فلک سیر آہین
ڈوریان خیمۂ زنگاری کی

کچھ بھی غفلت کا نہ ثمرا پایا
ملی تنخواہ نہ بیکاری کی

بوسے پر بوسے لیے آنکھونکے
رات بھر وصل مین میخواری کی

نیم باز آنکھوں سے کھلجاتی ہین ۔ حالتین مستی و ہشیاری کی

قدر پیری مین ہوا پا بر کاب
صبحدم کوچ کی تیاری کی ہے

۱۵

اشک دریا کیطرح اُمڈے ہین بیتابی سے ۔ پتلیان آنکھو نمین کچھ کم نہین مرغابی سے

اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی ۔ باغ مین پھول کنول بنگئے شادابی سے

خون عاشق سے کرو خنجر بران سیراب ۔ کہ زبان اسکی نکل آئی ہے بیآبی سے

تیرے جلوے سی لب بام ہے یہ جلوہ گری ۔ ماہ گردون کو چکا چوندھ ہی مہتابی سے

جان بیجا نہ ہے ملتا نہین لعل لب یار ۔ مول بڑہ جاتا ہی ہر چیز کا نایابی سے

کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب ۔ رات بھر نیند نہ آئی مجھے بدخوابی سے

دل سوزان نہین اک شعلہ جوالا ہی ۔ چین جسکو کسی پہلو نہین بیتابی سے

سو اُٹھے ہو تو ادھر میٹھی نظر سے دیکھو ۔ لوز بادام سے آنکھین ہین شکرخوابی سے

حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہین ہم ۔ انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے

لب نازک سے جو مستی کی اُداہٹ پھوٹی ۔ فالسائی وہ ہوئے بات ہین عنابی سے

کی دعا لاکھ مگر میرے مقدر نہ کھلے ۔ یہ وہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہین چابی سے

مردم چشم کو آئینے مین کیا دیکھتے ہو ۔ جھانکتی ہین تمھین پریان در محرابی سے

آپ ہی مجھکو مٹایا ہے تو ماتم کیسا ۔ اے فلک فایدہ کیا پیرہن آبی سے

فرقت یار مین جل بھن ہوئین دونون آنکھین ۔ مردم چشم ترا کرتے ہین مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتے پھرتے ہر وقت
قدر کیون آنکھ لڑاؤ کسی ہر باپی سے

١٠

ہوئی ہے ہم مین اور اُس گل مین کیا کیا مار پھولونکی
گلے تک اُٹھ گئی گلزار مین دیوار پھولون کی

بہار آئی ہی گلشن نے قباے سبز بدلی ہے
جوانان چمن کے سر پہ ہی دستار پھولون کی

مین وہ رنگین بیان ہون جب کبھی گلشن مین جا نکلون
مجھے دے نذر ڈالی بلبل نادار پھولون کی

خزا نکے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم مین
لٹی ہے باغ مین افسوس کیا سرکار پھولونکی

چمن مین آجکل اس زور سے پانی برستا ہے
ہوئی ہے بلبلون پر ہر طرف بوچھار پھولونکی

سراپا داغ چیچک مین نمایان جسم نازک پر
بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار پھولونکی

سمن رخسار نرگس آنکھ زنبق ناک لب لالہ
بہار اب دیکھتا ہون ایک گل مین چار پھولونکی

بکے ہین کوڑیو نکے مول دعوی کرکے اُس گل سے
گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار پھولونکی

گزرا حباب کا ہوتا نہین گور غریبان پر
ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار پھولونکی

رسائی قدر کی کیونکر ہو اُس بزم رنگین مین
چمن مین رکھتے ہین صحبت ہمیشہ خار پھولونکی

١٢

ہجر مین دے دے پٹکتی ہی ہوا ساونکی
ہو گئی کالی بلا اودی گھٹا ساونکی

اشک بھر آئے مرے ابتو بلا مے مجھکو
دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی

آج گل کوئی پیے مے تو نہ تر دامن ہو
دھوئے دیتی ہے گناہونکو گھٹا ساونکی

ابر بنکے اُٹھا گنج شہیدان سے بخار
جب رچی ہاتھ مین قاتل کے حنا ساونکی

مسی مالیدہ لب یار رُلاتے ہین مجھے
پانی برساتی ہے جسطرح گھٹا ساونکی

آہ کرتا ہون جو رو رو کے تو فرماتے ہین
واہ کیا سُر ہے انروزون ہوا ساونکی

برگ گل ہین کہ جوانان چمن نے شاید
ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دعا ساونکی

برق چمکیگی جو فرقت مین تو اُچھلیگا جگر
دل بھر آئیگا جو آئیگی گھٹا ساونکی

ہوتی ہے ہوس سے طبیعت جو حسین چھوتے ہین
خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش
ساقی قدرت ہے عجب ہوش ربا ساونکی

مہر داغ دل سوزان ہین ہے بجلی کی چمک
لو بھی سمجھیے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

۹

پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے
اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا
لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے
اک فقط مجھکو دردسر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا
کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے موباف
بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہو نسے انکے دلمین اثر
کبھی یون بھی اڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو ہمین
تھا جدھر منھ ترا ادھر ہی تو ہے

پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین
چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

۱۷

دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی
خیر صورت آشنائی ہو گئی

مثل مینا پیٹ کا ہلکا ہو
منھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

آج کل یہ سرو مہری چھائی ہے
شمع انگشت حنائی ہو گئی

ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین
شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی — شرم بڑھ کر خودنمائی ہو گئی
چھیڑنا دنزاکت کا اچھا نہین — لیجیے آخر لڑائی ہو گئی
کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام — بات جو نکلی دوہائی ہو گئی
لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے — خودبخود میری رہائی ہو گئی
ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم — قبر گویا چارپائی ہو گئی
ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے — کسقدر تم مین رکھائی ہو گئی
جب مزہ الفقر فخری کا ملا — ہم یہ سمجھے پادشائی ہو گئی
عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے — دیو ہجران سے کلائی ہو گئی
ہو گئے لاکھون خداوند آج کل — نام کو گھر خدائی ہو گئی
آئنہ بھی ہو گیا اُن پر فقیر — چار ابرو کی صفائی ہو گئی
ہو گئی اکسیر کار وغن شراب — یار کی رنگت طلائی ہو گئی
فکر میری عرش تک جانے لگی — اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہو گئی

زلف پر اے **قدر** رستا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑھائی ہو گئی

دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے — جس سے کو پیجیے وہ شراب طہور ہے — ١٠
نیلم ہے خال پنجہ ہی مرجان عقیق لب — الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے
ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائیے جہان — کیونکہ کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے
ہجر بتا نمین اب تو لہو تھوکنے لگے — شاید کہ اپنا شیشۂ دل چور چور ہے
دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دھمکیان — واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

یک لخت بڑہتا جاتا ہے نالہ فراق مین
ثابت ہوا کہ نالہ نہین نفخ صور ہے

اے یار ہمنے آپکو پایا جہان تہان
کعبے مین بتکدے مین تمھارا ظہور ہے

چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہین
کوٹھا بھی چاندنی مین یہ از کوہ طور ہے

پوشیدہ و عیان ہے اسیطرح ذات پاک
جیسے فلک سے مہر کا عالم مین نور ہے

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار مین
اے **قدر** اُسکا نام رحیم و غفور ہے

١٨

بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قیامت کیسی
سر پہ ٹوٹی مرے اللہ قیامت کیسی

منعمو دین مین اللہ کے خست کیسی
خاک مین مل گئی قارونکی دولت کیسی

مے جو مہنگی ہی تو ہو جانچ تو لین ای ساقی
ذائقہ کیسا ہی بو کیسی ہے رنگت کیسی

سر پٹکتا ہون مین چوکھٹ پہ تو فرماتی ہین
آج دروازے پہ بجتی ہی یہ نوبت کیسی

خاک مین گڑ گیا مین تم جو مرے واسطے رو
کیا کہون تمسے ہوئی مجھکو ندامت کیسی

نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ احباب اپنے
دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی

کیا کمر کوسے ہین کیا گات ہی کیا مکھڑا ہے
انہین دو چار سے ہی آپکی شہرت کیسی

نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے
گھنگھرو چوٹ پڑی ای شب فرقت کیسی

نالے سن سنکے مرے یار کا دل بھر آیا
سوز سن سنکر اُسے آگئی رقت کیسی

ملنے دے لینے دو ہمین حسن اگر چاہتے ہو
دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی

چار آنسو نہ کبھی تمنے بہائے آکر
میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی

کچھ نہین سوجھتا ظلمت کدۂ عالم مین
پردے پڑ جاتے ہین ہو جاتی ہی غفلت کیسی

زلفین اولجھی رہین ابرو رہی سرگوشی مین
دلکو لیکر تری چتون ہوئی چمپت کیسی

چار فقرو نمین نکیرین کو سمجھایا ہے
ہمنے پائی ہے شام فراغت کیسی

اپنے دیوانے سی کیون بھاگتی ہین کوسون آپ
مجھکو وحشت ہے تو ہو آپکو وحشت کیسی

ہای افسوس کسینے بھی نہ پوچھا اتنا
کد ہی ہے ترے کوچے مین یہ تربت کیسی

واہ ذاو جدو جوان حسل علی ارشد وصبح
انہین لوگون سے ہوئی ہے مری شہرت کیسی

پیار سے سینہ پہ منھ رکھکے وہ فرماتے ہین
قدر سچ سچ کہو اسدم ہے طبیعت کیسی

کب ہڈیون سی ہے مری تربت بھری ہوئی ۔۔ حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی

ای چرخ تیرے گھر مین ستم کی کمی نہین
ہے سات کر سیونکی کرامت بھری ہوئی

کیا خال کالے کالے ہین کیا چہرہ لال لال
اصلی ہے کیون حضور کہ رنگت بھری ہوئی

مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو
باقی تو سب طرف سے ہے نیت بھری ہوئی

کیا قہر ہے کہ میرا ٹھکانا کہین نہین
دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی

امید مغفرت کی سیہ کاریون مین ہے
کالی گھٹا مین دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی

آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہے نبض
رگ رگ مین خون کیطرح ہے وحشت بھری ہوئی

مسی کے بدلے منھ مین ہزارون ہین بے نقط
آنکھون مین جا ہے سرمہ شرارت بھری ہوئی

ہوتا شباب مین گل افسردہ رخ ترا
مین ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی

یہ لکھکے پرزے پرزے کیا نامہ یار نے
جب دیکھیے تو خط مین شکایت بھری ہوئی

یارب غم فراق تو کھایا سنجائے گا
اس کھانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی

دل مین ہے زلف و خال کی الفت بھری ہوئی ۔۔ ہے سانپ بچھوون سے یہ تربت بھری ہوئی

سچ ہی تمھیں رقیب کا کیونکر ہو اعتبار
مخمل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن
مین آبلے کی شکل ہون چھیڑو نہ تم مجھے
آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
رونے سے میرے خوش تو ہو کبھی برہمن
دل مین برابر آرزوؤن کا پڑا ہے کھیت
ہر رونگٹے سے آتی ہی بانگ انا الحبیب
آئے بھی میرے گھر تو وہ غیرونکے ساتھ ساتھ
کیسا جماہے ساقی رنگین مزاج واہ

سب رنگ کی جہانمین ہی خلقت بھری ہوئی
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی
آنسو تلے ہوئے ہین طبیعت بھری ہوئی
وحدت ہے میرے دلمین بکثرت بھری ہوئی
ہے موتیون سے چشم مروت بھری ہوئی
مردون سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی
مانند روح تن مین ہے الفت بھری ہوئی
الفت بھی کی تو مجھسے عداوت بھری ہوئی
شیشونمین مئی دکانمین نفاست بھری ہوئی

اے قدر انکو ظلم دیا حق نے ہمکو صبر
ہر بات سے ہے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

۱۴

ٹھہرو مین خود بھیر لونگا لیکے خنجر آپ سے
آپ سی آنکھین نہ گیسوے معنبر آپ سے
خاک صحرا تھی بچھونا سنگ تکیے کی عوض
ہجر کی شب چونک چونک اٹھتا ہون برابا ہو نمین
خیر جاؤ اے صنم اللہ حافظ آپ کا
یا الٰہی لامکان تک ایک شہرا رہے
یہ وہی تو حضرت دل ہین بڑے شہ زندہ دار
غیر تو محفل مین آئین بندہ ڈیوڑہی تک نہ آئے

آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہین باہر آپ سے
اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ سے
حال وحشت کیا کہون خاک بستر آپ سے
نیند مین باتین کیا کرتا ہون شب بھر آپ سے
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے
حسن مانگے پنجۂ خورشید انور آپ سے
ذکر انکا آچکا ہے بار اکثر آپ سے
ہان یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

کونسا نقصان ہے کیون پھیری دیتے ہین حضور
کسکے ہاتھون جا کے بیچون دلکو لیکر آپ سے

کنگھی کرنے مین اُلجھ پڑتی ہے یہ سر زوریان
بل کی پھر لینے لگی زلف معنبر آپ سے

قامت بالا دکھا کر جتنا جی چاہے مٹاؤ
اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے

تم نہین آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور
بے مروت ہم نہین اے ماہ انور آپ سے

خیر اب مانین نہ مانین آپکو ہے اختیار
کھ اُٹھا ہون اپنے دل کی ہو کے مضطر آپ سے

شاعری پر یہ گھمنڈ اے **قادر** توبہ کیجیے
اب بھی دنیا مین پڑے ہین لاکھون بہتر آپ سے

١٦

جب نمود گالون پر خط یار ہو جائے
خطۂ حلب سارا سبزوار ہو جائے

غم مین کھیل وہ سمجھے تن جو زار ہو جائے
طفل روح فرقت مین نیسوار ہو جائے

ہم اگر قیامت مین جھکے ٹکٹکی باندھین
آفتاب محشر بھی روسے یار ہو جائے

منکر ہون مین ایسا آہ کرکے جب اُٹھون
آتے آتے اُس در تک تن غبار ہو جائے

چھوٹے جو مرا چھالا ہو صدا انا الحق کی
معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے

کروٹین جو دل بدلے پیچ و تاب سے ہمین
کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے

سو شرابی اک شیشہ یک انار و صد بیمار
کسکے کسکے آنکھون پر دل نثار ہو جائے

میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا
کیون نہ سرو قمری کو خار خار ہو جائے

دیدۂ مروت مین موہنی نگاہین ہین
غیر کو اگر دیکھون میرا یار ہو جائے

زار ہون یہ طفلی سے پیار ہی مین موت آئی
خود کنار مادر مین اک فشار ہو جائے

اشک سے اگر سینچین باغ طالب دیدار
شاخ مین جو گل نکلے روسے یار ہو جائے

زلف سے جو دل کھینچے جذب دل سے کھنچ آئے
وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے

داغ ہی یہ حسرت سے حسرتوں کی کثرت سے — اپنا سینہ پرخون لالہ زار ہو جائے
دل سے تنگ آیا ہون جب دیکھی ہو بیچین — اور اگر انہین دیکھے بیقرار ہو جائے
یہ نقطے سے یار چھپی ہے نظر تو دیکھون مین — سینے پر نہ آنچ آئے دل کے پار ہو جائے

حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقۂ وحدت
یار قدر ہو جائے قدر یار ہو جائے

غزل مسلسل

۲۱

جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بیقرار ہوتے — جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدۂ اشکبار ہوتے
جو ہاتھ ہمکو خدا بناتا تو دست افسوس ہوتے اپنا — جو پاؤن ہمکو خدا بناتا تو اپنا پاے فگار ہوتے
جو ہمکو پہلو خدا بناتا تو بنتے ہم چاک چاک پہلو — جو ہمکو سینہ خدا بناتا تو سینۂ رخنہ دار ہوتے
خدا جو سر ہی ہمین بناتا تو بنتے فرہاد کا سر شق — خدا جو قد ہی ہمین بناتا تو قیس کا جسم زار ہوتے
جو گرد کر کے خدا اُڑاتا تو اُڑتے گرد ملال ہو کر — جو سنگ کر کے خدا جماتا تو جمکے لوح مزار ہوتے
جو خاک ہمکو خدا بناتا تو کٹکے ہم آب آب ہوتے — جو آب ہمکو خدا بناتا تو مٹکے ہم خاکسار ہوتے
خدا ہمین آسمان بناتا تو سبزۂ پائمال بنتے — خدا ہمین کہکشان بناتا تو جادۂ رہگزار ہوتے
جو نقش ہمکو خدا بناتا تو بنتے ہم نقش نامرادی — غبار ہمکو خدا بناتا تو اپنے دل کا غبار ہوتے
جو پھول ہمکو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل — جو نخل ہمکو خدا بناتا تو جلکے نخل چنار ہوتے
جو خار ہمکو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت — جو بار ہمکو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے
خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے اپنی گلے اُلجھکر — خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے
خدا جو شانہ ہمین بناتا تو ہم خلش ہوتی اپنے دل کے — خدا جو آئنہ ہمکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

جو عقدہ ہمکو خدا بنا تا تو عقدہ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بنا تا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے

جو روز ہمکو خدا بنا تا تو بنتے روز فراقِ جانان
جو رات ہمکو خدا بنا تا تو ہم شبِ انتظار ہوتے

جو بزم عشرت خدا بنا تا تو بنتے ہم انقلاب دوران
جو دور ساغر خدا بنا تا تو گردشِ روزگار ہوتے

کباب ہمکو خدا بنا تا تو پھنک کے سوز کباب بنتے
شراب ہمکو خدا بنا تا تو کھنچکے مے کا خمار ہوتے

خدا ہماری جو پر لگا تا تو شمع کو پروانہ بنکے جلتے
خدا جو نغمے ہمین سکھا تا تو دلکو نالان ہزار ہوتے

جگر ہمارا خدا جلا تا تو جان کرتے سپتی ہم آسیر
جو دلکو مردہ خدا بنا تا تو اُسکے ہم سوگوار ہوتے

خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بنتے ہم سمندر
خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے

خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غضب کے
خدا کسی کا انیس کرتا تو تھکے غمگسار ہوتے

غرضکہ ایسا مصیبتون کا ہمارے دلکو مزا پڑا ہے
کہ قدر ہمکو خدا بنا تا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

رباعیات

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
لاثانی ہے تو ہو بہو تو ہی ہے

انسان کے جامے مین عیاذاً باللہ
باللہ کہ ہم ہمین نہین تو تو ہی ہے

رباعی

ممکن نہین بے صلاح یار اے نظر
یا دل کی ہوا ہمین راسے یار اے نظر

دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
دیکھو جو نظر کو نہین یار اے نظر

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھونگا مین
کیا قبر سے بیقرار اُٹھونگا مین
جب امتی امتی سنونگا اے قدر
احمدؐ احمدؐ پکار اُٹھونگا مین

رباعی

غفلت جو جہان مین تجھسے ناشی ہوگی
مرنے پہ کمال جان خراشی ہوگی
دنیا سے تو چل لحد مین دیتے ہین جواب
اس شہر کے ناکے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور کسنے دیکھا
فرہاد کا سارا زور کسنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چلکر
ناچا جنگل مین مور کسنے دیکھا

رباعی

ساقی کو پڑا ہے تمسے اچھا پالا
میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھیے ہاتھ مین ہے مے کی بوتل
اے قدر یہ تم نے خوب تقوا پالا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
مٹی مین ملا نہ اے خودآرا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

رباعی

پھر شہر مین قدر سا سخندان آیا
پھر باغ مین بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخاے سخن
پھر مصر سے یوسف سوے کنعان آیا

رباعی

دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے
ہر آنکھ مین مثل اشک گہر رہتا ہے
قطرہ بھی ٹپکنے مین گہر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلاے ناگہانی ہم پر
جو مرگ پدر مین قدر ہم پر گزری
انا للہ بن گئی ہے دم پر
ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے مین یہ غم نہین تو سینا بیکار
بالفرض اگر غم مسیحا ملجاے
مینا مین یہ مے نہین تو مینا بیکار
واللہ کہ بے پدر ہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا
یہ دور عدم کی راہ اور آپ ضعیف
بازو سے قوی دستگیری مین تھا
مجھکو نہ لیا عصاے پیری مین تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے اولا تجھسے
یون میرا پدر رہو ہینۂ زخم لحد
ظالم سمجھے گا میرا مولا تجھسے
امید نہ تھی یہ اے ہنولا تجھسے

رباعی

ہو مہر علی تو در دگھٹ جاے ابھی
ہے رجعت خورشید اسی سے ای قدر
واللہ کسوف غم بھی ہٹ جاے ابھی
وہ چاہے تو قسمت بھی پلٹ جاے ابھی

رباعی

اے شاہ ملک مآب جلدی پونہچو
اے ماہ فلک جناب جلدی پونہچو
سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے
یا حضرت بوتراب جلدی پونہچو

رباعی

اللہ پر شاکر ہون خدا اسکا گواہ
دیتا ہے وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندون سے کیا توقع رکھے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

سو جان سے ہین فدای نام حسنین
ہے چشم و دل و جگر مقام حسنین
ہم روز ولادت سے ہوئے نام آور
تاریخی نام ہے غلام حسنین ۱۲۴۹

رباعی

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند
پھر غالب و بحر نے بتائے پیوند
سمجھا بھی زمانے مین نہوگا ای قدر
بدنام کنندۂ نکو نامے چند

رباعی

درجے مین بڑھا ہوا ہی جس تس سے قدر
دوگنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دوئی کا
پھر آس پہ ہے ہمعدد مدرس سے قدر ۳۰۴

رباعی

اے قدر عبث موت تجھے کھلتی ہے
ساعت بھی حساب سے کہین ٹلتی ہے
ہر تا نفس سوئی ہی گھنٹے گن لے
یہ دل کی دھڑک نہین گھڑی چلتی ہے

رباعی

بعضے کہتے ہین شعر کہنا ہے نحس
بعضے کہتے ہین اسکا لہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہو تو مردہ ہے بشر
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

رباعی

اس بزم مین اپنی مہربان ہین سب لوگ
معشوق مزاج و نوجوان ہین سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہین
گویا محبوب بے دہان ہین سب لوگ

رباعی

ہر فرع مین بار شاخ ہو جائے گا
ہر بیت مین اوج کاخ ہو جائے گا
اے قدر بہت ذکر بتان کرتا ہے
دیوان ترا سنگلاخ ہو جائیگا

رباعی

کچھ آپ بتائین اسکا چارا صاحب
اف اوہ زکام نے تو مارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرارا صاحب
دم ناک مین ہو گیا ہمارا صاحب

رباعی

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے
بھر جائے جو پیٹ پھر می احمر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شرابین بھی دین
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر دے

رباعی

کب تک قاضی سے مین ڈرونگا توبہ
کب تک مفتی کا دم بھرون گا توبہ
دیوانے ہو زاہد و بہار آئی ہے
اس فصل مین مین توبہ کرون گا توبہ

رباعی

بندے نے خزان بھر تو نباہی توبہ
سو بار کہا کہ برگزشتہ صلوات
آتے ہی بہار ٹوٹی کیا ہی توبہ
پھر توبہ شکن ہوا الٰہی توبہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے
ای پیر مغان تجھی سے بیعت ہین
خرقہ جُبہ اُتار ڈالا ہم نے
لے اب تو پیا ترا پیالا ہم نے

رباعی

جسوقت کا منتظر تھا قد رآیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیان اُبھری ہین
کیا اُن پہ شباب مثل بدر آیا ہے
ہر ایک انار اب تو گدرایا ہے

رباعی

داغونکا بندھا جو زور ہمنے دیکھا
ناسور پڑا جگر مین ناسور مین داغ
زخمو نمین رہا جو چور ہمنے دیکھا
یہ چور کے گھر مین مور ہمنے دیکھا

رباعی

آورد چو نامہ قاصد فرخ چہر
بالید چنان دلم کہ گردید سپہر
از جوشش نشاط و طرب الفت و مہر
پس مہر علی بران سپہر آمد مہر

رباعی

ہین موج کی مثل خط کی سطرین بیتاب
ڈوبا ہے سفینہ حواس خمسہ
جلکے مین ہے ہر دائرہ تشکل گرداب
القاب نہ یاد ہے نہ مجھکو آداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا
پر سلسلۂ وفا نہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے
توڑا تو نظام پور مین دم توڑا

رباعی

تھی شعر سے قدر خوش بیان کو گردش
جسطرح سخن سے ہو زبان کو گردش
چکر مین تھا بلگرام گردش سے مری
تھی چاند کے ساتھ آسمان کو گردش

رباعی

دس سال کے بعد مین وطن مین آیا
ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا ؤ رپہ پھر عدن مین آیا
نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے
سوچو تو زمانہ کسکے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو نہین ہوئے تھے پیدا
روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کوے بتان سے روتے ہم نکلے تھے
اسطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے
جسطرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر بجز نکوئی نکرے
وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہین استخوان زبانمین ای قدر
نکتہ یہ ہے کہ سخنگوئی نکرے

رباعی

ہمکو وہ رُخ سُرخ دکھانے آؤ — اس پردے مین غیرونکو جلانے آؤ
مُنھ کھولے چلے آؤ برنگ خورشید — اے سیم بدن کھلے خزانے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلا کرے گا قاضی — ہو وصل یونہین بُکا کریگا قاضی
ہے شرط نکاح مین بھی ایجاب قبول — دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارب تری رحمت پہ فدا میری حیات — ہر بات مین رحم واہ تیری کیا بات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر — جنت ہین آٹھ اور دوزخ ہین سات

تواریخ

مرگئے کیا محمد و ذاکر — ایک دن ہاے دو چراغ بجھے
سوز غم سے کہا یہ ہاتف نے — آج ہے واے دو چراغ بجھے
۱۲۷۰ھ

تاریخ وفات میر وزیر علی صبائی لکھنوی

یکہ تاز سخن وزیر صبا — اسپ خود راند و برزمین آمد
آسخنان گرم تاخت زین میدان — کہ غبارے نہ جست تا مرقد
اشہب کلک قدر سالش یافت — اوفتادہ صبا از اسپ خود
۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

سفر کرد سوے جنان یار من
چو برگ خزان ہوش مارنجۃ است
نہ بخشند مر الطف آب حیات
صنبوری ضرور است اے قدر باش
چو بشنید ہاتف چنین حادثہ

خدا باد در ہر قدم یار وے
الٰہی غنش بود یا فصل دے
کہ بیکار افتاد بے یار ے
حدیث فغان و جنون تا بکے
بگفتا بشارت علی مرد ہے
۱۲۷۲ھ

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من
نشاندم ز ہے نخل تاریخ او

خدا داد پوری با قبال جفت
گل نور سید از نہال شگفت
۱۲۷۴ھ

تاریخ مسجد

چون فتح محمد زرہ صدق و صفا
از بہر کتابہ قدر تاریخ نوشت

مسجد تعمیر کرد در راہ خدا
تعمیر نمود مسجد طرفہ بنا
۱۲۷۴

تاریخ تصنیف کتاب منشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخہ مقوی دل غمنا کان
تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر

بنوشت رفیع از پے دل چاکان
گلدستۂ راز سر وجہر پاکان
۱۲۷۵ھ

تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس
پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی

نازکی ناز فروشی صنمے عشوہ گری
گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی

لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی
موے مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی

بشگفان غنچہ تاریخ ولادت اے قدر
بردمید این گل عباس ز نخل عجبی
۱۲۷۶ھ

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت دی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو
خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے مقدر مین

خدا حافظ ہی انکا یہ کلام اللہ کے حافظ
رہے جسطرح گوہر آب مین اور آب گوہر مین

زبان معجز بیانی کرتی ہی لبہاے نازک پر
مسیحا بولتے تھے جسطرح آغوش مادر مین

نہین بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے
اشارہ ہی کہ سیکھا ہمنے علم سینہ دم بھر مین

قوی ہین سب دلیلین صاف ہے ہر اک بیان انکا
جڑی ہین آئنے اللہ نے سد سکندر مین

فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہین
انہین کی روشنی پھیلی ہی اب تو ہفت کشور مین

نہان و آشکارا قدر لکھ مصرع تاریخی
ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چہتر مین
۱۲۷۶ھ

تاریخ کمرۂ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا
کہ جسکا تذکرہ ہوتا ہے گھر گھر

لکھو اے قدر یہ مصرع تاریخ
عجب کمرہ بنایا راستے پر
۱۲۷۷ھ

ایضاً

چو میر احمد حسن کمرہ بنا کرد ۔ چہ کمرہ رشک سنجش قصر قیصر
بگو اے قدر تاریخ بنایش ۔ زہے کمرہ بنا فرمود بہتر
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ زناشوئی سید مقبول عالم مارہروی در دائرہ منقوطہ

زحق ۔ باد عقد ہمایون مبارک ۔ شدہ ۔ مشتری و مہ امروز باہم
بگو ۔ قدر مصرع تاریخ ہجری ۔ شدہ ۔ کدخدائی مقبول عالم
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ میلاد سید مصطفےٰ ابن ابن علی برادر مصنف

دیدہ پسر ابن علی را مردم ۔ باللہ بخویش زانجمن تا انجم
تاریخ ولادتش بگویم اے قدر ۔ از شہر صیام لیلۃ البست و دہم
سنہ ۱۲۷۷ھ

ایضاً در ہر مصرع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز ۔ از عیش پسر شدہ جہانی لبریز
سنہ ۱۲۷۷ھ ۔ سنہ ۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع ۔ این انجم جمال ست صباحت انگیز
سنہ ۱۲۷۷ھ ۔ سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ مسجد و امام باڑہ

سید احمد حسین صاحب نے ۔ ایک مسجد نئی بنائی ہے
متصل ایک امام باڑہ بھی ۔ جس سے تا حشر نام جاری ہے
لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر ۔ مسجد و روضۂ حسینی ہے
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

وفات کردہ ز دنیاے دون ہزار افسوس
سنہ ۱۲۷۸ھ
ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو
سنہ ۱۲۷۸ھ

رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
سنہ ۱۲۷۸ھ
سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ درگاہِ بلگرام

خان والانژاد سید جان
کرد تعمیر روضۂ عباس
قدر تاریخ گفت و گوہر سفت

دست بکشود و ہم میان بربست
کہ مقابل بہ اصل شد یکدست
نقل مرقد مقابل اصل است
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ کتاب توتا رام شایان لکھنوی

مہا بھارت کہی شایان نے جبدم
ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی
شنیدہ کی بود مانند دیدہ
جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی

ہوئی بس دہوم اُسکی جا بجا خوب
معانی خوب بندش خوب ادا خوب
وہ قصہ سیر ادکھیا ہی کہا خوب
جہکا کر سر کہا ــ کیا خوب کیا خوب
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ اخبار کانپور

زہے لطافت اخبار نامۂ شعلہ طور
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

کہ بوے گل بسر راہ او برید بود
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

ہزار و ہشتصد و شصت و یک مسیحی رفت
نوشت قدر عیان و نہان مسیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح او جدید بود
ہزار و ہشتصد و شصت و دو جدید بود
سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً

غش ہیں بشر بیان پہ ہے ارنی زبان پر
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو

شعلۂ طور کا نور نور فشان ہے دور دور
سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کا نور
سنہ ۱۸۶۲ء

تاریخ مہمانسرائے سانڈھی

جو کالن لنڈزی ڈپٹی کمشنر دام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ مسیحی قدر نے لکھی

گری پایا مسافرخانہ کچھ اچھا نہ سانڈھیمین
بہت اعلیٰ بنا ہے یہ مسافرخانہ سانڈھیمین
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی

کلام کشفی جادو کلام را نازم
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دگر سواد خطش
زہے ترانۂ و فرد و قصیدۂ و غزلش
نوشت قدر پئے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ بنائے چاہ

چو ساخت چاہ سرِ رہ محمد اسمٰعیل
پئے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش

مثالِ زمزم از و آب کرد طغیانی
بنا نمودہ سرِ راہ زمزمِ ثانی
سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ دروازۂ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن
ز دستِ دعا قدر بنوشت سال

کزین در برآید رہِ مدعا
درِ فیضِ احمد حسن بادوا
سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ وفاتِ صدر عالم پھپانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم
تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر

در دہر ہمے فزود قدر عالم
رحلت بجنان نمود صدر عالم
سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخِ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے
کیا حوض بنا دیا چمن مین
کیونکر کہیے نہ چشمۂ خضر
اسکا کوئی بلبلا جو پھوٹا
بھٹکا ہوا کیون پھرا سکندر
وہ آبِ بقا ہے نام جسکا
اے قدر لکھو یہ سال ہجری

رضوان کس نیند سو رہا ہے
جو کوثر و خلد سے بہا ہے
سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسمین بلبل کا چہچہا ہے
موجون کی زبان پہ قہقہا ہے
باقی اسکا رہا سہا ہے
حوض آبِ حیات کا بہا ہے
سنہ ۱۲۸۰ھ

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامے

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاحِ قلم کشود قفل ابجد	صد قفل دل کشاد مفتاح الہند ۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات عم مصنف

عم من قبلہ و ملاذ من ؛ ؛	جان بجان آفرین سپرد افسوس
سالِ شنقار او بجوان اے قدر	ہاے قدرت علی بمرد افسوس ۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارسی شاگرد مصنف

بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اُسکی غضب ہے	پھر اُسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہاے
ای میرے جوانمرگ جوان تو جو سدھارا	مٹی مین ملا آج مرا نام و نشان ہاے
این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد	کھینچے مری کھینچتی نہین یہ سخت کمان ہاے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے	سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب و توان ہاے
اُٹھتا ہون مین کہہ کہکے ادہر آہ اُدہر آہ	گرتا ہون مین کہہ کہکے یہان ہاے وہان ہاے
سچ کہتے ہین سب ہوتی ہی آنکھونکی مروت	بند آنکھین ہوئین اب مری پروا ہی کہان ہاے
کس منھ سے پڑہی قدر تری مرگ کی تاریخ	کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہاے ۱۲۸۳ھ

تاریخ مثنوی لوح محفوظ

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی	فکر سے کر گئے امداد قلم

شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف — کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صل علی — اس قلمرو مین ملی داد قلم
کیا حدیثون کو بنایا تصویر — حبذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت — دیکھیے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی معنی — لفظ ہین قمری شمشاد قلم
نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب — جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کرکے انہین سر دھنتا ہے — یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم
جگمگیا سال کا نقشا اے قدر — لوح محفوظ ہے ایجاد قلم
۱۲۸۳ھ

تاریخ نتائج الطبیعات

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ واہ — کیا رسالہ آپ نے لکھا ہے مطبوع انام
گوہر تاریخ لایا قدر کا غوص فکر — بھر دیا گویا کہ کوزے مین سمندر اک تمام
۱۲۸۳ھ

تاریخ مشتہر الفیض مولفہ گوبند لال صبا اسسٹنٹ ماسٹر

رنگ اپنا جمایا ہے ہزارون مین صبا نے — اللہ رے استاد دبستان ریاضی
کس شکل سے لکھا ہے مساحت مین رسالہ — مٹرپی کا شجر بڑھ کے ہوئی شان ریاضی
باندھی ہے ہمودون نے عجب اسمین عمارت — کیا قاعدے سے لکھے ہین ارکان ریاضی
گل بوٹے تراشے ہین کہ شکلین ہین ورق پر — پر ہے گل امید سے دامان ریاضی
کیونکر نہو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر — یہ نسخۂ نایاب ہے یا جان ریاضی

اے قدرؔ کھلا شاخ قلم سے گُل تاریخ　　ہے دیدِ بہار چمنستان ریاضی
۱۲۶۶ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد

طراز خانۂ دین سید وزیر حسین　　چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرۂ از عوامل دقت　　بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال ز معمار فکر قدرؔ آمد　　شد از جماعت اسلام قائم این جامع
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

چو گذشت چار شنبہ بسواد پنجشنبہ　　ز مہ ربیع اول شب بست و دو در آمد
سم ہیضۂ وبائی بنمود آب گردش　　کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بجر قدر
پئے سال رحلت او شدہ قدرؔ را اشارت　　کہ بگو مقام احمد شدہ خالی از محمد
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات محمد سعید مہونوی

شیخ محمد سعید عرصۂ ہستی برید　　تن بہ لحد آرمید روح بہ جنت رسید
حلقۂ زنان مرد و زن مویہ کنان سوگ کن　　پس دم قطع کفن خلق گریبان درید
قدرؔ ربز نگاہ سال وفاتش بخواہ　　سوئے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مولوی عبد الغفور مہونوی

آن جناب بحر غفران مولوی عبد الغفور　　سر بر آورد از وجود و دم کشید اندر عدم

آوخ آوخ از تپ و ہشتہای آن فرزانہ مرد — آوخ آوخ از نکوہشہای این چرخ دژم
وے دریغا بود چندی صحبتش گیرا ہمن — وے دریغا شد اندی فرقتش برمن ستم
مصرع اول مسیحی و دوم ہجری بود — قدر زد اندو مصرع ہر دو تاریخش رقم
جان سپرده مولوی عبد الغفور بیدل — زین سواد اندر لحد شد از لحد اندر ارم
سنہ ۱۸۶۸ء — سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان — نالہ و اشک روان رفت خفی و جلی
جوہر تزیین حق چہرۂ آئین حق — آئینۂ دین حق گشت از و منجلی
از غم شیر الہ رخت کبود و سیاہ — وز اثر سجدہ گاہ ناصیہ اش صندلی
گشت نثار حسین عاشق زار حسین — تعزیہ دار حسین مست ولاے علی
قدر بہ سال رحیل داد ندا جبرئیل — رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی
سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف دہلوی کہ مصاریع اوائل عیسویت و اواخر ہجری

مرا وحشر کیا دہلی کا خط تھا سنہ ۱۸۶۹ء — فلک ٹوٹا یہ مجھ پر آہ ناگاہ سنہ ۱۲۸۵ھ
مرے استاد عالی جاہ غالب سنہ ۱۸۶۹ء — دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ سنہ ۱۲۸۵ھ
خدا جوے و خدا یاب و خدا باز سنہ ۱۸۶۹ء — فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ سنہ ۱۲۸۵ھ

مصرع	سنہ	مصرع	سنہ
خدا مین ملگیا شبلی خالص	سنہ ۱۸۶۹ء	خدا سے جا ملا شمس حق آگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
جہانگیر سخن ملک سخن سے	سنہ ۱۸۶۹ء	ہوے رضوان آب الحکم للّٰہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
بنا تخت رواں بس کیا جنازہ	سنہ ۱۸۶۹ء	چلا دربار کو کس شان سے وہ شاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کیا امر سفر بے میر ہی ظلم	سنہ ۱۸۶۹ء	لیا افسوس خادم کیون نہ ہمراہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
لحد سے ہے حسن آغوش عروسان	سنہ ۱۸۶۹ء	رواں بھی میرزا نوشہ کے نوشاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے اول چرخ وصف وسعت قبر	سنہ ۱۸۶۹ء	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کمر کیسی جھکی اس فکر غم سے	سنہ ۱۸۶۹ء	گراں ہے پشت دل کوہ پر جانگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے نازل آفت جان وی دریغا	سنہ ۱۸۶۹ء	غم دل ہے بلا صد وا سے ویلاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اگر ہو آب اشک غم رواں ہاے	سنہ ۱۸۶۹ء	نہ ہے وہ متحمل ماتم جو کہ ہو آہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
یہ اشک چشم و داغ دل ملے ہین	سنہ ۱۸۶۹ء	کرون کیا مین شمار ای میر اللہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کہین یہ تیس تاریخین جو بے جد	سنہ ۱۸۶۹ء	گئے غالب بھی انکی ہی کسے چاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اسی ہستی سے انس آخر کو ای قدر	سنہ ۱۸۶۹ء	ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدرآباد دکن بہ لکھنؤ کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است

مصرع	سنہ	مصرع	سنہ
کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت رحمت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین ہے نزول اول ای قدر	سنہ ۱۲۸۶ھ	جب تو حج اکبر مین نہین حجت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان سید مصطفےٰ برادرزادۂ مصنف

مصرع	مصرع
چون ختنۂ مصطفےٰ شد از چالاکی	گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی

ماسال ختان او نوشتیم ای قدر
شد سنت مصطفیٰ ادا در با کے سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ مجموعۂ سخن مجاریہ ڈائرکٹر صاحب بہادر

جناب آرا سے کالن برونگ
مرے آقا اودہ کے ڈائرکٹر

ہوے اک باریون ارشاد فرما
کہ مجموعہ بنے بہتر سے بہتر

وہ مجموعہ کہ مجموعے کا ہو عطر
دماغ علم ہو جس سے معطر

ہوے آمادہ پنڈت شیونراین
ولی نعمی و ڈپٹے انسپکٹر

ہوے منشی حکیم الدین معاون
شریف و کامل و مرد ہنرور

لہو مل کر ہوا کشتون مین شامل
ذرا بندہ بھی ہاتھ اُنکا بٹاکر

غرض نکلا عجب نایاب نسخہ
پھڑک جاے جو دیکھے کیمیاگر

پر اب تاریخ صوری معنوی ہو
کہ سن نکلین عبارت کی برابر

ہوا جب یہ تردد قدر بولا
پڑہ اٹھارہ سو اُسپر سال اکہتر
سنہ ۱۸۷۱ع

تاریخ آغاز و انجام رسالۂ سراج الشریعۃ مصنفۂ سید وزیر علی بلگرامی خال مصنف

جناب سیدنا خالنا وزیر علی
مہ سماے وطن قطب آسمان دکن

وطن کند بغمش گریۂ ہزاران ابر
دکن زند ز دمش خندۂ ہزار چمن

وطن ز فرقت اوسکہاے غم ز حبیب
دکن ز قربت اُو ہون عیش در دامن

فقیہہ و متقی و زائر امام حسین
خلیل کعبۂ ایمان سترگ قبلۂ من

بسا مسائل شرعیہ گرد آوردہ است
محیط ہالۂ پر دفش صد ہزار پرن

سوال از خود و از مجتهد جواب آورد ‌ مگر جواب ندارد درین جهان کهن

نهاده است سراج الشریعت او را نام ‌ زدل فتد همه مشکوة چون ز کعبه وثن

جریده که بود صفحه اش رخ یوسف ‌ جریده که بود سطر تار پیراهن

جریده که سوادش سیاهی شب قدر ‌ جریده که بیاضش شهاب اهرمن

جریده که بود چشم حور دائره اش ‌ جریده که بود زلف حور پیچ و شکن

جریده که ضیایش همه خراج حلب ‌ جریده که صفایش تمام ساو عدن

لغات او بزبان غیرت سهیل و ادیم ‌ صفات او بلبان رشک هوره و لعل یمن

بجان علم همان پایه ده که جسم بجان ‌ بجسم شرع همان وایه ده که جان به بدن

تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند ‌ فتاد غلغله او بکوچه و برزن

هر آنچه قدر به آوند ماست تیر ادو ‌ هر آن سخن که نگفتیم بیتوان گفتن

بر آوریم دو بوسے ترانه از گل تر ‌ بر آوریم دو گلهاے تازه از گلشن

بر آوریم دو تا سال هجری از بیتے ‌ بر آوریم دو الماس ریزه از معدن

یکے ز مصرع اولاش سال بدو کتاب ‌ دگر ز مصرع آخراش سال ختم سخن

سراج شرح بطاق صلاح علم نهاد ‌ چنان که محفل دیوان دین شده روشن

۱۲۷۵ھ ‌ ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ آهنگ غریب مصنفۂ رشک سحبان غیرت معنوی جناب منشی قنبر علی صاحب جونپوری

منشی انشاے نثر و شاهی قنبر علی ‌ نثر او نثره مثال و شعر او شعری مثل

خط به بینی برکشد کلک دبیران پیش او ‌ نیزۂ خطی خامه چون بر آرد در جدل

اینست شعرش بلبل گلزار نو نغمه کند ‌ آنت نثرش پیش او سعدی گلستان در بغل

صد حلاوت مے چکد از نسخۂ خلق خوشش
ہے نہ بینی مرغکے از گل ہمیسازد عسل

مے رسد بر صفحہ حرفش یا صد اختر بر فلک
میچکد حرف از مدادش یا عطارد از زحل

در حجاز افتادہ آہنگ غریبی بر کشید
وہ چہ نام آورد اندر سال ہجری بے خلل

این نگارین نامہ را گفتم دو تا تاریخ قدر
سیلے ناظم بشاگردی استاد ازل

مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی
بر شمر انگشت اگر دستے بداری در عمل

ہمچو زہرہ در سماع آید عطارد بار قم
پر صدا گر دید آہنگ غریبے بدل

۱۲۸۸ھ سنہ ۱۸۷۱ء

تاریخ تالیف رسالۂ نجاۃ العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین گرسوی

چون سراج الیقین فرزانہ
کہ ز رخش تاج شاہ خاور شد

عالم و حافظ کلام خداست
فقر از و شاہ ہفت کشور شد

داد تالیف مولد احمد
خادم خدمت پیمبر شد

سطر ہا گشت سلک مروارید
ہم روانیش آب گوہر شد

شمع تاریخ قدر روشن کرد
شمع حق یقین منور شد

۱۲۸۸

ولہ

خوب حافظ جی نے یہ میلاد مین لکھی کتاب
کشف ظاہر سے ہوئے محفل نشین باطنی

نام رکھا اس رسالے کا نجاۃ العاشقین
حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی

قدر نے پھر لکھدیا یون مصرع تاریخ سال
ہے نجاۃ العاشقین شمع یقین باطنی

۱۲۸۸ھ

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے
مولد لکھا رسول علیہ الصلوٰۃ کا

وہ جبرئیل پایہ ہیں یہ وحی عرش دین
وہ رشک روح ہیں تو یہ کا غذ برات کا

وہ خضر راہ فضل یہ سجادۂ کمال
وہ غیرت مسیح یہ مصحف حیات کا

وہ بلبل چمن ہیں یہ اوراق برگ گل
وہ طوطی سخن ہیں یہ کوزہ نبات کا

وہ نقطۂ ازل یہ محیط ابد قیام
وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا

وہ ابر فیض ہیں تو یہ کشت مراد ہے
وہ کوہ حلم ہیں تو یہ دامن ثبات کا

ہاں قدر رول دے درتاریخ آبدار
وہ نوح پیش رو یہ سفینہ نجات کا
۱۲۸۸ھ

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولوی عبدالاحد صاحب بٹالوی

گفت عبدالاحد وحید العصر
نعت پیغمبر اسمہ احمد

ہر کہ بشنید وید از خود رفت
وز پے سال قدر رفت بخود

فتح شد ہفتخوان تاریخش
بے بہا ہفتخوان ز عبدالاحد
۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہفتخوانے نوشت عبدالاحد
بمدیح محمد عربی

مدنی وحجازی و مکے
قرشی ہاشمی و مطلبی

قدر بکشود قلعۂ تاریخ
ہفتخوان مدیح پاک نبی
۱۲۸۹ھ

تواریخ کتابۂ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیرکی ہمہ دانی وفات کرد	فصلی ۱۲۸۰	در جنت آن محدث معنی شدہ مقیم	سمت ۱۹۲۹

قدر این کتابہ کاشی سنگ مزار باد | سنہ ۱۲۸۹ ہجری | جاے طواف مقبرۂ مظہر کریم | سنہ ۱۸۷۲ عیسوی

تاریخ قواعد اُردو

بحکم پاک صاحب ڈائرکٹر دام اقبالہٗ — ملائک بھی قدم جنکے بہ تعظیم سے چومین

وہ اُردو کے قواعد مین رسالہ جنچ کی نکلا ہے — کہ جس سی شش جہت مین واہ واکی مچ گئین دہومین

یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی — ہوے عمدہ قواعد خوب اب تصنیف اُردو مین

سنہ ۱۸۷۳ء

تاریخ رہائی میر مہدی علی

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی — فرش راہ آلِ احمد خاکپاے بو تراب

پھر گئے طالع ہوے وہ قیدی قید فرنگ — تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب

قیدخانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسمین قمر — اُف ری گردش ہی کہین ایسی نحوست کا جواب

قیدخانہ اک گہن تھا اُسمین وہ خورشید تھے — آف رے اندھیر اہل عالم سب تھے باچشم پر آب

آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلونمین داغ و درد — دفعۃً یون ہوگئین سبکی دعائین مستجاب

قید سے اُس یوسف ثانی کو چھٹکارا ہوا — آیا پھر آیا زلیخاے مسرت پر شباب

پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جمگھٹے — پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد — چپ ہوا ای قدر یہ داستان گونگی کا خواب

کوکب تاریخ چمکا دو سماے فکر پر — ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب

سنہ ۱۲۹۰ ھ

تاریخ وفات چودھری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است

دہ دہ چو مصاحب علی آن یافت قلق — چون سینہ شدہ سرزمین چاک وشق
ہان قدر حنین بخوان تو سال چارم — درخلد مصاحب علی گشتہ و حق

سنہ ۱۲۸۱ فصلے — سنہ ۱۸۷۳ عیسوی — سنہ ۱۲۹۰ ہجری — سنہ ۱۹۳۰ بکرمے

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدر ولی بود بحق — برجاے پدر جلوس فرمود بحق
برکرسی سال نقش تاریخ نشست — حق برمرکز قرار بنمود بحق

سنہ ۱۲۹۰ھ

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

میر ضامن علی جلال حکیم — وہ جو ہین شعر و طب کے ضامن فیض
اصطلاحات ہند اُنہون نے لکھی — سال ہجری بتایا گلشن فیض (سنہ ۱۲۹۰ھ)
قدر نے سال فارسی یہ کہا — گُہر پاک باز دامن فیض ہے (سنہ ۱۲۴۳ فارسے)
روے فصلی یہ پھر در تاریخ — ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض (سنہ ۱۲۸۰ فصلے)
دیدہ افروز پھر ہے شمسی سال — ہی یہ نادیدہ مہر روشن فیض (سنہ ۱۲۹۵ شمسے)
عیسوی سال کا جما پھر رنگ — ہوا گلبیز واہ خرمن فیض (سنہ ۱۸۷۳ عیسوے)
پھر زر سال پر کھے سمت مین — ہے سراپا کلید مخزن فیض (سنہ ۱۹۳۰ سمت)

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دارا خدم خان سکندر حشم — شاہ سر پر کرم میر وزیر حسین
ساختہ قصری بدیع ہمچو سر خود رفیع — ہمچو دل خود وسیع ہمچو رخ خود بزین

طرۂ او زد کمند بر سر چرخ بلند
قدر ہے کن بہ پا خانۂ تاریخ را

صحن کشادش فگند غلغلہ در خافقین
کردہ چہ قصری بنا میر وزیر حسین
۱۲۹۱ھ

تاریخ مولد شریف مصنفۂ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین
زد رقم مولد رسول اللہ
در سواد کتاب رنگینش
غنچۂ سوسنی ست ہر نقطہ
بر بلندی پرید اوراقش
با وجود شہاب ثاقب خود
زاد از طبع قدر تاریخش

خط کش منشیان با سبق ست
کہ ز سر تا بپا بیک نسق ست
بر لب شام خندۂ شفق ست
تختۂ گلشنی ورق ورق ست
زان سیکے آسمان نہ طبق ست
از خجالت فلک عرق عرق ست
مولد اشرف نبی حق ست
۱۲۹۱ھ

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین ست در سخن
طوطی فکر قدر نوازد لش اخ سال

این مولد رسول گواہ شکر لبی ست
صد صد درود آر کہ این مولد نبی ست
۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاہ آبادی

ہے ز دل عرشیان تا بلب آمد فغان
قدر بسال روان سال و صالش بخوان

رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی
آہ بحق داد جان شیخ محمد علی
۱۲۹۱ھ

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفه خواجه بدر الدین عرف خواجه امان دہلوی

فروغ نثره و پروین جناب خواجه بدر الدین ... بفکر خود صد بندے بکلک خویش سیارے
حکیمے رمز دانی نکته فہمی دور اندیشی ... تمنے موشگافے پخته مغزے نغز گفتارے
دمے بر شوق او بسمل گہے بر ذوق او مائل ... تف برق شرر بارے نم ابر گہر بارے
رہے آزاد پابندی سخے پابند آزادی ... بکار خویش سرمستی بکار غیر ہشیارے
دلش وابستهٔ صورت دل معنی اسیر او ... بشوق حسن دلگیری بحسن شوق دلدارے
بجور انگیز بے لفظ آئنه بند حلب شہری ... بمشک افشانی معنی دماغ آرائے تاتاری
بباطن تخم افشانی بظاہر سنبلستانی ... بفکر کہنه استادے به نثر تازه نثاری
چه نثر دلفریبے نجم الاسرار آمده نامش ... چو تصویر فرنگی ساده رنگ و طرفه پرکارے
چو چشم غمزه بازان خامش آوای سخنگوئی ... چو روے امردان رنگین عذار ساده رخسارے
ہلال طاق ابرو از قبائے او گریبانے ... نگاه چشم جادو از سر دامان او تارے
بمعنی کہنه تصنیفے بصورت تازه تالیفے ... بباطن خرمن اندازے بظاہر خوشه بردارے
چو مار و مہرهٔ مارے بزیر خامه ہر نقطه ... قلم بر ہر بیاض صفحه ما را یاسمین زارے
ورق از حرف رنگینش قلم از حرف مضمونش ... یکے دامان گلشن گردے یکے زنبیل عیارے
قلم بنوشت و آسوده بپایان آمد این دفتر ... نہالے بارور گردید و بارش نخبه شد بارے
بر آرائے قدر نجم سال او از اوج فکر خود ... رسیده مرحبا بر اوج معنی نجم الاسرارے ۱۲۹۲ھ

ایضاً رباعی تاریخ

نجم الاسرار صد طلسم جادو ... بند دیده نگاه
تصنیف جناب خواجه بدر الدین ست ... سالش این ست
اے قدر بود در خور حرز بازو ... قصه کوتاه
از بدر بر آمده ست نجم نیکو ... سبحان الله سنه ۱۲۹۲ھ

تاریخ کدخدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈپٹی مرزا عباس بیگ خانصاحب بہادر

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء	آئینہ منھ سند بخت سکندر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہی یہ ہاتھ مین کنگنا دلخواہ	سنہ ۱۸۷۷ء	دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
جسنے دیکھا منھ خورشید زمین کر نو نہین	سنہ ۱۸۷۷ء	دیکھے اسکا رُخ نایاب ہٹا کر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	سنہ ۱۸۷۷ء	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک	سنہ ۱۸۷۷ء	سب جبین صبح ہی مُنھ چاند ہی اختر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہی	سنہ ۱۸۷۷ء	صید اخلاص کرے سر کے نچھاور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس	سنہ ۱۸۷۷ء	ہی سجا رُخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	سنہ ۱۸۷۷ء	دامن ظل علمدار دلاور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	سنہ ۱۸۷۷ء	کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا	سنہ ۱۸۷۷ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحب رئیس قصبہ سترک

شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی	مسجدے ترمیم کرد و شہرۂ امصار شد
گنبد تاریخ او معمار فکر قدر ساخت	مسجدے فی الحال از صفدر علی تیار شد

سنہ ۱۲۹۳ھ

تاریخ مسجد آغا علی خانصاحب لکھنوی نبیرہ سبحان علیخان مرحوم

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے	عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

کہی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین
حرم کی رشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۴ھ

تواریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو کہ بصفت ہر مادۂ داد

قطعۂ لاجواب ہدیۂ سید غلام حسنین قدر سنہ ۱۸۷۸ء

گورنر جنرل عالی روش لائنس صاحب نے سنہ ۱۸۷۸ء
سجد و جہد کل اٹھارہ سو ستر اٹھ نومبر مین سنہ ۱۸۷۸ء

قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی سنہ ۱۸۷۸ء
مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر مین سنہ ۱۸۷۸ء

عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج سنہ ۱۸۷۸ء
زمان عدل ورز بیرونٹ سر جارج کوپر مین سنہ ۱۸۷۸ء

جو با تمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لایق سنہ ۱۸۷۸ء
ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین سنہ ۱۸۷۸ء

سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف لائق سنہ ۱۸۷۸ء
ہے زیبا ے شجاعت دگبجے سنگھ اسم دفتر مین سنہ ۱۸۷۸ء

پریسیڈنٹ مہربرج طاقت کی سبی آسرا ئی سنہ ۱۸۷۸ء
کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین سنہ ۱۸۷۸ء

سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمت سنہ ۱۸۷۸ء
یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکر مین سنہ ۱۸۷۸ء

یہ عثمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق ہین سنہ ۱۸۷۸ء
کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین سنہ ۱۸۷۸ء

ہے زیبا پایہ از بس اوج شنکر بخش رانا کا سنہ ۱۸۷۸ء
ہین یہ وائس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین سنہ ۱۸۷۸ء

ہمایون مہر ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب سنہ ۱۸۷۸ء
ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین سنہ ۱۸۷۸ء

ہوئی میر عمارت نیکدل کرنل ہوپش آئین سنہ ۱۸۷۸ء
دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین سنہ ۱۸۷۸ء

ہین لقمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر سنہ ۱۸۷۸ء
لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقدر مین سنہ ۱۸۷۸ء

نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نامی اسین افسر مین سنہ ۱۸۷۸ء
سراپا فرد ہی کیننگ کالج ہفت کشور مین سنہ ۱۸۷۸ء

سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج سنہ ۱۸۷۸ء
ہین جبتک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین سنہ ۱۸۷۸ء

مکمل نظم وہ لکھی ہی قدر بلگرامی نے سنہ ۱۸۷۸ء
ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر مین سنہ ۱۸۷۸ء

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

کان علم را جوہر مشفقی رتن ناتھ است
گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است
اینت خامہ گرد آورد کارنامہ حکمت
خامہ فسردہ آورد فتنہ در وجود آورد
شمس الضحیٰ آمد گرمی بیانش بین
از حروف دو مصرع قدر شد دو تاریخ
روز علم لامع شد در جہان ز لطف حق
۱۲۹۵ھ

کلک گوہرین سلکش ابر در فشانیہاست
فکر آسمان پیمائش وحی آسمانیہاست
شرح راز گوئیہاست متن رمز دانیہاست
ہین بعالم پیریش دعوے جوانیہاست
نام نامہ را آمد طرفہ مہر خوانیہاست
ہجری از نخستین ہاست عیسوی ز ثانیہاست
مہر نیم روز عصر وقف مہربانیہاست
۱۸۷۸ء

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہونا

بر مشرف حسین واویلا
بصفی پور از مہونا خواند ؎
تار جانش گسیخت دست اجل
قدر نوشت سال شنقارش

ستم اے چرخ سفلہ بے عدر رفت
پور ہمپایہ مالک خود رفت
دریکتا بجیب ہم قدر رفت
در ارمگہ محمد احمد رفت
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب پدر مصنف

زد کن فغان برآمد چو بگوشم اندر آمد
ہمہ سینہ ام درید ہمہ در رگم خلیدہ

ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد
ہمہ خون فشاند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد

همہ خانۂ آب بردہ ہمہ دل ز تاب بردہ
ہمہ چشم خواب بردہ ہمہ شور محشر آمد

ہمہ روز شب نما شد ہمہ شب بلا شدہ
ہمہ ساز سوز ہا شد ہمہ پنبہ اخگر آمد

پدرم وفات کردہ بہ ابد حیات کردہ
بغمم برات کردہ چہ زمان او سر آمد

شدہ دفن جسم خاکی چو بخاک در تو گوئی
بن امہات سفلی بکنار مادر آمد

بفراغ عیش خندان چو گزشت از سر جان
بولائے شاہ مردان لب حوض کوثر آمد

تن او چو خاک گشتہ ہمہ خاک پاک گشتہ
دل خاک چاک گشتہ چو بخاک پیکر آمد

پئے سیر باغ رضوان چو رسید تازہ مہمان
رد ہائے حور و غلمان بہ پزیرہ تا در آمد

پدرا خدا یگانا من و ایزد توانا
بغمت تنم ہمانا ہمہ تار بستر آمد

من و صبر و صد شکایت دل و صد فغان برایت
ہمہ صبر دل فدایت کہ بسینہ مجمر آمد

منم و خیال رویت منم و ہوای مویت
ہمہ روز و شب بسویت نظر یکہ منظر آمد

من و بام آوخ آوخ من و شام آوخ آوخ
ز مدام آوخ آوخ بلب من آور آمد

بخموش قدر نالان دل و دیدہ شد پریشان
چہ قیامت است نادان کہ بہفت کشور آمد

سنہ وفات آلہ تو بخوان ز لطف ایزد
بجنان گزیدہ سید خلف علی در آمد

سنہ ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید فضل اللہ لکھنوی عرف میر سیتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس
میر قدسی نظیر فضل اللہ

سال رحلت نوشت خامۂ قدر
آہ جان داد میر فضل اللہ

سنہ ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا

نور آیا یا کہ چشم کور مین ہے
آہ بدر آیا خسوف گور مین ہے
۱۲۹۶ھ

تاریخ جشن مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سر مہاراجا بہادر دگبجے سنگھ آج کل
پھر ہوئے مسند نشین مسند ایوان جشن

پھر اٹھا ہی لامکان تک غلغل بلرام پور
پھر سنا کروبیون نے نغمۂ والحان جشن

پھر ہوا ہی عرش اعلی پر دسہرے کا دماغ
پھر ہوئے کرسی نشین افتخار ارکان جشن

بخت چمکے ملگئی جمشید کو ساقیگری
لڑ گئی قسمت کہ دارا ہوگیا دربان جشن

حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے
ہان نگاہین رو برو یہ نذر ہی شایان جشن

جسکا ہر اک صفحہ رنگین چمن کا تختہ ہے
جسکی ہر اک سطر ہے نہر سر بستان جشن

نظم ایسی چہچہائی باغ مین مرغان فکر
نثر ایسی لہلہائی سبزہ و ریحان جشن

شہرتون سے ہر قلم دا یگی تحت القلم
مہر خامہ سے مسجل ہوگیا فرمان جشن

تحت فصلی پڑھا ای قدر یون جمشید سال
ہو مبارک یہ دسہرا اور یہ سامان جشن
۱۲۸۶ فصلی

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولی یکشنبہ دہم
شب آفتاب گئے بزمین ہے فسردہ وائے

یعنی بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان
ہے ہے گلے بباغ امارت فسردہ وائے

برخواند قدر مویہ تاریخ ہجریش (تشئین ۱۲)
عباس بیگ خان بہادر بمرد وائے
۱۲۹۶ھ

ولہ رباعی کتابۂ تاریخی قبر

گورِ عباس جان خراشد اے دل | از ہم جگر قدر بپا شد اے دل
خاموش کتابہ در مسیحی سال است | شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اے دل ۱۸۷۹ع

قطعۂ تاریخ امام باڑہ معمورۂ حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است واقع فرنگی محل

دانش اساس رشکِ فلاطون و بو علی ۱۲۹۷ھ | یعنی علی محمد حق بین خلق دان ۱۲۹۷ھ
بر کس سیاہ کردہ نہ چون مہر چشم آز ۱۲۹۷ھ | از وجہ آمدِ زرِ خود اندرین زمان ۱۲۹۷ھ
شد بانیِ بنائے عزاخانۂ حسین ۱۲۹۷ھ | ابن علی خدیو ولا شاہ انس و جان ۱۲۹۷ھ
گشتہ بدین رواقِ طبیب مسیح نہج ۱۲۹۷ھ | سقفِ آسمانِ عرش زمین اوسط آسمان ۱۲۹۷ھ
بیت الشفائے عامِ صداعِ گناہ ناس ۱۲۹۷ھ | دار الشفائے دردِ گناہان مردمان ۱۲۹۷ھ
شمعِ ولا لگن دلِ سرگرم مومنین ۱۲۹۷ھ | آہ شگرفِ ماتمیان دود عود دان ۱۲۹۷ھ
ہر مصرعِ چکیدہ کند احساب قدر ۱۲۹۷ھ | ہفت و نود ہزار و دو صد سنجد اندران ۱۲۹۷ھ

ولہ اردو

شیخ صاحب علی محمد نام | ہیں طبیب و حکیم و فرزانہ
اس عزاخانے کے ہوئے بانی | عرش پایہ بنا یہ کاشانہ
سالِ تعمیر قدر نے لکھا | ہے یہ شبیر کا عزاخانہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ زناشوئی نواب اصغر جان صاحب عرف ننھن صاحب لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب | تمہارا گھر بسا شادی مبارک

کہا یہ قدر نے مصرعِ تاریخ | نشاطِ خانہ آبادی مبارک ۱۲۹۷ھ

ولہ رباعی

نبن صاحب بعقد مہد آرا شد | وین عقدہ بشہر فتحپورش وا شد
اے قدر نوشتیم سیحی تاریخ | با زہرہ قران مشتری انجا شد

۱۸۰-۱۸ء

تاریخ وفات نواب مرزا قربان علی بیگ دہلوی سالک تخلص شاگرد جناب غالب علیہ الرحمہ

اے قدر خواجہ تاش ما نواب قربان علی | سالک تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مرد
مصرعِ تاریخِ وصال اندر جزا آمد ملال | نواب قربان علی سالک ہزار افسوس مرد

۱۲۹۷ھ

تاریخ نسخہ توشۂ دار السلام مولفہ میر عنایت حسین متین تخلص

سیدِ والانسب میر عنایت حسین | آنکہ متین داغ اوست داغ دہِ صد کلام
لب بصفائے سخن ہمچو نبات است و شیر | ہم نمکش پر نمک چون نمک اندر طعام
نوحۂ ماتم فزائے جملہ چو آورد گرد | اینت دوتا گفت سال قدر بشعری تمام
مصرعِ اولائے او در سنۂ عیسوی است | مصرعِ آخرائے او ہجریِ خیر الانام
اوجِ دہِ حورِ عین طوبیِ نظمِ متین | زادِ معادِ انام توشۂ دار السلام

۱۸۸۰ء | ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب ترانۂ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلدۂ لکھنو

جا بجائے خویش را ایدون چو گرد آوردہ است | نغمہ زا شد در سخن سازِ بیانِ مشتری
شد درود مرحبا بر آسمانِ آفتاب | ہم سرودِ حبذا بر آسمانِ مشتری

ماہِ سالش تافت بر اوجِ سمائے فلک قدر — نے بہا زہر چکیدہ از زبانِ مشتری ۱۲۹۷ء

ولہ

لوحش اللہ مشتری دیوانِ خود ترتیب داد — زد مہستی سکۂ شہرت بنامِ مشتری

لالہ خاتون داغ بر دل لوے اندر سوز رشک — مہری و ماہی فدائے صبح و شامِ مشتری

در سخن دریوزہ گر سلطان داغستانیش — زائرے احرام بندِ بارِ عامِ مشتری

قدر بر نقدِ مسیحی سکۂ تاریخ زد — گرمیِ بازار شد محوِ کلامِ مشتری ۱۸۸۰ء

تاریخ غسل صحت مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

دگبجے سنگھ آنربیل کے سی اس آئی خطاب — آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دور باش

چشمہا بر داشت اندر صید شیران در کنام — شد زبون چون مردمانِ چشم تن تا بپاش

ہر یکے نخلِ دعا بنشاندش از بہرِ اثر — ہر یکے دستِ زبان بر داشت از بہرِ عاش [?]

غسلِ صحت کرد و آبِ رفتہ در جو آمدش — عمرِ عیسی مژدہ گوی آمد زبہاے شفاش

قدر از دستِ دعا بنوشت سالِ عیسوی — بہرِ پاسِ جسم باد آبِ غسل آبِ بقاش ۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ رحلت میر صادق حسین لکھنوی

مردہ چون صادق حسین دیدہ ور — گریہ شد بر چشمِ مردم فرضِ عین

بود زوارِ حسین ابنِ علی — مہردارِ فاتحہ بدر و حنین [?]

نوجوانِ صالح و پرہیزگار — تابعِ شرع و مطیعِ والدین

مصرعِ سالِ رحیلش قدر گفت — راہیِ جنت بشد صادق حسین ۱۲۹۸ھ

تاریخ انتقال شیخ بو سوداگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بوّو نام — آوخ آوخ بخفت در تہ خاک
گفت سالش زبان خامۂ قدر — شیخ بو سپرد جان بہلاک

۱۲۹۸ھ

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرۂ دیبی پرشاد بلگرامی

بانی اس عمدہ شوالے کی ہین دیبی پرشاد — خلف الصدق جواہر لعل والا تدبیر
سال تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلی گل — یہ شوالہ ہمین قدر کا ہی سرو کبیر
سنہ ۱۲۸۸ فصلی
پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری — ہوگیا عمدۂ و نادید شوالہ تعمیر
سنہ ۱۲۹۸ھ
پھر جو کی فکر تو کہدی یہ مسیحی تاریخ — اسکی چوٹی پہ چڑھے قبۂ چرخ بی پیر
سنہ ۱۸۸۱ع
آخر الامر کہا قدر نے یون سنبت مین — مورتون سی ہوا کیسا یہ شوالہ تصویر
سنہ ۱۹۳۸ بکرمی

تاریخ وفات عموی میر غلام یحیی صاحب بلگرامی متوطن آسوی مدفن

چون نخل قد غلام یحیا سے جواد — در آرہ بآرۂ اجل در افتاد
سالش ز کریا سے خرد جست قدر — گفتم عموی غلام یحیی جان داد

۱۲۹۰ھ

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب طباطبائی
مجتہد نجف اشرف المخاطب بہ بحر العلوم ثانی

آوخ آوخ حجۃ الاسلام و برہان شگرف — راد دین سید علی بردست گردون شد ہلاک

حیف آن ماہِ کمال آوخ این گورِ ژند
وے دریغا از زمین لرزہ غمش گیتی پُر است
موسیٰ و واد المقدس عیسیٰ و چارم فلک
شد بمینو نغمۂ طوبیٰ لک از طوبیٰ بلند
در دو مصرع زد دو تاریخ وفاتِ او رقم
مُرد قاموسِ ورع سید علی بحر العلوم
سنہ ۱۲۹۸ھ

حیف آن مہرِ ہدایت آوخ این تیرہ مغاک
ویژہ اندر مویہ اش ارضِ نجف شد سینہ چاک
خاکِ پاک آمد تکلف بر طرف در خاکِ پاک
موجزن بحر زیرہ کوثرش با صد تپاک
قدر با چشمِ پُر آب و با دلِ اندوہناک
موجِ دریائے حیا در نجف آمد بخاک
سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ ولادتِ اطفال توامان بخانۂ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ خان

ساتھ دو طفلِ خداداد اندنون پیدا ہوئے
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار
عیسوی سالِ ولادت قدر یون لکھ دیے

ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شمیم
اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم
مشتری و ماہ نکلے برج سے توام ہم
۱۸۸۱ع

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

جا کے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ
لو سنو قدر سے یون مصرعِ تاریخ نکاح

بیاہ لائے ہو دُلہن گھر کی ہوئی آبادی
للہ الحمد مبارک تمھین ساجد شادی
۱۲۹۹ھ

تاریخ انتقال تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

چون بہادر جنگ اسیر از رزمگاہِ دہر رفت
بر سرِ الفاظ خود چون مرکب تیغ راند

جانِ فنِ شاعری افتاد اندر دار و گیر
بر گلوئے معنی آمد دشنۂ رنجِ کثیر

پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد
خانۂ زنجیر شد ہر بیت نظم دلپذیر

گردن علم عروض آمد بہ طوق دائرہ
قافیہ از حرف قید آمد بقید ناگزیر

قدر تاریخ وفات آورد اندر قید نظم
شد زسبحن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہٗ فی المثنوی

تدبیر الدولہ مرد آوخ
رخت زہستی برد آوخ

رزم نگار بہادر جنگ
بزم آرائے نام و ننگ

قیدی طبع و داغ اسیر
رشک ظہوری فخر ظہیر

صائب رائے و فکری فکر
عرفی رسم و سعدی ذکر

طبع سلیمش نازِ سلیم
برق کلامش داغ کلیم

قدر دو تا تاریخ بگفت
تازہ بہ تازی گوہر سفت

مات سلیمٌ طابَ ثراہُ
سنہ ۱۲۹۹ھ

فاتَ کلیمٌ طابَ ثراہُ
سنہ ۱۲۹۹ھ

در تعمیر کاروان سرائے ریل ہردوئی معمرہ راجا تلک سنگھ کہ ہر مصرع تاریخ است

ایجادی مادہا از سید غلام حسنین عرف قدر حسینی اسطی سنہ ۱۳۲۹ ش

سخی و دادور و عاقل جناب جان کوئن	سنہ ۱۲۹۰ف	حکیم و حاکم و حق جو کمشنر جرار	سنہ ۱۲۹۰ف
ہوئے جو مستعد سعی وہ عدالت کے	سنہ ۱۲۹۰ف	بڑی ادب سے تلک سنگھ ہیں سپاس گزار	سنہ ۱۲۹۰ف
جو ہیں یہ محسن نیکان رئیس کٹیاری	سنہ ۱۲۹۹ھ	ملا خطاب انہیں راجا کا ای دل آئی بہار	سنہ ۱۲۹۹ھ
پھر اسکے شکر میں بے باک طبع راجا نے	سنہ ۱۲۹۹ھ	کی یادگار میں ارفع کلاں سرا طیار	سنہ ۱۲۹۹ھ

جو مہتمم تھی رعایت حسینِ عدل پژوہ — سنہ ۱۸۸۲ء
ہوئی رعایت نے اُمد سی خرچ بیس ہزار — سنہ ۱۸۸۲ء

یہ اذنِ میر وزیر الحسن تھا ہمکو بھی — سنہ ۱۸۸۲ء
کہو وہ تاریخ ابجد میں جسمیں سال ہوں چار — سنہ ۱۸۸۲ء

اگر ہیں فصلی و ہجری بیان علی الترتیب — سنہ ۱۹۳۹س
تو پھر مسیحی و سنبت میں ہے ہو بہو شمار — سنہ ۱۹۳۹س

پھلا یہ باغ ہنر قدر بلگرامی کا — سنہ ۱۹۳۹س
ہر ایک سال میں پڑھ بخلاف دو اشعار — سنہ ۱۹۳۹س

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مصر سعادت کلیم طور صفا
خلیلِ کعبۂ حکمت محمد ابراہیم

بصد فشار اجل ز ابرِ ہستی موہوم
چکید و در صدف گور شد چو در یتیم

نوشت سالِ وصالش صریرِ خامۂ قدر
بدرجِ کعبۂ باقی خزید ابراہیم
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہٗ

چون چراغِ دودمانِ علم ابراہیم مرد
ریخت اشک و شمع ہر غمخوار ابراہیم شد

بر دو داغِ مہرِ یزدان در شبستان ارم
چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد

از دلش چون ملتہب گردید سوزِ معرفت
ہر گلِ گلزارِ جنت نار ابراہیم شد

قدر از شمعِ قلم افروخت بزم سال او
از برائے دیگر ارم گلزار ابراہیم شد
۱۲۹۹ھ

ولہٗ

ز سیرِ بتکدۂ عالمِ فنا تمثال
بسوئے دار بقا رخت بست ابراہیم

بہ دستِ ہمت مردانۂ رضائے قضا
شکست لاتِ جسد حق پرست ابراہیم

دماغِ قدر بکرسی نشاند تاریخش
چہ پایۂ صنم جان شکست ابراہیم
۱۲۹۹ھ

تاریخ کدخدائی سید مصطفےٰ برادرزادۂ مصنف

ابنِ برادرم ابنِ علیؑ — آب و رنگِ رخِ بہجت

بادِ بہارِ مصطفوی — نفحۂ عطرِ گلِ عترت

دستِ مرادِ او آراست — رختِ عروسی بر قامت

مصرعِ سال بتاریخش — قدرِ سخنگو در ساعت

معنوی و ہم صوری گفت — سالِ الف و ثلاثہ مائۃ ۳

١٣٠٠ھ

تاریخ فسانۂ آزاد مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب

پنڈت رتن ناتھ از سخن افسانہ را کردہ چمن — زنار بستش برہمن ہم زار پرستش شد رفیع

ہان قدر تاریخش مہل برسان زن مہر سجل — شد بہجم حسن آرائے ل حالاتِ آزاد بدیع

١٣٠٠ھ

ولہ

اینت رتن ناتھ در دز ہمہ دانی سمر — آنت فسانہ نگر کان ہمہ ایجادِ اوست

شعرِ وے اندر دہن صد چمن اندر چمن — نطقِ زبانِ سخن مرغِ چمن زادِ اوست

مصرعِ پیچیدہ اش عرعرِ بالیدہ اش — معنیِ پیچیدہ اش طرۂ شمشادِ اوست

خامہ بجامہ نہاد زہرہ عطارد بزاد — فکرِ تصور نژاد خلخ و نوشادِ اوست

بست بفکرِ رسا معنیِ نایاب را — بستنِ بالِ ہما عشوۂ صیادِ اوست

مریمِ او طبعِ بکر عیسیِ او تازہ فکر — روحِ قدس را بہ ذکر ہمتِ پاسادِ اوست

مصرعِ تاریخ باز قدر چنین داد ساز — سرو چمن زار ناز قصۂ آزادِ اوست

سنہ ١٣٠١ھ

تاریخ زراعت دکن مولفہ حسن بن عبداللہ محاسب سرکار نظام

سخن فہم و گنجور گنج خرد	ببین جوہر معدن علم و فن
حسن ابن عبد اللہ نامدار	خداوند اقلیم خلق حسن
حسابش برون از حساب کتاب	کہ فرد وحید است اندر زمن
بعلم فلاحت کتابے نوشت	زمین سبز شد مثل چرخ کہن
چو زد تیشۂ خامہ بر کوہ فکر	بر آوردہ این طرفہ لعل یمن
صلاح و فساد زمین بر کشاد	شدہ خار زار جنوبی چمن
خوشا تخم تاریخ افشاند قدر	شدہ سبز گشت صلاح دکہن
	۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع

قطعات تاریخہائے طبع کلیات جناب سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم از نتائج افکار گہربار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بہ نیّر سلمہ اللہ القادر

صورت شمع بزم عالم مین	خوب روشن ہوا ہے نام قدر
ہجری سن تین بار نیّر نے	کہدیا - چھپ گیا کلام قدر
	۱۳۰۸ھ

ایضاً منہ در فصلی

شد طبع کلام قدر ذی قدر	این مژدہ مرا چو گشت مسموع
نیّر گفتم چہ مصرع سال	ہان گشت کلام قدر مطبوع
	۱۲۹۸ف

ایضاً منہ در فصلی و سمت

مژدہ باد اہلِ سخن را کز ہزاران زین و زیب
سال فصلی را دو بار و سال سمت را سہ بار

طبع شد افگارِ طبع پاکِ قدر خوش بیان
گفت وہ طوبیٰ حیا سنج نیر کج مج زبان
۱۲۹۸ فصلی سمت ۱۹۴۷

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صد منتِ خدا کہ بصد قدر طبع شد
نیر سنش نوشت بصوری و معنوی

دیوانِ قدرِ شاعر یکتائے روزگار
آمد چہ سال سنہ صد ہم ہشت و یکہزار
۱۳۰۰ھ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گلِ طبع کلام قدر شگفت و من
پس سنش نیر بگفتم از حروفِ معجمہ

این نوید تازہ آوردہ چو بوئے گل نسیم
نظم قدرِ بلگرامی بہتر از درِ یتیم
۱۸۹۱ع

ایضاً منہ در سمت

دھوم ہے شاعر یکتا کا ہوا طبع کلام
خوب نیر نے کہا مصرعِ سال سمت

کیون زمانے مین نہون اہلِ سخن شاد آج
حضرتِ قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
سمت ۱۹۴۷

قطعہ تاریخ طبع دیوان از تصنیف سید واجد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام
نام روشن اس سخن سے ہے سدا

آج پوری ہوگئی سب عزم قدر
ہے یہ دیوان یا ہی شمع بزم قدر

کی ہے ہجری کی واجد نے جو فکر	عقل نے بڑھ کر کہا - وہی نظم قدر ۱۳۰۸

قطعہ تاریخ از حکیم سید بندہ رضا صاحب رئیس بلگرام

واہ وا کیسا ہی چھپا دیوان قدر	سب کو ہی اے آرزو عشرت دو چند
ایک اوس مرحوم کی ہے یادگار	دوسرے دیوان ہے عالم پسند
لفظ لفظ اوسکی ہے مصری کی ڈلی	وہ بیان شیرین کہ پھیکا جس سے قند
وہ اچھوتی فکر اے صل علےٰ	دل فدا لفظوں پہ ہے مثل سپند
ہے لب زاہد یہ سال عیسوی	پیاری پیاری بندشیں مضمون بلند
	۱۸۹۱ء

تاریخ طبع دیوان - از نتیجہ نازکخیال شیرین مقال جناب غلام حیدر صاحب ارشد تلمذ قدر

حق ہی لعل بے بہا ہے کلیات میر قدر	اسمیں ہین رنگین مضامین کیا کیا ای پاکیزہ گو
طبع کی تاریخ یون لکھتا ہی ارشد صاف صاف	قدر دانو شوق دل سی طبع زاد قدر لو
	۱۳۰۸ھ

ولہ فصلی

کلام حضرتِ استاد اسقدر ہے لطیف	کہ جس سے لطف اٹھائینگے طبع اہل زبان
لکھا یہ خامۂ ارشد نے سال فصلی ہی	کلام قدر چھپا قدر دانو تم ہو کہاں

ولہ وفات حسرت شعار نامی حضرت استاذی قدر مرحوم

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف	بلگرامش وطن و سید ذی رتبہ و جاہ

روز یکشنبه و بست و سوم ذیقعده — فوت کرد آن شه اقلیم سخن وا ویلاه
سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت — شد روان قدر بسوی ارم انا لله
۱۳۰۱ھ

ولهٗ

سرور اہل زبان سرور ارباب سخن — رفت سوی ملک عقبی ترک دنیا کرد حیف
مصرع تاریخ فوتش خامۂ ارشد نوشت — قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیف
۱۳۰۱ھ

ولهٗ

صد حیف ز دہر شاعر یکتا رفت — از جسم سخن روح روان گویا رفت
ارشد سنهٔ وفات او میگویم — قدر جادو مقال زین دنیا رفت
۱۳۰۱ھ

ولهٗ

نالان نشود چون دل ناشاد من — بر چرخ چسان رسد نفیر داد من
تاریخ این الم چه گویم ارشد — رحلت ز جہان گزید استاد من
۱۳۰۱ھ

ولهٗ

حضرت قدر سر اہل سخن سحر بیان — ذات او عمدۂ اولاد رسول الثقلین
نام نامیش بجا گشت غلام حسنین — زانکه او روح حسنؑ بود و دل و جان حسینؑ
حیف صد حیف که او بزم جہان را بگذاشت — محفل نکته سرائی شده بی زیب و زین

آه او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز — از چه رو در غم او دل نکند شیون و شین

سال رحلت بدعا نیز بگو ای ارشد — بگلستان ارم قدر بود با حسنین

١٣٠١ھ

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شده سر اسر خون — آنکه در سخن همچون جامی و نظامی شد

بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم — ہای راهی از عالم قدر بلگرامی شد

١٢٩٢ف

ولہ فصلی

چه حاجت ست که شرحش دهد زبان من — که روشن ست بر اهل زبان مراتب قدر

وفات یافت بگو سال فصلیش ارشد — زیاده باد بدار جنان مراتب قدر

١٢٩٢ف

ولہ مسیحی

برده زیر زمین قدر زبان آور را — جور بر اهل سخن کرده چرخ بی پیر

آمده سال مسیحی بزبانم ارشد — رهگرا شد ز جهان قدر بحکم تقدیر

١٨٨٤ع

در صوری هجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل — نکته پرداز سخندان و سخن آگاه قدر

عیسوی مصرع عیان هجری ز من ارشد بخوان — در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر

١٣٠١ھ | ١٨٨٤ع

ولہ سنبت

حیف بگذشت چو پنجاه و دو سال از عمرش | حضرت قدر روانه شده زین دار خراب
نیتر سنبت بقلم آمده بنگر ارشد | از جهان رحلت قدر آه چه رو داد شتاب
۱۹۴۱

وله، در زبر بینات ہجری

خسرو ملک معانی قدر | کرد جہان فنا پدرود
ارشد زبر ببین گو ٭ ٭ | ہے ہے قدر وفات نمود
سنہ ۱۳۰۱ھ

وله، در زبر بینات فصلی

قدر اُستاد من ازین عالم | راہی ملک جاودان گردید
فصلی اندر زبر ببین ہست | واے جاے مزار قدر گزید
۱۲۹۲ ف

وله، در زبر بینات سنبت

جان اُستادم روان شد چون ز تن | در دل من جا نمود از بس ملال
سنبت ارشد ہم زبر با بین ہست | قدر از دنیا گزیدہ انتقال
۱۹۴۱

وله،

اُستاد بے عدیل زمانہ جناب قدر | زیبد اگر باہلِ سخن گویمش امام
جادو طراز سحر بیان خوش مقام دہر | معجز رقم محاورہ دان افصح انام
در مدح پادشاہ دکن او قصیدہ گفت | اشعار اندران دو صد و سی بود تمام

کرده سفر بسیزدهم از مه صفر | یعنی ز لکهنو به بنارس نهاده گام

اسوار ریل شد بزمین بوسه حضور | در عرصهٔ قلیل رسیده بآن مقام

خواند آن قصیده را بادب در حضور او | گردید مورد صله از حضرت نظام

هم سرفراز گشت به تنخواه چارصد | لیکن دران زمانه که شد فایز المرام

از اختلاف آب و هوای مقامها | طبعش ازین سبب شده مائل سوز گام

چون بود حکم حضرت ممدوح ظل حق | همراه رفت جانب کلکته شادکام

زانجا ببرد شه بدکن همره رکاب | با لطف خسروانه و اعزاز و احترام

یکماه و چند روز در انجا صحیح ماند | بیمار گشت بعد از آن آن رسیده کام

شد دبیلی نمود به پشت مبارکش | آن دبیلی خراب که سرطان بود بنام

اسهال هم که با کبدی گویدش طبیب | در هر دو مبتلا شده آن کامل انام

امراض او بطول کشیدند یک بیک | تا آنکه فرق آمده در طاقت خرام

چون دید جسم لاغر او رنگ چهره زرد | آگه شد از علالت او خسرو نظام

بین قدردانیش ز ره بنده پروری | صادر نمود حکم بصد حسن انتظام

مداح هر کجا که بخواهد دلش رود | یابد بصرف خویش دو صد روپیه مدام

القصه آمده ز دکن سوی لکهنو | کرده معالجه ز اطبای آن مقام

ایوای چون نبود بتقدیر او شفا | سودی نداد هیچ علاجی و اهتمام

از سیل آن عوارض مهلک بچند روز | آورد قصر طاقت او رو بانهدام

ذیقعده ماه و بست و سوم بعد هفته روز | آخر سفر گزید ازین دار بیقیام

معلوم گشت روز دگر حال فوت او | ز آن رو که این ستمزده بوده ببلگرام

از تیغ تیز کم خبر مرگ او بنود
افسوس اہلخانہ دو ہمشیرہ را گذاشت
از ہفت سال مادر او نیز بیوہ است
چون ذکر بیوگان بزبان داشت این حزین
ممدوح او بدہر بماند ہزار سال
نادم شدم بگفتۂ خود زین جواب دل
ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
مصراع سال فصلی او نیز گفتہ شد
ارشد زبہر سال مسیحیش ہم بگو
دریافت سنتش چو کنی بشنوی زمن

زخمی بدل رسید کہ شد کار دل تمام
زان ہر دو واز دو سال یکے بیوہ مستہام
یعنی نماند دال آن مادح نظام
فی الفور گفت دل کہ فضولست این کلام
خواہد نمود پرورش بیوگان مدام
آنگاہ فکر سال مرا شد باختتام
گشتہ روان بسوے ارم قدر خوش کلام
۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ
رحلت نمودہ قدر زدنیاے بے قیام
۱۲۹۲ف
ایوا نمودہ قدر بسمت عدم خرام
۱۸۸۴ع
آہ از قضاے قدر شدہ کیف بلگرام
سنت ۱۹۴۱

تمت

الحمد للہ والمنة کہ کلیات سید غلام حسنین مرحوم بلگرامی المتخلص بہ قدر
بماہ نہم ذیحجہ سنہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق ہفتدہم جولائی سنہ ۱۸۹۱ع
در شہر آگرہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام
بندۂ گمنام احمد خان صوفی پیرایہ اختتام
در برکشید و سرمہ کش چشم
نظارگیان
گردید

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلامِ کلیم / بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر / مالک و جبّار و حکیم و قدیر
خاک سے آدم کو کیا اُسنے پاک / نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
خاک کیا خاک سے پھر گل کیا / گل سے ہر اِک عضو کو کامل کیا
عضو ہوے جمع بنا آدمی / خاک سمجھتا ہی بھلا آدمی
خاک ہی کو نور پیمبر دیا / خاک سے صاف آئینے کو کر دیا
آئینۂ قدرتِ ربّ قدیر / احمدؐ مختار بشیر و نذیر
رہتے نتھے حق سے کوئی دم جدا / سایہ نہ مرئی تھا مثالِ خدا
وصل یہ تھا سایہ کو چارہ نہ تھا / خالق و احمدؐ میں گزارہ نہ تھا
سایہ صفت ساتھ علیؑ کا رہا / لحمک لحمی احمدؐ نے کہا
جسم نبیؐ جسم علیؑ ایک تھا / خون علیؑ خون نبیؐ ایک تھا
تھے وہ پیمبرؐ یہ امام ہدا / اُن پہ درود اِن پہ سلامِ خدا

باعث نظم

جمع ہوے ایک دن احباب و یار
صاحب عز و شرف و ذی وقار

بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان
نطق مین گلریز تھی شاخ زبان

جلسے مین ہر ایک فلک آستان
چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان

ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب
دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب

اون مین سے اک شاعر شیرین کلام
جنکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام

کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل
یاد ہے اے قدر تجھے ایک نقل

ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی
موج ہے سرچشمۂ تدبیر کی

نظم اسے کر کے سنا دیجیے
آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے

ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز
ہو گئی انکی مجھے خاطر عزیز

پھر نہ مین خاطر شکنی کر سکا
پھر نہ مین کچھ کم سخنی کر سکا

نثر سنی نظم مین قصہ لکھا
رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا

ہے جو بنا قصے کی تقدیر پر
نام ہے اے **قدر قضا و قدر**

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا
بادۂ گلرنگ پلا ساقیا

ابر ہے اور فصل بہاری کا زور
ہو یہ خرابات مین مستی و شور

قاضی و زاہد کی پگڑی گرے
ہاتھ مین مستون کے ہون دونون سرے

دو رہین جام سے انگور ہو　قلقل سے نغمۂ طنبور ہو

قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر　سوئیے میخانے کے پٹ بھیڑ کر

نیند نہ آئے تو کہانی کہون　جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون

اک طرف اک شہر تھا آراستہ　جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ

خوب سجی شہر کی ایک اک دکان　طرفہ عمارات عجائب مکان

شہر کے باشندے سخی و کریم　عاقل و دانا و ظریف و حکیم

رہتا تھا اُس شہر مین اک مالدار　خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار

جمع تھا اسباب معیشت تمام　سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام

خرچ کا مطلق اُسے دھڑکا نہ تھا　رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا

زر ہو بہو زر کا جو ڈالی تو کیا　ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا

اُسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا　گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا

دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ　گھر مین نہ تھا تھا وہ گھر کا چراغ

شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر　روز کو خیرات مین کرتا بسر

اشک گرے فضل خدا ہو گیا　سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا

کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا　صدقہ دیا رد بلا ہو گیا

آئے کو محتاج نہ جانے دیا　اُسنے دیا اُسکو خدا اسنے دیا

نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا　زر جو دیا غنچۂ مطلب کھلا

سنتے ہین درویش کوئی آ گیا　جسپہ کہ اُس شخص کا جی آ گیا

مست مئے کشف و کرامات تھا　رند قدح نوش مناجات تھا

ناچیے پُر نورِ صباحِ امید — چاندسا مُنھ چاندنی ریش سپید

ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر — مُہر تھی گویا خطِ تقدیر پر

لب جو کھلے عقدۂ دل وا ہوا — جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا

ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل — قطع مگر رشتۂ طولِ امل

کیا ہی ریاضت مین وہ تھا بے ریا — جسم ہوا گھُل کے سنئے بوریا

گھُل گیا تھا زہد مین ایسا بدن — رشتۂ تسبیح تھا سارا بدن

دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا — شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا

تھا الف اللہ کا قد بلند — یون ہی جھکنے مین تھا بند بند

ایک مشبک کفنی دوش پر — جس سے منون خاک چھنی دوش پر

مدحتِ معبود مین تھا تر زبان — ذکرِ خداوند جہان ہر زبان

کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر — بیٹھ گیا آکے قریبِ امیر

آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر — دل مین ہوا گھر تو رہا اُسکے گھر

اُسنے کہا آپ کا تکیہ کدھر — بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر

نام جو پوچھا تو فدائے خدا — کام جو پوچھا تو رضائے خدا

پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف — بولے ہوا حکمِ خدا جسطرف

جب یہ کہا دست دعا چاہیئے — ہنس کے کہا فضلِ خدا چاہیئے

جب یہ کہا یاس ہے اب چارسو — کہنے لگے ہول نہ لا تقنطوا

کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد — ہے عوض لختِ جگر دل مین درد

طفل نہین پاتے ہین آغوش مین — طفلِ سرشک آتے ہین آغوش مین

کہکے یہ دلریش سنے رو رو دیا
سنتے ہی درویش نے رو رو دیا

سوے خدا دستِ دعا اُٹھگئے
بیٹھ گیا دستِ دعا اُٹھگئے

قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی
سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دیے تو نے خدایا ہمین
اپنی عبادت کو بنایا ہمین

چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے
چاہے تو بے ماںکے ہویدا کرے

عیسےٰ و حوا ہین یہ دونون گواہ
قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ

لوحِ رحم کا ہے تو ہی نقشبند
کھینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند

خلقتِ اول مین سلالہ کیا
آب سے اور گل سے امالہ کیا

حکم سے تیرے ہوا سیل قرار
نطفے کو اے خالق ہر نور و نار

تو نے رحم مین علقہ کردیا
پھر علقے کو وہین مضغہ کیا

مضغے مین روئیدہ کیے پھر عظام
لحم دیا عظم کو بھر قیام

پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا
خلقتِ آخر کو ہویدا کیا

اسمین کوئی تیرے برابر نہین
ہر کوئی مخلوق ہے تیرا حسین

جانتا ہے غائب و حاضر کو تو
خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو

مردے سے بدتر زکریا ہوے
پایا جو فرزند تو زندہ ہوے

یونہین طلبگار ہے تجھسے امیر
ہے ترے در پر ترے در کا فقیر

شاد تو اے میرے خدا کر اسے
دولت فرزند عطا کر اسے

حسرت اولاد سے ہی دلمین درد — اے مرے رب چھوڑا سے تو نہ فرد

کیا ہی موثر تھی دعاے خفی — ذکر خفی اور نداے خفی

دود دعا ابر سا چھانے لگا — بحر اثر موج پر آنے لگا

میکدے مین آج بڑی سیر ہے — قدر کدہر جاتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امید کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہے فصل بہار اندنون — کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون

کالی گھٹا چھائی ہے گلزار پر — کوکتے ہین مور بھی دیوار پر

رعد کا غل ہے کہ خبردار ہو — برق کی چشمک ہے کہ ہشیار ہو

دلمین کھبا جاتا ہے سامان باغ — تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ

موج مین ہے باغ کے جو نہر ہے — حوض کے دل مین بھی عجب لہر ہے

باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا — حوض پہ میخوارون کا ہے جمگھٹا

اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہے — عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہے

تاکتے ہین رند کھڑے دور سے — آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے

پیچ ہے ہر بیل مین گیسو کی شکل — شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل

ساغر لبریز میسر ہوے — میکدے رندون کے لیے گھر ہوے

ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین — حور سے کوثر کا ابھی جام لین

ہوش مین آ ساقی رنگین لباس — دیکھ ذرا مست کے ہوش و حواس

دہیان اگر جانب میخانہ آے — صاف ہو خم اور کہین دہیانہ آے

آج تو رندون مین یہ گاڑہی چھنی — نازِ پری کرتی ہے تر دامنی
رحمتِ رب ہوگیا ابر سیاہ — پانی پڑا دہوئے گئے سب گناہ
فصل بہاری مین ہے ہر مست پاک — ابر کی چادر سے بنا دست پاک
دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام — آنکھ کے پردے مین چھپاتے ہین جام
قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا — میکدے مین کچھ بھی نہ پائے تو کیا
یونہین اگر ذلت اُٹھایا کرے — پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے
لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے — سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی دہنے
لاکھ یہ چاہا کرے افشاے راز — کوئی نہ میخانے مین تبلاے راز
یہ کہے اور اور کہین اور اور — پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کی طور
ہم وہ ہین دو جام پیے سیکھڑی — عقل فلاطون سے بھی بڑہ گئی
جام سے عالم کی خبر گھر مین ہے — ساغرِ جمشید بھی چکر مین ہے
آج تو نشاے مین یہ سوجھی ترنگ — جام سے کھلجاے زمانے کا رنگ
خوب چڑہے ہے نشاۂ مافی الضمیر — بکنے لگین حال امیر و فقیر
قدر یہی دل مین ارادہ کیا — خوانِ تکلف کو زیادہ کیا
تم تو یہ کہتے ہو کہ افشانہ ہو — میری یہی دھن ہے کہ افسانہ ہو
ہے جو فسانہ اُسی درویش کا — ذکر کرو دعوتِ درویش کا
دعوتِ درویش کی تاثیر واہ — جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ
خوب دعائونکا بندھا سلسلہ — وہ جو عقیمہ تھی ہوئی حاملہ
قفل مین خازن نے لگائی کلید — دم مین ہوا ایک خزانہ پدید

حامل نطفہ شکم زن ہوا
گوہر نایاب کا مخزن ہوا

گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے
چہلین ہوئین چہچہے ہونے لگے

حمل ترقی پہ جو مائل ہوا
ماہ نہم مین مہ کامل ہوا

سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا
چودہوین کے چاند سا لڑکا ہوا

نام خدا تیری کریمی کی شان
دیر نہین تو جو ہوا مہربان

چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا
شاخ شکستہ مین ثمر آگیا

صدقے ترے اے مرے رب عُلا
جسنے جو مانگا وہ اُسے دیدیا

کہتے ہین جب باپ کو پہنچی خبر
خوب لٹایا گہر و مال و زر

خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا
سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا

سنکے جمال پسر نامدار
دیکھنے آیا پدر نامدار

گود مین پردے سے نکالا اُسے
پاؤن پہ درویش کے ڈالا اُسے

ڈال چکا قدمون پہ جب دم اسیر
بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر

منہہ مین زبان ڈالکے معصوم کے
ہنسنے لگا پیار سے منہہ چوم کے

حفظ کی دو چار دعائین پڑہین
خوب اثر دار دعائین پڑہین

حرز دیے کنڈے بہت پڑہ دیے
نقش لکھے سورے کئی دم کیے

ایک دعا لکھکے عطا کی اُسے
باپ کو پہر دیکے دعا دی اُسے

یہ مہ اقبال سلامت رہے
تا صد و سی سال سلامت رہے

آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال
کہتا ہے یون راوی شیرین مقال

ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر
قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا
ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سبکے جدا

تھی جو بہت ساعت نیک اور سعد
بعد ولادت وہین دم بھر کے بعد

کاتب تقدیر بحکم قدیر
لکھنے چلا جبہۂ طفل صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر
حضرت درویش کو آیا نظر

دست رکھکے درویش نے روکا اُسے
لکھنے نپایا تھا کہ ٹوکا اُسے

خدمت درویش مین آیا ملک
کہنے لگا کون بتایا ملک

دیکھ مجھے کیا مین فرشتہ نہین
سنے مرے قسمت کا نوشتہ نہین

ہے مری مٹھی مین ہر اک بند و بست
نامۂ تقدیر ہے ہر خطِ دست

ہاتھ بنا آئینۂ سر نوشت
اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوب و زشت

حال ملک سنکے یہ بولا فقیر
اب یہ بتا اے ملکِ بے نظیر

ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا
ماتھے پہ کرجائیگا تحریر کیا

اُسنے کہا حکم خدا ہے جو کچھ
حرف سرِ لوح لکھا ہی جو کچھ

جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہین
جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہین

صفت امانت مین خیانت کرین
صورت ہاروت قیامت کرین

تم سے کہین تاکہ کہو سب سے تم
شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم

کہنے لگے آپ سن اے رازدار
یہ نہین واللہ ہمارا اشعار

خلق مین غماز رہین وہ نہین
اِسکی سنین اُسکی کہین وہ نہین

ہے قسم حضرت ستارِ عیب
تو جو بتادے ہمین اسرارِ غیب

کاش زبان منھ سے نکالے کوئی
راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

جب انہیں مضبوط بہت پالیا — کاتب تقدیر نے بتلادیا

حکم خدا ہمکو یہ ہے اے فقیر — لکھ یہ بر جبہۂ طفل امیر

فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان — اسپ سبک خیز رہے زیر ران

گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے — اسکی کبھی ران نہ خالی رہے

شاد و فرخناک رہے یہ پسر — چین سے کٹجائے یونہیں عمر بھر

گذرے یونہیں ابلق لیل و نہار — گھوڑے سے اترے تو میان مزار

ختم ہوئی بات بڑہا وہ ملک — ہاتھ بڑہے طفل کے ماتھے تلک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا — اور جو منظور تھا لکھنا لکھا

کام کیا شکل دکھائی نہ پھر — گرد بھی اسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور سے چلے ساقیا — اور سے چلے اور سے چلے ساقیا

ابر ہے چلتی ہے ہوا سے بہار — ہو لب دریا بط مے کا شکار

بادۂ احمر بط مے میں بھرو — خون کبوتر بط مے میں بھرو

بوتلیں سبز اور وہ رنگین شراب — برق چمکتی ہو میان سحاب

رعد کی شورش ہے بہار آئی ہے — مژدۂ گل باد صبا لائی ہے

چرخ پہ پہنچا ہے سر پیر مغان — جھومتا ہے شاد ہے پیر مغان

صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے — بات ہر اک اسکی کرامات ہے

نشاءہ مجھے آخر کار آگیا — پلکیں اٹھیں ابر بہار آگیا

ایک پلک مارنے مین کیا ہوا
عالمِ بالا تہ و بالا ہوا

ہے یہ دعا مثل دعاے فقیر
پیرِ مغان لاکھ فداے فقیر

کہتا ہے اسطرح مرا ہمنفس
بعد ولادت کے جو گزرا برس

پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی
وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی

طفل طرحدار وہ پیدا ہوا
جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا

پردے مین جب دیکھنے آیا پدر
خدمت درویش مین لایا پدر

ہنسکے کہا آپ کا بخشا ہے یہ
اور انہین قدمون کا نقشا ہے یہ

کہکے پدر گود مین لیکر اُٹھا
بوسہ لیا گر کے قدم پر اُٹھا

خدمتِ درویش مین آیا گیا
کاتبِ تقدیر اُدھر آ گیا

پھر وہی درویش سے باتین ہوئین
پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین

محرم و ہمراز جو پایا انہین
غیب کا احوال بتایا انہین

حکم خداوند ہمین یاد ہے
خالقِ اکبر کا یہ ارشاد ہے

جلد پہونچ اے ملک باخبر
طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر

پونہچے جوانی کو تو اُستاد ہو
صید گہ خلق مین صیاد ہو

ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے
نسر فلک تک بھی نہ زندہ بچے

دامِ مقدر سے رہائی نہین
اسکے سوا اسکی کمائی نہین

راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام
جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام

حکم جو حاکم کا روا ہو گیا
کاتبِ تقدیر ہوا ہو گیا

صاحبِ اولاد ہوا جب امیر
شاد کیا شاد ہوا جب اسیر

سامنے جو دامنِ سائل ہوا
موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا
ہوش نہین تیری قسم ساقیا

تو نے سُنا جاتی ہے فصل بہار
ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار

کل یہ بھلا تشنگہ جسم کہان
جام کہان بزم کہان ہم کہان

فصل خدا سے وہ سرانجام ہو
دورۂ آخر مین ترا نام ہو

رند کوئی جب سوِ میخانہ جاے
جاے پر اس راہ سے پیاسا نہ جاے

حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو
ہمین تکلف نہین بہتر نہو

ہم سے فقیرون مین بھلا کیا حجاب
خیر سے کشکول مین بھر دے شراب

وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال
تو نے سُنا ہو مرے مرشد کا حال

راز خدا اب اُسے معلوم ہے
شہرۂ آفاق ہے وہ دہوم ہے

ہاتھ اُٹھے بھر دعا تین بار
نخل تمنا سے ملے تین بار

واہ تاثیرِ دعاے فقیر
کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر

حاملہ اسکے جو وہ بی بی ہوئی
بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی

حور کا چہرہ تو پری کا جمال
ننھا سا قد اور جھنڈولے تھے بال

صاف سراک عضو بدن نرم نرم
نازکی اندام مین آنکھو نہین شرم

باپ جو پردے کے برابر گیا
گود مین لیتا ہوا باہر گیا

دیکھکے درویش نے ہنس ہنس دیا
پیار کیا گود مین جب لے لیا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا — دیکے دعا پردے مین بھجوا دیا

اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا — تذکرۂ حال نوشتہ ہوا

بولا کہ دو بار بتایا تھین — غیب کا اسرار بتایا تھین

راز خدا پوچھ چکے واہ جی — اب نہ بتائینگے تمھین شاہ جی

آپ بھی مرشد ہوے اللہ رے دم — کون سا ہے آپکا بانیان قدم

سنکے یہ درویش نے اُس سے کہا — میرے ترے کون سا پردہ رہا

اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات — تیرے سبب جان گیا ایک بات

پہنچی مرے کانون مین جو داستان — پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان

اُسنے کہا خیر خبر شرط ہے — مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہے

اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر — کہتا ہے یون خالق جن و بشر

جبہۂ دختر پہ یہ لکھ اے ملک — بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک

صبح سے تا شام گدائی کرے — چین سے بے فکر کمائی کرے

حکم خداوند سے چارہ نہین — اسمین کچھ انسان کا اجارہ نہین

حال یہ درویش کو بتلا گیا — اور وہ دختر کے قریب آگیا

خامہ تھی انگشت ورق ناصیا — حکم خداوند جہان لکھدیا

لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا — عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا

پھر کے خزانے مین جو آیا پدر — سائلونکو بخش دیا مال و زر

زر دیا زیور دیا خلعت دیا — سبکو مگر حسب لیاقت دیا

شادیونہین رہنے گا وہ امیر — جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اسنے روا ہو گیا | منھ سے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا
سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور | لخت جگر گود مین دل مین سے دور
حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو | عید کا دن روز تھا مان باپ کو
دھیان یہ رہتا تھا نہ پہنچے گزند | دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند
سوے خدا ہاتھ اٹھے رہتے تھے | بہر دعا ہاتھ اٹھے رہتے تھے
باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ | پھول جھڑین بزم رہے باغ باغ
سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون | نخل جوانی سے برومند ہون
یونہین نظر رہتی تھی اطفال پر | پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر
سنتے تھے جسدم سخن اطفال کے | چومتے تھے سب دہن اطفال کے
قدر بہت عیش مین جھولا نکر | ہادم لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا پیر مغان کیا ہوا | کل جو بنا تھا وہ سمان کیا ہوا
ساقی و مطرب نظر آتے نہین | جا کے چھپے ہین کدھر آتے ہین
قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب | ناک مین آتی نہین بوے کباب
تاک بھی مرجھاے ہین اللہ رے یاس | سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس
کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی | میکدہ اور ایک جہان بیکسی
کوئی نہین میکدہ سنسان ہے | قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے
آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم | بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم

ایک اداسی ہی فقط چھائی ہے / خیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہے
سنتے ہین ہم ایسی ہوا کچھ چلی / شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی
کون سے جلسے مین پڑی برہمی / شہر کا شہر آج ہوا ماتمی
حشر کا سامان ہے ہلچل یہ سب ہے / حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے
کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک / سبکے موافق تھا جو دور فلک
رہتے تھے دل شاد و لخت جگر / ہاتھ مین دل رکھتے تھے مادر پدر
سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چھاؤن / سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاؤن
فضل خدا سے ہوے وہ جان جہان / تینون سے تلے قدر مراتب جوان
چین سے اُن سب کی بسر ہوتی تھی / عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی
جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب / لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب
چرخ کو منظور ہوا تفرقہ / ہوگئے مجبور ہوا تفرقہ
حج و زیارت کو اُٹھا وہ فقیر / روکتا اس راہ مین کیونکر امیر
تحفے دیئے لڑکو نکے ماں باپ نے / دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
دلمین سمائے ہوے تھے ولولے / کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ چلے
ہوگئے جو وقت یہ آنکھون سے اوٹ / دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
شاق ہوا ہجر فقیر جلیل / ہوگئے وہ دونون مریض و علیل
باپ کی پہلے تو قضا آگئی / باپ گیا ماں کو اجل کھا گئی
وہ صدف یاس کے در یتیم / بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم
وہ شفقت اور عنایت کہان / ہے کہین اس غم کی نہایت کہان

شام سے گیسو نہ بنائے گئے | صبح ہوئی مُنہ نہ دھلائی گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے | ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
جاکے وہان ہم جو شکایت کرین | سُنکے وہ مُنہ چومین عنایت کرین
آتے ہی سب پوچھے منہ سی وہ حیران ہون | دیکھکے زلفون کو پریشان ہون
سب ہنسنے لگے چاک گریبان اگر | رونے لگین دیکھکے مادر پدر
الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی | خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک | گرد یتیمی کی ملی منہ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا | ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا
کوئی بزرگ اُنکا نہ سر پر رہا | تینون کے تینون رہے اور گھر رہا
شہر کے اوباش بھی جانے لگے | چکھنے لگے مال اُڑانے لگے
مفت اُنہین سونے کی چڑیا ملی | خاک مین وہ دولت دنیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اُڑی | سب اُنہین لوگون کی بدولت اُڑی
جلسے ہوئے بجنے لگا دائرہ | خرمن دولت مین پڑا نائرہ
ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گرمیان | پردے اُٹھے ہوگئین بے ستریان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی | غیبتین کرنے لگے ایک ایک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین | جوڑ یہ چلتے کہ اُکھاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی | بگڑے سبنے اپنی کمائی رہی
ملکے اُنہین لوگون سے وہ بات کی | دنکو سو جاتے تھے مگر رات کی
جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوئے | تینونکے تینون متفرق ہوئے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا — لیکے روان ہوگیا چھوٹا بڑا
خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ — سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ
دیکھ لو اے **قدر** ذرا ہوشیار — دولت دنیا کا نہین اعتبار
اب جو اٹھایا کہین مثل حباب — دم مین سمجھنا نہین مثل حباب
آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر — ہر گھڑی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر
تجربہ دنیا ہے بڑی بیوفا — یہ نہین کرتی ہے کسی سے وفا
حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ — جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان — مکر و فریب اور دغا بازیان
حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند — خلق مین مشہور ہون [illegible] عقلمند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر — مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر
خیر رہین پیر خرد کے مرید — یاد رہے نعرہ ہل من مزید
سر پہ بھی عقل بلا لائیگی — بیخردی حشر مین کام آئیگی
قدر تمہین عقل پہ کیا دھیان ہے — جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

پھر فقیر کی کہانی اور اسکی خبر یابی

آج نکل جائیگی دل کی بھڑاس — اب تو چڑھا جائین گے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھائین — ایک سبو کیا ہے کہ خم تک چڑھائین
سنتے ہین پھر فصل بہار آتی ہے — دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے
لاکھون پرے سوئے گلستان گرے — ٹوٹکے مرغان خوش الحان گرے

اُڑتے چلے جاتے ہین مُنھ موڑکر — باغ یہ گر پڑتے ہین پر جوڑکر

راگ نیا لاتے ہین گلزار مین — کان اُڑے جاتے ہین گلزار مین

بیٹھے ہو چپ مطربو اندھیر ہے — چھیڑ دو طنبور کو کیا دیر ہے

رندو اُٹھو لائین اُسے ہاتھون ہاتھ — پیر مغان آئے مشیخت کے ساتھ

پیر مغان کون وہی مرد پیر — کاشف اسرار جناب فقیر

کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد — نور خدا قلب مین چمکے یہ گرد

پھرتے ہوئے یک بیک آیا خیال — چلکے ذرا دیکھیے اُن سبکا حال

سوچکے یہ دل مین وہ یکتاے دہر — شاد و فرحناک گیا سوے شہر

شہر مین پونہچا جو وہ مرد فقیر — سیدھا چلا سوے مکانِ امیر

جا کے جو دیکھا تو مچاتے ہین دھوم — فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم

خیر سے رہتا تھا جدھر کو گزر — جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در

دیکھیے جس در کو الگ بند ہے — کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے

دیکھکے درویش نے سر دھن لیا — ایک پڑوسی نے وہان سن لیا

سنکے صدا برمحل آیا وہ مرد — گھر سے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد

آ کے کہا کون بتایا فقیر — کہنے لگا پھر کدہر آیا فقیر

ہنس کے یہ بولے کہ اِدہر آئیے — آئیے اک بات تو بتلائیے

یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین — خیر تو ہے اسمین تو کوئی نہین

اُسنے کہا شکر خدا کیجیے — جسمین رضا اُسکی ہو کیا کیجیے

خاک کا پتلا یہین مجبور ہے — سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجر بڑھا مر گئے | دونو نکے دونون وہ قضا کر گئے

تھی جو یونہیں مرضیِ رب کریم | ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم

داغ یہ درویش نے جسدم سہا | تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا

اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل | تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل

اُسنے کہا شہر سے راہی ہوئے | تینون شہِ ملک تباہی ہوئے

ایک تو جب شہر سے باہر ہوا | جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا

باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال | گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال

دوسرے فرزند کی سنیئے خبر | شہر سے اُسنے بھی کیا ہی سفر

قلت زر سے یہی دل مین ٹھنی | کرنے لگا پیشہ صید افگنی

ہاتھ مین اور دوش پہ کپنا ہی دام | شام کو بازار مین گنتا ہے دام

پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال | کرتی ہے اک شہر مین دردر سوال

مال پدر ہاتھ نہ آیا اُسے | کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے

تم کو ملے گا جو مکان ایک کا | ایک سے پاؤ گے نشان ایک کا

اُسنے سنایا جو یہ قصہ تمام | آپ بڑھے کہکے علیک السلام

شاہ صبا کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑونکی سوداگریکا اس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار | آج خدا ہی نے دکھائی بہار

خار بھی گل ہو گئے قدرت یہ ہے | جھوٹ اُڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے

طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک | آج تو جھوٹے نکے کوئی آنکھون مین خاک

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے
باغ پہ جوبن ہے گھٹا چھائی ہے

دختر رز اور شرابی کے ساتھ
اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ

دھوم ہے رندون مین غضب دھوم ہے
تیغ چھنتے ہین غل ہے عجب دھوم ہے

خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم
باغ کے در تک ہے برابر ہجوم

باد صبا بار نہین پاتی ہے
پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے

اودی گھٹا اور گلابی شراب
مشرب زاہد کو کرے گی خراب

زور عبادات کا گھٹ جاے گا
ایک ہی چلو مین الٹ جایگا

توسہی زاہد کا وضو ٹوٹ جاے
توسہی اک جرعے مین جی چھوٹ جاے

توسہی عمامہ بکے شہر مین
توسہی پاجامہ بکے شہر مین

توسہی چومے یہ سر پیر مغان
آکے کرے بیعت پیر مغان

پیر مغان اور مغان کے مرید
شاد ہین نوروز ہے یا روز عید

جام ہی ہے آنکھ چڑھائے ہوے
اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوے

دیدۂ ساغر کو ہے کیا انتظار
دست سبو جھکتے ہین کیون باربار

قدر تمہین مفت پس و پیش ہے
آج یہان آمد درویش ہے

لیجیے بس لیجیے آیا فقیر
دھیان ادھر کیجیے آیا فقیر

پوہنچا رسالے مین جو وہ ذی وقار
ڈھونڈھتا تھا خوابگہ ہر سوار

ایک کے بستر پہ نشان ملگیا
پھر تو وہی راحت جان ملگیا

دوست کا انکے وہ کلان تھا پسر
آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر

باپ کا ہمراز انہین جان کر
رونے لگا دیکھکے پہچان کر

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اُسے — رونے لگے اور رولایا اُسے

دونوں طرف شکووں کے دفتر کھلے — جاگے نصیب اور مقدر کھلے

وہ جو سناتا انہیں حالِ فراق — یہ بھی جتاتے سفرِ اشتیاق

اُسنے وہیں پاس اُتارا انہیں — حال سنایا کیا سارا انہیں

شاہ جی آرام سے رہنے لگے — اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے

کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ سے — تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے

کیا کہیں ہم جیسے وہ مرحوم تھے — ربط تھے ہمارے اُنہیں معلوم تھے

تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند — کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند

اُسنے کہا کون سی یہ بات ہے — مجھپہ بزرگوں کی عنایات ہے

آپ سے شرمندہ ہوں نادم ہوں میں — جسمیں سے مجھے حکم ہو خادم ہوں میں

معتقد اسطرح جو پایا اُسے — وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے

جو کہوں میں اُس میں نکر قیل و قال — اسپ سبک سیر ابھی بیچ ڈال

دام جو کچھ آئیں اُنہیں صرف کر — شام تلک رہنے بنائے وہ زر

سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے — خیر ہے درویش کو کچھ خیر ہے

بیچ ابھی اور نہ کچھ منھ سے بول — واہ جی گھر گھوڑا نخاس مول

دیکھکے رُخ بولا وہ آگاہ دل — واہ یقین واہ جگر واہ دل

چاہیے اسمیں نہ ذرا فکر و غور — وہ مرا معبود تجھے دے گا اور

اسمیں بھلائی ہے تری جان لے — بات فقیروں کی ذرا مان لے

جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہیں — کشف و کرامات کو بھانپا وہیں

ط مفتعلن مفتعلن [illegible] نا علامات [illegible] ۱۲ ق

سید ہا اُٹھا اور گیا تھان مین
کھول کے لایا اُسے میدان مین

لا کے رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ
بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ

پاون کو پھیلا کے وہین شام سے
گھوڑا ایکا سو رہا آرام سے

کیون نہ بہلا چین سے کاٹے وہ شب
بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب

قیمت اسپ اُسنے جو پائی تمام
ایک ہی دن مین وہ اُڑائی تمام

کون کہے اس مین بُرائی ہوئی
بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی

جب نہ رسالے مین رہا آسرا
دونون گئے جانب مہمان سرا

دیکھا وہان جا کے تماشا عجیب
ایک ہے اسوار مسافر غریب

جاتا ہے گھر اپنے وہ بیدل سوار
راہ مین بیمار ہوا راہوار

رو کے وہ کہتا ہے کہ ای میرے رب
گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے اب

یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو
یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو

اسمین یہ درویش نے جا کر کہا
گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا

چاہے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال
تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال

اُسنے کہا خیر یہی دیجیے
خواہ مرے خواہ جیے لیجیے

آپ نے منظور کیا لے لیا
مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا

وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا
گھوڑا وہ دُم جھاڑ کے اچھا ہوا

آپ نے جسوقت یہ گھوڑا لیا
اُس سے لیا اور اُنہین دے دیا

دیکے کہا اسکے ابھی دام کر
بیچ اسے چین کر آرام کر

ہے تری تقدیر مین گھوڑا مدام
روز کے روز آئین خریدار دام

توکبھی بائع ہو کبھی مشتری
یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری

کہتے ہین درویش جو حامی ہوا
پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا

خلق مین ساکھا بھی بڑہا اسقدر
لاکھون روپے آنے لگے بات پر

واہ رہی تدبیر جناب فقیر
ہوگیا دو دن مین امیر کبیر

مال وخزانہ اُسے حاصل ہوا
دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا

باتون ہی باتون مین کہا ایکدن
ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن

جاؤ نہین اُس دم ترے بھائیکی پاس
اُس سے بھی ہی یونہین کچھ اک التماس

ساتھ نہ کچھ مال وخزانہ کرو
آدمی اک دیکے روانہ کرو

اُسنے کہا آنکھون سے منظور ہے
سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے

طے ہوئی یہ بات تو رہبر لیا
چل دیے اور آگے اُسے دہر لیا

تھا جو مقام اُسکا وہ جانا ہوا
رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا
آنکھ تو یارون سے ملا ساقیا

طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہے
خیر ہے کیون ہمسے بھرا رہتا ہے

ہمسے اُڑا تو تو اُڑائین گے ہوش
صورت بادہ ابھی آئیگا جوش

تاومین آکر ابھی لینگے قدح
قدح سُنا کر ابھی لینگے قدح

سوکھ گئی ورد دعا مین زبان
جب کہین جاری ہوئی تیری دکان

قہر ہے پھر بھی کوئی لب تر نہو
صورت قارون کہین ابتر نہو

جی مین ہے سائل کی گرہ کھول دے — نقد ہی لے دل کی گرہ کھول دے

تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہین — چار سے ملے آٹھ اُٹھائے وہ ہین

دہیان نکر خیر جو خالی ہین ہاتھ — جام تو بھر نازو لطافت کے ساتھ

اشک میں سرخ کا میخانہ ہے — چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے

جلد چکھا ایک نفس پیش ہے — فکر و تردد ہمین درپیش ہے

ولولہ اے ناز کے باقی یہ ہے — راوی صادق کی زبانی یہ ہے

چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر — منزل صیاد پہ پہونچا فقیر

پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا — کھول کے دروازے کو اندر گیا

جھک کے کیا اُسکو ادب سے سلام — حال برادر کا بتایا تمام

حضرت درویش کی تدبیر عقل — گھوڑونکی سوداگری اور ساری نقل

مال کا آنا وہ روپونکا شمار — خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار

دیر تلک اُسکو سنایا گیا — اُسنے جو پوچھا یہ بتایا گیا

پھر یہ سنایا اُسے حکم امیر — لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر

خاطر نازک سے ذرا ہوشیار — اک سر مو فرق نہو زینہار

راز الٰہی سے نہ گھبرائیو — جو کہے آنکھون سے بجا لائیو

بول اُٹھا چونک کے وہ خستہ جان — جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان

اُسنے کہا آئیے باہر ہین آپ — دیکھیے کیا جلوۂ داور ہین آپ

جب یہ سنا اُسنے اُٹھا بر محل — سامنے حضرت کے گیا سر کے بل

پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اُسے — سینۂ اقدس سے لگایا اُسے

پہلے تو کی تعزیتِ والدین ‎ ‎ ‎ دونون کے رونے سے ہوا شورِ زین

دیر تلک یاد مین روتے رہے ‎ ‎ ‎ بین بھی مابین مین ہوتے رہے

اشکِ الم یاس سے بہنے لگے ‎ ‎ ‎ پھر کلمۂ صبر کے کہنے لگے

پونچھ کے آنسو اُسے لپٹا لیا ‎ ‎ ‎ سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا

ہجر بہلا کب تھا گوارا انھین ‎ ‎ ‎ اُسنے وہین گھر مین اُتارا انھین

حال سنایا کہ بُرا حال ہے ‎ ‎ ‎ حال مری جان کا جنجال ہے

گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے ‎ ‎ ‎ دام بنا ہے خطِ تقدیر سے

ہنسکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور ‎ ‎ ‎ صبح ترے ساتھ چلینگے ضرور

چلکے وہین حال سنائینگے ہم ‎ ‎ ‎ جو جو بتانا ہے بتائین گے ہم

اُسنے کہا خیر جو ارشاد ہو ‎ ‎ ‎ تم خطِ تقدیر کے اُستاد ہو

کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی ‎ ‎ ‎ زور یہ تقدیر بیابان ہوئی

نور کے تڑکے سے اُٹھا وہ جوان ‎ ‎ ‎ فجر پڑھی اور کیا اپنا دہیان

دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ ‎ ‎ ‎ اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ

ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور ‎ ‎ ‎ دونون گئے عالمِ ہستی سے دور

ایک کفِ دست بیابان تھا ‎ ‎ ‎ صنّ علے بوز کا میدان تھا

سبزۂ نوخیز بہت لہلہے ‎ ‎ ‎ اور پرندون کے کہین چہچہے

سیدھی درختون کی قطار اک طرف ‎ ‎ ‎ لالۂ صحرا کی بہار اک طرف

چاک گریبانِ سحر اک طرف ‎ ‎ ‎ نالۂ مرغانِ سحر اک طرف

نخل مین لٹکے ہوئے بار اک طرف ‎ ‎ ‎ اور گل خودرو کی بہار اک طرف

جھیل لبالب تھی بھری اک طرف — قہقہۂ کبک دری اک طرف
مور کی جنگل مین صدا اک طرف — گلشن جنت کی ہوا اک طرف
اژدہے شبنم پہ مگن اک طرف — چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف — اور چرندون کی کلیل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر — کھول دے جو روضۂ جنت کا در
گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے — تخت زمرد مین تھے موتی جڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور — ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
شاخ پر اس در سے ہجوم طیور — پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور
سرد ہوا اور برودت بھری — ساری زمین سبزۂ تر سے ہری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار — حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دونون گئے پھر اُسی میدان مین — دم جو لیا جان پڑی جان مین
اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی — خوب نکالی ہے جگہ واہ جی
دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو — صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو
اُسنے وہین دانے کو چھٹکا دیا — دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
جال مین اک باندھ دیا جانور — جس مین پرندون کو نہ ہو کچھ خطر
دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے — آڑ ہوا دامن صحرا پہ چھپے
ٹوٹکے دانے پہ گرے یون پرند — دانۂ انگور پہ جس طرح رند
دام لیا ہاتھ مین صیاد نے — ہاتھ ہلایا وہین اُستاد نے
ہاتھ کے اُٹھتے ہی اُٹھے جانور — بیٹھ گئے اُڑ کے کسی شاخ پر

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا
کہنے لگے منع تجھے تھا کیا

ہوش مین آ اب سے خبردار ہو
دیکھ کمر باندھ کے طیار ہو

ڈر نہین عرصہ جو بہت سا کھچے
جال مین کوئی نہ پرندا کھچے

باز جو پھنس جاے تو پھر لا کلام
شوق سے سب پوچھے ہوی کھینچ دام

اُسنے کہا باز نہ آئے اگر
آپ یہ فرمانے لگے صبر کر

تو نہین کچھ جانتا کیا راز ہے
باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے

تیرے مقدر مین ہے اک جانور
اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر

چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے
حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے

اُسنے کہا دام وہی لاؤن مین
حکم جو ہو پھر اُسے پھیلاؤن مین

آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو
دام کہین اور جگہ جا لگاو

حکم کو سنکر وہ اُٹھا جست چپت
دام کہین اُسنے کیا پھر درست

دانے پہ گرنے لگے پھر جانور
پھر بھی نہ صیاد ہوا کچھ خبر

بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک
باز کا پر بھی نگیا دام تک

چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی
یو نہین درختون پہ نظر جا پڑی

ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا
باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا

باز بھی اتنے مین گرا ٹوٹ کر
پھر تو وہ پھندے سے پھر چھوٹ کر

اُڑنے کو چاہا جو وہان باز نے
کھینچ لیا دام مین جانباز نے

دونون اُٹھے دشت سے اور گھر گئے
باز لیے شہر کے اندر گئے

پانسو اِس باز کی قیمت ملی ؛
اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

صبح کو پھر جانب صحرا گیا
پھانس لیا باز کو اور آگیا

خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات
حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات

آئیو جب پھانس کے باز آئیو
باز نہ آئے تو نہ باز آئیو

پھر اُسے حضرت نے سنایا یہ حرف
روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف

تھوڑے سے عرصے مین بڑہا اسقدر
بننے لگے سونے کے دیوار و در

کیسۂ زر دام کا حلقہ ہوا
باز آتے سونے کی چڑیا ہوا

فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا
دیکھکے درویش بھی شادان ہوا

پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے
تجسے یہی حاجت درویش ہے

آدمی اک راہ بتانے کو دو
ایک سے بہتر ہین مری جان دو

ہے یہ غرض آپکی ہمشیر سے
کھوسیئے ادبار کو تدبیر سے

اُسنے وہین ساتھ کیا آدمی
لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہنچانا

جام جو ایک آدہ بچا ہو سلے
حضرت ساقی کا بھلا ہو سلے

کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو
چین کرو خوش رہو آباد ہو

دیر سے سب رند دعا دیتے ہین
دیکھیے سرکار انہین کیا دیتے ہین

آپ ہی کا نام سنا اور آئے
دیر ہے کیا کوئی ادہر دور آئے

ٹوٹتا ہے جسم ادہر آئے قدح
پڑہ لین جماہی مین دعائے قدح

چلتے ہین ہم دور نہ ابتک چلا
ہیچ ہے شل سوم سخی سے بھلا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب — اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب

آپ کی خدمت سے کرین در گزر — دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در

پاؤن فقیر و نگا نہ کچھ لنگ ہے — اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے

سب رحم تمھین چاہیئے ای مہربان — دیکھیے فیاضی پیر مغان

کیون نہ بھلا خلق مین ہو جاے نام — بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام

بزم سے سے خانۂ دختر غرض — پونچھے فقیر اور وہ رہبر غرض

آپ کھڑے رہگئے بیرون در — گھر مین گیا پہلے وہی راہبر

بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے — ساری حقیقت وہ بتادی اُسے

ذکر کیا آمد درویش کا — حال کہا مقصد درویش کا

منتظر حال جو پایا اُسے — بھائیون کا حال سنایا اُسے

گھوڑون کے بکنے سے وہ پانا روپے — باز کا پھنسنا وہ اُڑانا روپے

کوشش درویش جتایا کیا — ساری حقیقت وہ بتایا کیا

گھر مین سنا جب نکل آئی وہین — شوق مین گھر سے نکل آئی وہین

ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر — پاؤن پہ پھر آکے گری دوڑ کر

آپ نے قدمون سے اُٹھایا اُسے — اور دیا خوب دلاسا اُسے

جان گئی اپنا سہارا اُنہین — جھونپڑی مین اپنے اُتارا اُنہین

روکے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال — ہے مری تقدیر مین در در سوال

کشتی درویش مین ہے آبرو — پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کو بکو

کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار — چاک کی صورت نہین دم بھر قرار

اُسنے یہ سب حال جو بتلا دیا — آپ نے سن سُنکے دلاسا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکھ — بات جو کہدون مین اُسے یاد رکھ
جا کے سوال اب جو کہین کیجیو — دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپیے — دیکے دعا پھیر ہی دینا روپیے
اُسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین — گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین
شاہ جی کہنے لگے جاؤ شتاب — اسمین نہین جاے سوال و جواب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو — مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ سے ہے کیا — ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا
یہ جو سُنا مانگنے گھر سے چلی — بھیک ملی لاکھ پر اُسنے نہ لی
پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال — ایک ہزارے کا ہی اپنا سوال
وہ کوئی اللہ کا پیارا اسے ملے — جس سے جو حصہ ہو ہمارا اسے ملے
سنکے یہ لاکھون کے وہان دل پسیے — لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہے اسے
لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش — بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کروفر — ایک سواری نکل آئی اُدھر
سے یعنے اُدھر ایک امیر آگیا — بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
پوچھا وہان اُسکا سبب ماجرا — لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
آکے جو تفتیش کیا اُس سے حال — کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
کیا ہی خدا ترس تھا وہ رحم دل — حال سُنا اور ہوا منفعل
تیری کریمی وہین توڑا دیا — دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی | سامنے درویش کے لیکر گئی

لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا اُنھین | اور وہ سب حال سنایا اُنھین

سنکے کہا آج ہی ہو جاے خرچ | خرچ ہے زر جو کچھ آئے خرچ

اُسنے سُنا کان سے جسدم یہ حرف | کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف

تھی جو مقدر مین کمائی وہی | صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی

زر جو ملا غنچۂ دل کھل گیا | تھوڑے سے عرصے مین بہت ملگیا

پیر نے یہ بات بتائی اُسے | ساری کرامات بتائی اُسے

ہے یہ گدائی تری تقدیر مین | ہار دیے ہمت کو نہ تدبیر مین

ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل | آج دیا جسنے وہی دیگا کل

کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی | اُسکو فقیری سے امارت ہوئی

دیکھکے خوش ہوگیا کیا وہ فقیر | شکر کے سجدے کو جھکا وہ فقیر

عرصے تلک پھر وہ اُسی جا رہا | تذکرۂ ایک دن اُس سے کہا

کام جو تھا شکر خدا ہو گیا | بار سے مین سبکے ادا ہو گیا

رشتۂ الفت کو کرو انقطاع | آج خوشی سے مجھے کردو وداع

کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین | سیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین

دیکھکے یہ آپ کا جوش و خروش | اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش

رو کے کہا خیر چلے جائیے | صبر کیا خیر چلے جائیے

حکم جو پایا وہ روانہ ہوے | جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین لا اے ساقی مخمور آ — جوش مین لا اے غیرت فغفور آ
جام وہ دے دلسے جیسے لاگ ہو — جام وہ دے عقل عری آگ ہو
آتش دل تیز ہو وہ جام دے — جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو — جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے — آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب — جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
بے پیے سرشار ہون وہ جام دے — نشائے مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم — جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے — پنجۂ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو — جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے — گاؤ زمین زرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو — مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ — جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر — نشائے مین صحرا کو چلین جھوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی — حضرت مرشد کی سواری گئی
شہر مین ٹھہرے گا بھلا وہ فقیر — کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر
راہرو راہ الٰہی ہوا — دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے
اور ہرن شیر فگن ہو گئے

سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق
جب سے پڑا گردن قمری مین طوق

کوک اُٹھا تھا کہین طاوس باغ
چرب زبانی سے لگا اُسکو داغ

قہقہوں سے کبک پہ آیا غضب
آگ جبھی کھاتا ہے یہ بے ادب

دہوم ہوئی عشق خداداد کی
آب گئی تیشۂ فرہاد کی

دیکھکے وامق پسِ ہاموں چھپا
دامن کہسار مین مجنون چھپا

دشت مین جب آپکا جلوہ ہوا
گلشن فردوس وہ صحرا ہوا

رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا
پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اُگے
بات مین ایک ایک کے دو دو اُگے

آئے جو صحرا مین یہ رشک ملک
راہ مین سبزے نے بچھادی پلک

اور پئے تسلیم ادب بار بار
جھکتے تھے کیا کیا شجرِ باردار

لو تو کبھی اُسطرف آتی نہ تھی
باد صبا خاک اُڑاتی نہ تھی

جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا
اور پرندونکے پرے جابجا

سرزمین اور وہ ٹھنڈی کچھار
بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار

غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ

شیر کہین اور کہین کرگدن
تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن

ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا
جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا

صورت انسان نظر آتی نہ تھی
دہوپ دہان خوف سے جاتی نہ تھی

کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو
خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو

سیر ہے وہان آپ چلے جاتے تھے
سیر کنان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین تھے تر زبان
دل مین خدا اور یہ غزل برزبان

غزل

عارض پرنور جو دکھلا دیا
کعبۂ و آتشکدہ چمکا دیا

برق تجلی نظر آتی نہ تھی
آنکھ جو دی طور کا سرما دیا

چرخ پہ تارے ہین زمین پر بشر
جسکو مناسب تھا جو دینا دیا

عشق دیا اور دل و چشم بھی
حسن دیا ناز و کرشما دیا

آنکھ کو بیماری نادیدہ دی
ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا

ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا

دی جو ہر اک رند کو تردامنی
حضرت زاہد کو مصلا دیا

بار ہو مجھکو ترے دربار مین
ایسی کوئی راہ بتلا دیا

لیجیے چشم و جگر و دل ابھی
پاس جو تھا قدر نے وہ لا دیا

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوے
آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوے

جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے
نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے

منھ سے کبھی آپکے جاری تھا کف
جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف

لب کبھی آہون سے لیا لب کیا
اور کبھی نالۂ یارب کیا

نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت
گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت

کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند
کوسون اُڑے جاتے تھے وحشی چرند

بس یہ خدا نے خبر راز دی | پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز پہ چلیے واہ جی | ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے | دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے اُدہر غور سے دیکھا اُسے | آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے
آتا ہے وہ گھوڑا اُٹھائے ہوے | باز لیے توڑا اُٹھائے ہوے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا | آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ غیر آپ مجھے جانیے | دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا | کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین | آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہین
سُنکے ہنسا اور کہا واہ جی | آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے | کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب حال مین | تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی | یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے | میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے | ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہو گیا | دامن صحرا مین نہان ہو گیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوے | دشت مین اک جا متوکل ہوے
آئے نہ اُٹھکر کبھی دنیا مین آپ | خفت صفت رہ گئے صحرا مین آپ
دیکھکے گردش خط تقدیر کی | خوب ہی درویش نے تدبیر کی

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے | خوب بڑہایا اُنھین تدبیر سے
تین طرح تینون کا حصا ملا | جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا
ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار | ایک گدائی سے ہوئی مالدار
اب تو ذرا **اقدر** تمھین ہوش ہو | جو جو سنا ہے وہ دُرِ گوش ہو
چاہیئے تقدیر کے قائل رہو | پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
چاہیے تدبیر یہ دستور ہے | ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہے | چشمۂ قسمت مین جو ہے پانی ہے
ہو جو غرض فکر کیا چاہیے | درد جو ہو اُسکی دوا چاہیے
پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش | فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش
ہاتھ نہ پھیلے یہی جب چاہیے | پاون کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
خواب توسط سے کرے ساز باز | پاؤن نہ کمّل سے کبھی ہون دراز
طول ہے بیفائدہ المختصر | ہے یہی مضمون **قضا و قدر**
دل مین جو شیطان کبھی وسواس لائے | کیجیے تدبیر خدا راس لائے
بات رہے **قدر** وہی بات کر | حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دھوم ہو اے ساقی جام الست | مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست
دل مین جو ہو کیون نہ بکون برملا | خوب چڑہا نشاۂ قالوا بلےٰ
ایک پیالہ جو پیا چت ہوا | ہوش اُڑے بزم مین ساکت ہوا

جامۂ ہستی کی نہین کچھ خبر — عمر تو غفلت مین ہوئی ہے بسر
خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین — مین ترے دوزخ کے بھی قابل نہین
مین نہ کسی کام کے لائق ہوا — خلق ہوا ننگ خلائق ہوا
خانۂ عصیان کا ہون چشم وچراغ — دامن آدم مین لگا مجھسے داغ
آہ گنہ کرنیکو بے باک ہون — جرم وگنہ کے لیے چالاک ہون
مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ — صورت ہمزاد ہے میرا گناہ
قہر سے اب کانپتا ہون بید وار — ہان تری رحمت کا ہون امیدوار
رات کو چاہے تو ابھی روز ہو — ساز کرے دم مین اگر سوز ہو
تیرا ذرا رحم ہے عصیان کی آڑ — اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ
رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ — آہ ترے قہر سے تیری پناہ
بخشنے مین دیر جو کرتا ہے تو — پڑہتا ہون مین آیۂ لاتقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے — دہوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے
کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے — شور ہے یا طبع مین یہ زور ہے
طبع مین یہ زور ہے احسنت ہے — سچ تو یہ ہے فکر بھی ساونت ہے
توڑتے ہین عرش کے تارے تو کیا — قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا
زندہ نہین آہ جناب حسن — شاعرونکے شاہ جناب حسن
سرو ہے بازار کہ سودا نہین — درد نہین جرات وانشا نہین

میر کو پہلے ہی اجل کھا گئی | حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی

آنکھوں میں اندھیر ہے سب خشک و تر | آہ نہیں برق و جناب سحر

اُنکو دکھاتے یہ تاسف رہا | یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا

تازہ ہو غم یاد کریں جسکو ہم | قدر بھلا روئینگے کس کسکو ہم

وہ تو گئے سحر ہیں ناسخ کی روح | حضرت باری انہیں دے عمر نوح

کشتی نوح سخن اُنکی ہے ذات | اُنسے ملا جو کوئی پائے نجات

ہم بھی ہیں ناجی کہ ہوے مشورے | حضرت امداد علی بحر سے

نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام | خاص ہیں جاری ہے مگر فیض عام

اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی | لیگئے ہم کہکے جو یہ مثنوی

جو جو بتانا تھا بتایا تمام | جو جو بنانا تھا بنایا تمام

قطرۂ شبنم کو بناتے ہیں بحر | سحر کو اک کوزے میں لاتے ہیں بحر

بات مگر دھیان میں آئی ہے | کیوں نہو ناسخ کی کمائی ہے یہ

غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان | نام جناب اسد اللہ خان

قدر سے شاعر کے یہ اُستاد ہیں | زور کمالات خداداد ہیں

دانے کو چاہیں تو بنادیں ثمر | قطرے کو چاہیں تو بنادیں گہر

ڈھالتے ہیں شعر نئے رنگ کے | رنگ اُڑا دیتے ہیں ارژنگ کے

شعر بلیغ اُنکی بندش فصیح | قاعدے جانچے ہوے لفظیں صحیح

کون بھلا جوہر ذاتی نہیں | عقل وہ ہے جو عقل میں آتی نہیں

پہنچی یہاں جب یہ کتاب شگرف | ہاتف غیبی نے سنا حرف حرف

کونے لگا سننگے ہماری کتاب
کان ملاحت ہے یہ ساری کتاب ۱۲۷۴ھ

اب یہ مناجات کیا چاہیئے
حضرت عزت مین دعا چاہیئے

دست دعا ہو کہ جدہر رو رہے
عید ہو اپنی جو اودہر تو رہے

غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو
خیر ہے خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علیصاحب بحر لکھنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صل علی خوب کہی مثنوی
دنگ ہوئے مولوی معنوی

ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد
گرمی بازار ہوئی اُسکی سرد

چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کی جام
آب خجالت ہوا حسن کلام

آگہی انصاف یہ عقل سلیم
سلمک اللہ پکارا سلیم

گلشن نو رستہ ہین ابیات کل
غنچہ ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل

شعر ہر اک گیسو جانانہ ہے
پنجۂ مژگان پری شانہ ہے

سلک گہر جملہ مصاریع ہین
نامۂ محبوب کی توقیع ہین ٹر

نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین
بیت ہر اک زلف دوتای حسین

کیا ہی ضیا بار ہے یہ مثنوی
خلد کا گلزار ہے یہ مثنوی

قدر نے کی مثنوی اپنی تمام
بحر لکھو تم بھی سن اختتام

یہ سنہ مثنوی قدر ہے
مثنوی قدر مہ قدر ہے
۱۲۷۴ ہجری

شیخ غلام حیدر رشید بلگرامی

کیون نہ بھلا ناز کرے بلگرام	جس مین رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے	واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر	نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو	فضل خدا سے ہے عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو	لکھا گیا کاتب قدرت کا حال
	۱۲۷۴ھ ہجریہ

ولہ

صل علے مثنوی میر قدر	ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم	باد صبا باغ معانی مین ہے
	۱۲۷۴ھ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر	یا کوئی دُر دانۂ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو	چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے
	۱۲۷۴ھ ہجری

قطعۂ تاریخ تالیف از بابو ہزاری لال جوان بنارسی

وصف ہو کیا مثنوی قدر کا	بس مرے استاد ہین وہ والسلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان	خلق مین آئینہ ہے سارا کلام
	۱۲۷۴ھ ہجری

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے
سارے خدائی کا ہے یہ انتخاب
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان
قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدر شناس شعر امید قدر
شاعر اے سرا سینج
نظم نمود ست قضا و قدر
پس در تاریخ تو واصل بسنج
معنوی و صوری و فصلی نویس
سال ہزار و دو صد و شصت پنج
سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام
بنام و نشان قضا و قدر
ظہیر از پے سال تاریخ او
نوشتہ بیان قضا و قدر
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہے یہ
زمانے مین نہین ہے جسکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر
ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

[illegible]

قَدْ اَتٰی بِمُزْدَوِجٍ
مِنْ بَدَا اللّٰہُ الْقَدَرُ
قُلْتُ عَامَ مُحَمَّتِمِہٖ
اَلْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ
سنہ ۱۲۷۴ھ

[illegible]

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضا و قدر
میرے تو اُستاد ہین مین کیا کہون
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی
دہوم ہے انسان و ملائک مین دہوم
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصۂ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جسنے سنا اُسنے کہا واہ واہ
صل علے صل علا واہ واہ
ارض سے ہے تا بہ سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علے واہ واہ
۱۲۷۴ھ

تمت

واسوخت قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو
گھر کسی بندۂ وارفتہ کا ویرانہ نہو
کوئی دل آینۂ چہرۂ جانانہ نہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو
داغ سینے کے نہ دہکین کہین اخگر کیطرح
عاشقی آگ مین جھونکے نہ سمندر کیطرح

۲

یا خدا اُسسے تپ عشق بتان دور رہے
گل سے خار اور گلستان سے خزان دور رہے
خرمن عیش سے یہ برق تپان دور رہے
نشتر عشق سے ہر اک رگ جان دور رہے
خاک اُڑتی ہے جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اُجڑ جاتے ہین بستی یہ بلا آتی ہے

۳

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
کوئی سینے پر اثر تک بھی نہین پاتا ہے
دل سنبھالو تو کلیجا وہین چھن جاتا ہے
جب جگر تھامتے ہین دل پہ غضب ڈھاتا ہے
جگر و دل پہ یہان ہاتھ دہرے پھرتے ہین
زندہ دل اِسکے وہی ہین جو مرے پھرتے ہین

۹۴

اک ہمین ہین کہ قیامت کی کڑی سہتے ہین
تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتے ہین
نہ تو سنتے ہین کسیکی نہ تو کچھ کہتے ہین
آنکھ جب کھولتے ہین لخت جگر بہتے ہین

دیکھ لو آنکھ لڑانی یہ بُری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چھُری ہوتی ہے

۹۵

کیا کہین کیسی مصیبت مین پھنسی جان حزین
دل کا کچھ ہوش نہین جسم کا کچھ ہوش نہین
ہونٹھ ہین خشک تو پُر آب ہے ہر چشم غمگین
دل کہین آنکھ کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین

پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا شی ہے
ٹکٹکی باندھکے کہدیتے ہین مُنھ سی ہے ہے

۹۶

کچھ نہ فرمایئے قصے سے کہانی اپنی
شکل تو دیکھیے اے ظلم کے بانی اپنی
ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی
مفت مین مٹ گئے ہم ہائے جوانی اپنی

شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہی

۹۷

کیا تڑپتا ہے دل زار تمھین ہوش نہین
تم پہ ہم مرتے ہین اے یار تمھین ہوش نہین
ہے ہمین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
دونون آنکھونکے ہین بیمار تمھین ہوش نہین

جگر و دل کبھی اے جان سنبھالے نہ گئے
کانٹے پلکون نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

۹۸

کوئی ہمسا بھی ستانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی تُربت مین سلانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی یون داغ دکھانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی مٹی مین ملانیکو نہ پایا ہوگا

دم بھرے جائینگے اے جان جو دم مین دم ہے
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہے

۹

پیاری شکل آپ سی ای رشک قمر کسکی ہے
یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسکی ہے
ایسی تقریر پہلا شہد و شکر کسکی ہے
یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسکی ہے

سحر کی شکل ہے اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے

۱۰

نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی
نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی
نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی
نہ یہ تلوا کہین دیکھا نہ یہ مہندی دیکھی

چلتے ہو پنجون کے بل خوب تنے پھرتے ہو
اپنے جوبن مین چھلاوا سے بنے پھرتے ہو

۱۱

بس نہ اتراؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین
گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین
تم نہ شرماؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین
مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالین آؤ

۱۲

وہی طشت اور وہی خنجر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی شیشہ وہی پتھر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی موم اور وہی اخگر وہی دل ہے وہی آنکھ
وہی پھوڑا وہی نشتر وہی دل ہے وہی آنکھ

ڈہونڈہتی ہین تمھین اے یار ہماری آنکھین
دل تو پھٹتا نہین پھر جائین ہماری آنکھین

۱۳

سینہ ہی باقو بنہ بھی ہمسے ہے کبھی تم پہ نثار
ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تم پہ نثار
جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تم پہ نثار
لاکھ جانین ہون تو کرتے ہین ابھی تم پہ نثار

یہی حسرت ہے کہ مر کر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

۱۴

ہاتھ پھیلاتے ہین آتے نہین تم کیا کہنا
پیاری صورت بھی دکھاتے نہین تم کیا کہنا
اپنی باتین بھی سُناتے نہین تم کیا کہنا
شکل کیا مُنھ بھی لگاتے نہین تم کیا کہنا

یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو
گرمیان کرکے جلایا نئی گرمی دیکھو

۱۵

بات کرنا تمھین باتو نمین بتایا ہمنے
چال مین حشر کا انداز سکھایا ہمنے
منہدی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہمنے
آپ مگر تمھین معشوق بنایا ہمنے

جب سے دل لینے کا اے یار تمھین فوق ہوا
اُسی دن سے تمھین آیینے کا بھی شوق ہوا

۱۶

اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے
نہ بکیتی نہ کمر مین یہ لچک تھی آگے
مُنھ تو پھیرو یہی چہرے مین چمک تھی آگے
اپنے سایے سے بھی تمکو تو جھجک تھی آگے

سب سے کہتے تھے یہ سج دھج کجاوٹ کب تھی
آنکھ ادہر نہین اُٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

۱۷

ابتو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بد دور
ماتھے پر روز چُنی جاتی ہے افشان بھی ضرور
جمگیا رنگ ہزارون مین ہوے تم مشہور
زلف سے آینہ ہے کنگھی ہے یا دست حضور

بجز آیینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ
پان مسی کے سوا مُنھ بھی لگاتے نہین آپ

۱۸

سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ
چہرہ بھی شمع سر طور ہے اللہ اللہ
کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین پہلے پہل یوسف ثانی ہو تم

۱۹

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے
چوک کی سیر ہے کمرے پہ پلنگ آپکا ہے

فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہے
اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

۲۰

چال وہ کبک دری پاؤن پڑے آ آ کر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پر

جی اٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہین انہین باتون پہ سب جادوگر

مردہ آواز سنے آپ کی زندہ ہو جائے
سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جائے

۲۱

سمجھے ہم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
اے صنم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

ہے ستم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
دمبدم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

قہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین
زہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین

۲۲

ہمسا عاشق نملے گا پیارے
اگلی باتون پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے

خوب ان روزون بری سوجھی ہے اچھا پیارے
کہتے تھے دل بھی نہین آپ سے پیارا پیارے

اچھی باتون نہین کسے لوگ برا کہتے ہین
بری چالون سے بھلا کسکو بھلا کہتے ہین

۲۳

ان دنون کیسا مزاج اے مری جان آپکا ہے
یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے

یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے
دل مین جب جا ہو چلے آؤ مکان آپکا ہے

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوئے جاتے ہین
طور کچھ آپ کے بے طور ہوئے جاتے ہین

۲۴

بات کہنے مین زبان اپنی دبا لیتے ہو
کبھی کہتے نہین ہونٹھونکا مزا لیتے ہو
آنکھین ملتی نہین تو آنکھین دکھا لیتے ہو
گالیان مفت مین دو چار سنا لیتے ہو
آنکھ پڑتی ہے تو تیوری وہین چڑھ جاتی ہے
بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھ جاتی ہے

۲۵

کسطرف دھیان ہے باتین نہ بناؤ صاحب
کھو کے سیکھا ہون مجھے تم نہ سکھاؤ صاحب
جھوٹی قسمین نہ مرے سامنے کھاؤ صاحب
مجھسے اڑتے ہو ذرہ ہوش مین آؤ صاحب
بت بنا دون تمہین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

۲۶

مین وہی شاعر بےمثل ہون پہچانتے ہو
آستین الٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو
باتین جبریان ہین مری لوہا مرا مانتے ہو
قدر ہون قدر ہونہین قدر ہون تم جانتے ہو
ہوش جب آپکو آئے تو ادہر آئیے گا
اب زیادہ جو بگڑئیے گا تو بن جائیے گا

۲۷

ہم وہ شاعر ہین کہ پریو نہین ہوا باندھتے ہین
بیٹھے بیٹھے جو کہین دھیان ذرا باندھتے ہین
باتون باتون ہی مین مضمون نیا باندھتے ہین
سحر کرتے ہین پہ مرغ قضا باندھتے ہین
طائر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

۲۸

ہم وہ ہین جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین
ہم وہ ہین باتون مین سو بتے بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین بات مین سب رنگ اڑا دیتے ہین
ہم وہ ہین ہمسے بگڑئیے تو بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

۲۹

اسی صورت پہ تمہین ناز تھا لاحول و لا
ہفت اقلیم مین اب آپکا ہوگا چرچا

سچ ہے جسنے تو کوئی کا ہیکو ایسا دیکھا
بدر شرمائیگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پریان تمکو
دیکھیے سے نہ اڑین مثل سلیمان تمکو

۳۰

قدر بس اب بناؤ انہین انسان ہنو
اسطرف دہیان کرو اپنی طرف سے ہیان کرو

اتنا پہ لیون کو چلاتے نہین دیوانے ہو
بات رہجائیگی اللہ مری مانو تو

دیکھو وہ روتے ہین آنکھین نہ نکالو ای قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو ای قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یارب پختون کو میری خامی مقبول
کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے

یعنے واسوخت ہو تمامی مقبول
واسوخت قدر بلگرامی مقبول
۱۸۵۸ ع

تمت بالخیر

لله

صحت نامہ کلیاتِ قدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح		قَدَراً	قَدَراً
۲	۲	خَلَف	خَلَف
۳	۱۴	اکسترا	اکسٹرا
۴	۸	کلجک	کلجگ
۵	۲	ترہنی	تربینی
۶	۲	کیننک	کیننگ
۳	۲	جبرئیل	جبریل
〃	〃	جابر	جابر
۳	۱۲	والجنہ	والجنۃ
۴	۱۵	ہرایک	ہرک
۵	۱۴	اِلا علے	الاعلے
۸	۱۶	توتے	تونے
〃	۱۹	ٹوڑئے للہ	دوڑیے للہ
۱۲	۱۲	آئینہ	آئنہ
〃	۱۴	لکوئین	لکوئین
〃	۱۷	چلتی	جلتی
۱۴	۱۸	لگائین	لگائے
۱۵	۱	پٹالن	بٹالن
۱۷	۱۹	جھل	چھل
۲۰	۴	جوڑ	جور
۲۱	۸	گہی	کہی
۲۲	۱۱	پکھل	نکھل
〃	۱۴	جڑاو	چڑھاو
۲۳	۸	سبوو	سبوی
〃	۱۶	گمک	گمک
۲۴	۱۹	تبتنی	ہتبنی
۲۵	۱	بچھادون	بچھادون
〃	۱۶	لکھ	لکھ
۲۶	۱۷	آئینہ	آئنہ
〃	۱۹	〃	〃
۲۷	۹	خوو	خود
〃	۱۰	بچھورلگا	بچھوڑونگا
۲۸	۷	تہے	تھے
〃	۱۳	نثار	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۴	نشہ	نشاہ	۴۵	۲	حبّذا	حبّذا
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا	۴۷	۹	پپیہے	پپیہے
۳۰	۷	بڑھارہا ہے	بڑھارہا ہے	۵۱	۵	کلنک	کلنگ
۳۲	۳	گمک	گُمک	۵۲	۱۷	ٹیٹیان	ٹٹیان
۳۲	۹	بچتا	بجتا	۵۳	۳	ہمارا کے	ہماری کے
″	۱۲	کلنک	کلنگ	″	۱۶	پیٹ پر	پر پیٹ
″	۱۷	سیہ	سِنہ	۵۴	۶	بناتی	نباتی
۳۳	۱۷	بینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جبرئیل	جبریل
″	۱۹	لکّھا	لکھا	″	۱۸	ہوگئے	ہو ہوگئے
۳۵	۱۵	کنیا	کمپا	۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
″	۱۹	زلبیل	زنبیل	″	۱۲	پیٹھ	پیٹ
۳۶	۹	پھرے	پھرے	″	۱۶	بیم	جیم
۳۷	۶	آیکنہ	آئنہ	″	۱۷	سواردن	سوارادن
۴۱	۳	″	″	۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۴۳	۹	دروشت	زردشت	۶۲	۱	مٹیھی	مُٹھی
۴۴	۲	کملاے	کمھلاے	۶۵	۴	اوسپہ	اوسپہ
″	۳	جبہا	چبہا	۶۸	۱	بیش	بیش
″	۱۷	پھلا	پھسلا	″	۱۲	ساقئی	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۴	کہیں نہ	کہلین	۹۵	۲	ٹہنک جابجا	ٹہنک ہین جابجا
۶۹	۴	ہوا۔۔۔سے	ہوائی	۹۶	۱۶	سے	لیے
۷۰	۱۵	واوا	واہ وا	۱۰۰	؍؍	جبرپل	جبرئیل!
؍؍	۱۸	دگرور	دہ گرید	؍؍	۱۷	باگھ	ہک
۷۱	۱۰	وپہنکی	دہ پہنکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جل جلالہ
؍؍	۱۶	گمن گرئے	گمن گمن گئے	؍؍	۱۱	جبرئیل	جبرئیل
۷۲	۱۶	ہواکیار	ہواکیار	۱۰۲	۴	سکتے گا	سکیگا
؍؍	؍؍	سیٹواپو	سیٹوایو	؍؍	۱۹	کہیا	کہبا
۷۳	۴	پڑہی	جڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تذرو
؍؍	۵	جڑی اودہے	جڑی ہے	۱۰۴	۶	گرمی	گرمی
۷۴	۴	جوہووہ ہو	ہوناہوجوہو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدابنی	خدابنی	؍؍	۱۳	جویہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	پہ اپنی	پراپنی	؍؍	۱۹	فرہ	فرہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰۶	۱	بینترے	پینترے
۸۴	۲	جن	بن	؍؍	۱۴	جگنی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	؍؍	۱۵	اوڑتا	اوڑاتا
۹۳	۱۹	وکاٹ	وہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابروموے	ابرووموے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنونکا	بنونگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اڑیا	اوڑایا
۱۰۹	۱۶	گذنک	گزنک
۱۱۲	۲۱	گہیون	کہیون
۱۱۳	۱	نکلتے	لٹکتے
۱۱۸	۷	الآمان	الامان
۱۲۰	۳	اونچے	اونچی
۱۲۳	۱۰	جوڑاکا	جوڑکا
۱۲۵	۲	آب	آپ
〃	۹	جریدین	جریدتین
۱۲۶	۹	کہپا	کُہبا
۱۲۷	۳	بگڑکر	بگڑکر
〃	۱۰	ڈوپٹا	دوپٹا
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہوتا ہوتا
۱۳۰	۲	ایہر	ادہر
〃	۳	ہوائین	ھوائین
〃	۴	اوڑتا	اوڑاتا
〃	۱۶	نرلا	بڑہا
۱۳۴	۲	ڈوپٹا	دوپٹا
۱۳۴	۲	سبنہلا	سنبہالا
〃	۱۰	مین سوتے	مین توسوتے
۱۳۶	۸	پوسنچے	پونہچے
۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہانکین
〃	۱۸	دامن	دامن
۱۴۲	۲	اگہہ	آنکہہ
〃	۱۸	وہین	وہین
۱۴۶	۷	پونہچی	پونہچتی
۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی یا نہ
〃	۸	رہا نہ رہا	رہا یا نہ رہا
۱۴۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
۱۴۹	۶	آگے	آکے
〃	۱۱	آئینہ	آئنہ
۱۵۰	۱	مین	ہین
۱۵۴	۷	ڈریڑے	دڑیڑے
〃	۴	رکہتی ہے	رکہتے ہین
〃	۸	ٹہیرے کی	ٹہر گئی
〃	۱۳	انٹہلاکے	اٹہلاکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگھتے	۱۹۱	۱۳	گرمُی	گرمی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	//	۱۶	ہیں	ہیں
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیر کے	پیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	//	۱۲	کھائے گا	کھائیے گا
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ	//	۱۴	تیرا	ترا
//	۱۲	پھر	پھیر	//	۱۹	نگہت	نکہت
۱۶۵	۴	کندہکر	گندہکر	۱۹۶	۱۶	ابرُو	ابروو
۱۶۷	۱۰	مُنہ کاجل	مُنہ پہ کاجل	۱۹۷	۵	ہنسئے	ہنسیے
۱۷۱	۴	تنگے	تنکے	۱۹۸	۲	کا تبین	کاتبین
۱۷۴	۸	بدور	بدوور	۱۹۹	۱	تاریکی	تاریکی
۱۷۷	۱۱	گھرٹک	گھرک	۲۰۰	۱۷	چھپائے	چھپایئے
//	۱۵	لکھے سٹائین	لکھے کو مٹائین	۲۰۱	۳	خدا خدا خداکر	خدا خدا خداکر
۱۸۰	۱۹	وماتھے	جوماتھے	۲۰۳	۳	چندرور	چندروز
۱۸۲	۳	توطے	توتے	//	۷	کعبۂ و	کعبہ و
۱۸۵	۵	نکلینگی	نکلیںگی	۲۰۵	۸	انکڑنا	اکڑنا
//	۱۸	دگین	ڈگین	//	۱۰	زلف پہ	زلف پر
۱۸۸	۶	بہڑکے نہ	بھڑکے کہ نہ	۲۰۶	۶	مرنے بھی	مرنے پہ بھی
۱۹۱	۳	ذفن	ذقن	۲۰۷	۸	آئینہ	آئنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیاکر	کیمیاگر	۱۳۲	۱	کرتا کیا	کرتا ہی کیا
۲۰۸	۱۳	چھریوں	چھریون	۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑاتا
۲۱۱	۹	آنگبین	انگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہرایک	ہراک	۲۳۰	۴	ردکاوٹ	رکاوٹ
〃	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر	۲۳۲	۵	آئنے	آئینے
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	اشنن	اینٹھن
〃	۶	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپایئے
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئنہ	۲۴۲	۱۳	تشنر	نشنہ
۲۱۶	۱	بکرے	بکیے	۲۴۳	۱۲	گھلے	گلے
〃	۱۷	گلگیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئنہ	آئینہ
〃	۱۵	تاریکیٔ	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہای	۲۵۰	۱	جاے	جائے
〃	۸	آے	آئی	۲۵۳	۱۶	روی	روئی
〃	۱۳	بنا ہون	بنا ہوت	۲۵۵	۱۲	گھل	گھُل
۲۱۹	۱۶	آمن	آہین	۱۵۶	۵	آئنہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعیٔ	واقعی	〃	۱۷	یہ	یہ
〃	۸	الغیاث الغیاث الفراق الفراق	الغیاث الغیاث و الفراق و الفراق	۲۵۸	۵	کردن	گردن
				۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۳	مزہ	مژہ
۲۶۴	۱	سلائیے	سہلائیے
۲۶۸	۱۴	گھتی	گتھی
۲۶۹	۱۰	یہ	پہ
۲۷۴	۱۱	تباہ	نباہ
۲۷۵	۴	طردے	طرے
〃	۱۹	کم	گم
۲۷۹	۱۲	ہین	ہیں
〃	۱۶	روزن	روزون
۲۸۰	۶	ہوساقی	ہواساقی
〃	۱۸	ہوہین	ہون ہین
۲۸۲	۱۴	جدید	حدید
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگی
۳۰۵	۲	جل	جھیل
〃	۳	گیا	کیا
۳۰۶	۱۲	روئی	ردی
۳۱	۶	دیئے	دینیے
		جکہ	چکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۱۹	سخنگوئی	نغمنگوئی
۳۲۹	۱۲	گرد راہ	گرد در راہ
۳۳۹	۷	دل کوہ پہ جانگاہ	دل پہ کوہ صبا نگاہ
۳۴۰	۱۰	کیمیاکر	کیمیاگر
۳۵۹	۳	ہے ہوبہو	ہوبہو ہے
۳۶۳	۱۵	اٹھائینگے	اٹھائینگی
۳۶۶	۶	ببین	بین
〃	۱۰	زبر ببین	زیر و بین
۳۷۱	۱۱	اوجلا	اوجالا
۳۷۸	۹	کرد	گرد
〃	۱۵	مژہ	مژدہ
۳۸۰	۱۳	واہ تاثیر	واہ رہی تاثیر
۳۸۶	۳	بیٹی	بیٹھی
۳۹۴	۲	صد	صدا
۳۹۶	۷	فصل	فضل
۴۰۶	۱۲	ہی	ہی یہ
۴۱۴	۱۱	کجاوٹ	یہ کجاوٹ

تمت